مسلسل اشاعت کے 59 سال

ماہنامہ الحق

دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کا علمی و دینی مجلہ

698-99
ربیع الثانی،
جمادی الاول ۱۴۴۵
اکتوبر، نومبر ۲۰۲۳

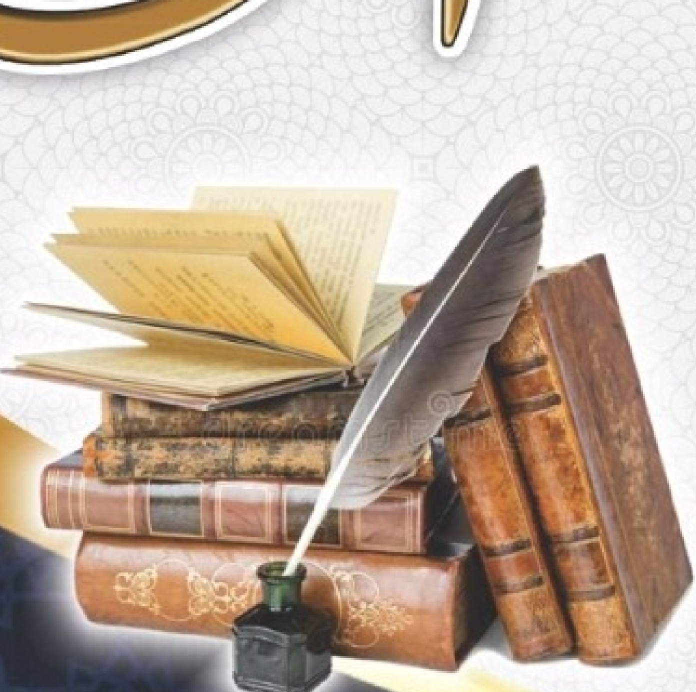

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلیٰ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الأُمِّیِّ وَ عَلیٰ اٰلِہٖ وَسَلِّم تَسلِیمًا

جلد نمبر.................59
شمارہ نمبر 2-1
ربیع الثانی، جمادی الاول ۱۴۴۵ھ
اکتوبر ونومبر ۲۰۲۳ء

اے بی سی آڈٹ بیورو سرکولیشن کی مصدقہ اشاعت

ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک

مدیر اعلیٰ	نگران	باہتمام	بانی
حافظ راشد الحق سمیع حقانی	مولانا حامد الحق حقانی	حضرت مولانا انوار الحق صاحب	حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ

نائب مدیران: مولانا حبیب اللہ حقانی، مولانا محمد اسلام حقانی منتظمین: مولانا محمد فہد، بابر حنیف

فہرست مضامین

- نقش آغاز: حیات خدمات مولانا سمیع الحق شہیدؒ کانفرنس، غزہ میں اسرائیل کے ہاتھوں انسانیت موت کے دروازے پر، افغان مہاجرین کی جبری وطن واپسی، مولانا سید محمد شاہد سہارنپوریؒ کا سانحہ ارتحال ....مولانا راشد الحق سمیع ۲
- اور تم خوار ہوئے تارک قرآں ہوکر ......شیخ الحدیث حضرت مولانا انوار الحق مدظلہ ۹
- شہید اسلام مولانا سمیع الحقؒ: حیات وخدمات کانفرنس ....مولانا سید حبیب اللہ حقانی ۱۶
- ملفوظات امام لاہوریؒ: ''تفسیر لاہوری'' کی روشنی میں!...... مولانا حافظ خرم شہزاد ۲۹
- حضرت مولانا محمد ادریس کا سفر جاپان......(قسط ا) ....مولانا اسامہ سمیع ۳۵
- غزہ پر اسرائیلی جارحیت اور عالم اسلام کے بے حسی............مولانا محمد صابر حسین ندوی ۴۵
- خودکار مہلک ہتھیاروں کی صنعت: عالمی قوانین اور اسلامی نقطہ نظر..........محمد اسرار مدنی ۴۹
- فقہی وشرعی اصطلاحات کی ضرورت اور اہمیت ....مفتی ذاکر حسن نعمانی ۵۴
- نامور ادیب اسرار طورو کے ساتھ ایک ملاقات .... ڈاکٹر عبدالستار آزاد ۶۴
- دارالعلوم کے شب وروز ....صاحبزادہ عبدالحق ثانی ۷۲
- تعارف وتبصرہ کتب ....مولانا محمد اسلام حقانی ۷۷

ماہنامہ ''الحق'' دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ (خیبر پختونخوا) پاکستان۔ فون نمبر: 630435 -923 92+ فیکس 630922 923 92+
ای میل: -------- Email: editor_alhaq@yahoo.com موبائل نمبر: 03159898998 0333-9167789
ویب سائٹ: www.jamiahaqqania.edu.pk -------- فیس بک ایڈریس: facebook\Alhaq Akora Khattak
سالانہ بدل اشتراک اندرون ملک فی پرچہ -/70 روپے۔ سالانہ -/800 روپے۔ بیرون ملک 40$ امریکی ڈالر
پبلشر: مولانا راشد الحق سمیع، جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک، منظور عام پریس پشاور

نقش آغاز بسم اللہ الرحمن الرحیم مولانا راشدالحق سمیع

حیات وخدمات مولانا سمیع الحق شہیدؒ کانفرنس

۲رنومبر۲۰۲۳ بروز جمعرات حضرت والد ماجد شہیدؒ کی شہادت کو پانچ برس بیت گئے،اس حوالے سے جامعہ حقانیہ میں شہید اسلام حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی دینی،ملی، سیاسی، جہادی اور تصنیفی خدمات کے حوالے سے ایک پروقار اور عظیم الشان (دونشستوں پر مشتمل) کانفرنس کا انعقاد کیا گیا جس میں شہید ناموس رسالتؐ مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی جملہ خدمات کوخراج تحسین پیش کیا گیا اوراس عزم کا اظہار کیا گیا کہ حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے دینی و سیاسی وژن کے مطابق اسلام کی سربلندی، شریعت کے نفاذ،استحکام و دفاع پاکستان دنیا بھر کے مظلوموں کی حمایت اور ظالم جابر اور قابض استحصالی،استعماری وسامراجی قوتوں کیخلاف جدوجہد جاری رکھی جائیگی، اسلامی نظام کے نفاذ، دینی مدارس کے تحفظ اور پاکستان کے امن وسلامتی کی خاطر علمائے کرام مسلسل قربانیاں اور شہادتیں دے رہے ہیں۔علمائے حق کا خون رائیگاں نہیں جانے دیا جائیگا،مولانا سمیع الحقؒ نے ہمیشہ اسلام،علماء اور مدارس کی نمائندگی کا حق ہرفورم پر مجاہدانہ طور پرادا کیا ہے اسی وجہ سے سامراجی قوتیں، لادین ظالم حکمران اور نامعلوم قوتیں ان کو برداشت نہیں کرسکیں۔مولانا سمیع الحقؒ نے اپنا سینہ چھلنی کروا دیا لیکن سامراج اور ظالم قوتوں کے سامنے نہیں جھکے۔مولانا انوار الحق مدظلہ، مولانا حامد الحق،امیر جماعت اسلامی جناب سراج الحق اور جناب لیاقت بلوچ ودیگر مقررین نے واشگاف انداز میں واضح کیا کہ آج اگر مولانا سمیع الحقؒ حیات ہوتے تو مسئلہ فلسطین پر پاکستان اور عالم اسلام کے ہرفورم پر بہت ہی فعال اور موثر کردار ادا کرتے اور فلسطینی مسلمانوں پر ہونے والے دردناک مظالم کیخلاف وہ دو دھاری تلوار ثابت ہوتے، نیز شرکاء نے واضح کیا کہ پاکستان اور عالم اسلام مظلوم فلسطینیوں کی عملی حمایت اور مدد کیلئے فوری اٹھ کھڑے ہوں اور پاکستان بھر کے علماء، دینی جماعتیں اس ایشو پر یک زباں ہوکر مشترکہ طور پر آواز بلند کریں۔کانفرنس میں فلسطین میں جاری اسرائیلی جارحیت کی بھرپور مذمت کی گئی او رمطالبہ کیا کہ اسرائیل، امریکہ ومغرب کی عسکری و سیاسی جارحیت کوفوری طور پر روکا جائے،غزہ کے مسلمانوں کو خوراک وادویات پہنچانے کیلئے قریبی ممالک کے بارڈرز کو فی الفور کھولا جائے، OIC، عرب لیگ،UN غیرت وحمیت کا مظاہرہ کرکے ظالم کے بجائے غزہ کے مظلوموں کا کھل کر ساتھ دیں۔

کانفرنس کا مشترکہ اعلامیہ

(۱) یہ کانفرنس غزہ فلسطین میں جاری اسرائیلی جارحیت کی بھرپور انداز میں مذمت کرتی ہے اور بین الاقوامی دنیا سے اپیل کرتی ہے کہ اسرائیلی جارحیت کو فی الفور روکا جائے، غزہ کے مسلمانوں کو خوراک وادویات پہنچانے کے لئے قریبی ممالک کے بارڈرز کو فی الفور کھولا جائے، اوآئی سی، عرب لیگ، اقوام متحدہ غیرت وحمیت کا مظاہرہ کرکے ظالم کے بجائے غزہ کے مظلوموں کا ساتھ دئے۔

(۲) یہ کانفرنس مطالبہ کرتی ہے کہ بیت المقدس ہمیشہ مسلمانوں کا مرکز رہا ہے اور اب بھی اقوام عالم کو چاہیے کہ وہ بیت المقدس کو مسلمانوں کے حوالے کرے۔(۳) یہ کانفرنس فلسطین اور غزہ کے حوالے سے علمائے امت اور عالم اسلام کے دیگر جید علماء ومشائخ ومفتیان کرام کے فتویٰ کی بھرپور تائید وحمایت کرتی ہے۔(۴) قائد جمعیت، شہید ناموس رسالت حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی علمی، دینی، سیاسی، سماجی، قومی، ملی اور امت مسلمہ کے لئے کی گئی بین الاقوامی سطح پر جدوجہد اور دنیا بھر کے مظلوم مسلمانوں کی پشتبانی اور خدمات کو سنہری حروف سے یادرکھا جائے گا۔

(۵) یہ کانفرنس مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی پارلیمانی خدمات کو زبردست انداز میں خراج عقیدت پیش کرتی ہے جنہوں نے ملک میں امن وامان اور مسلکی ہم آہنگی میں اہم کردار ادا کیا اور تصنیف و تالیف سے لیکر اس وطن عزیز پاکستان کے آئینی اور دستوری خدمات تک کردار ادا کیا، دین اسلام اور پاکستان کیلئے ان کی لازوال خدمات ہمیشہ کے لیے نسل نو کیلئے مشعل راہ ثابت ہوں گی۔

(۶) افغانستان اور پاکستان کے درمیان جو روابط اور بھائی چارے کا رشتہ ہے اس میں مولانا سمیع الحق شہیدؒ نے ہمیشہ ایک پل کا کردار ادا کیا ہے۔اب بھی دونوں ممالک کے حکمرانوں کو آپس میں مل بیٹھ کر افغان مہاجرین، بارڈرز پر کشیدگی اور دیگر سیاسی وتجارتی امور کو گفت وشنید کے ذریعے حل کیا جانا چاہیے۔

(۷) یہ کانفرنس ملک میں جاری مہنگائی اور بیروزگاری پر تشویش کا اظہار کرتی ہے اور حکومت وقت سے مطالبہ کرتی ہے کہ غریب عوام کے لئے آسانیاں پیدا کی جائیں کیونکہ عوام کی قوت برداشت جواب دے چکی ہے۔(۸) یہ کانفرنس کشمیری مسلمانوں پر جاری ظلم وستم کی بھرپور مذمت کرتی ہے اور اقوام متحدہ سے مطالبہ کرتی ہے کہ انتہا پسند نریندر مودی اس وقت پورے خطے کے امن کیلئے خطرہ ہے لہٰذا اس کے خلاف سفارتی سطح پر بھرپور اقدامات کیے جائیں۔

غزہ میں اسرائیل کے ہاتھوں انسانیت موت کے دروازے پر

مظلوم سرزمین فلسطین کئی دہائیوں سے صہیونی دہشت گردی اور بدترین جارحیت کی زد میں ہے، عالم اسلام کے ہاتھ شروع دن سے ہی قبلہ اول کی آزادی اور مظلوم فلسطینی بھائیوں کے آنسو پونچھنے کیلئے نہ آگے بڑھے ہیں اور نہ کبھی بڑھیں گے، وہ حریت والا ہاتھ اب شل ہوگیا ہے، گزشتہ تیس برس سے مسئلہ فلسطین پر وقتاً فوقتاً زخمی انگلیوں اور جلے دل کیساتھ کچھ نہ کچھ لکھتا رہا ہوں، نئی اسرائیلی جارحیت اور تکلیف دہ مناظر دیکھ کر کچھ نیا لکھنے کو جی نہیں کرتا، راقم کی پرانی تحریریں آج کے حالات کی واضح منظرکشی کررہی ہیں، فلسطین کے حوالے سے درجنوں صفحات پرمبنی سابقہ تحریرات میں سے ایک اہم اداریہ جو دسمبر ۲۰۰۸ کو شائع ہوا تھا اب موجودہ حالات کے تناظر میں بعض تبدیلیوں کیساتھ پیش خدمت ہے۔ ع وہی دکھ بھری زمین ہے وہی غم کا آسماں ہے

بدقسمت ارض فلسطین (غزہ) ایک بار پھر خون کا خراج ظالم یہودیوں کو دے رہی ہے، تقریباً دو ماہ سے جاری فضائی وزمینی حملوں نے لاکھوں نفوس پر مشتمل شہر کو کھنڈرات میں تبدیل کردیا ہے، ایک اندازے کے مطابق اب تک دس ہزار بے گناہ معصوم شہری اسرائیلی ننگی جارحیت کے شکار ہوگئے ہیں جبکہ ۳۵ ہزار کے لگ بھگ زخمی ہو چکے ہیں، اس کے ساتھ ساتھ اسرائیل نے ٹینکوں کی مدد سے ہزاروں یہودی فوجیوں کو شہر غزہ میں داخل کرادیا ہے، جہاں ان درندوں نے نہتے شہریوں اور معصوم بچوں پر آہن و بارود کی بارش شروع کردی ہے، غزہ کے قتل عام کی تصویریں پوری دنیا اور خصوصاً عالم اسلام ہر لمحے الیکٹرانک میڈیا پر براہ راست دیکھ رہا ہے، ایسے ایسے ہولناک مناظر دیکھنے کو مل رہے ہیں کہ اپنے معصوم بھائیوں کی حالتِ زار دیکھ کر کلیجہ منہ کو آتا ہے لیکن افسوس کہ ہمارے پاس بجز بے بسی، بے حسی، چند آہوں اور تھوڑے آنسوؤں کے سوا کچھ نہیں۔

حسب سابق عالم عرب اپنے مسلم عرب بھائیوں کے قتل عام پر روایتی مگرمچھ کے آنسو بہا رہا ہے، کوئی بھی سنجیدہ اقدام عملاً نہیں اٹھایا جارہا کہ امریکہ اور اسرائیل کو فلسطینی مسلمانوں کے قتل عام سے روکیں، OIC اور عرب لیگ کی نام نہاد تنظیمیں صرف عربی توپ اور رومال وغیرہ کی نمائندگی ونمائش تک محدود ہیں، مسلمانوں کی حقیقی نمائندگی یا ان کے اوپر ڈالے گئے مظالم کا سدباب کرانا یا ان کے حقوق کا تحفظ کرانا سرے سے ان کا دردسر ہی نہیں ہے، صرف ''تبرکا'' ان کا مسلمانوں سے رشتہ ہے، ہر

عرب حکمران کو اپنے اقتدار و مفاد ہی سے غرض ہے اور ان کا مقصد صرف کرسی اقتدار کا تحفظ ہے، اس نازک موقع پر سارے عربوں میں کوئی مردِ حر، کوئی مردِ قلندر اور کوئی سلطان صلاح الدین ایوبی اور محمد بن قاسم موجود نہیں جو اپنے ان مظلوم بھائیوں کی دادرسی اور ان کے آنسو پونچھنے کے لئے میدان میں آئے، باقی عالم اسلام کا تو یہاں ذکر کرنا ہی لایعنی بات ہے، وہ تو ایک راکھ کے ڈھیر کی مانند ہے کہ جسے بجھے صدیاں بیت چکی ہیں گو کہ عوام اس ڈھیر میں چنگاریوں کی طرح اندر ہی اندر سلگ رہے ہیں لیکن اسلامی ممالک کے حکمران مسلسل اس ڈھیر پر بزدلی، بےحمیتی اور بےحسی کا چھڑکاؤ کرا رہے ہیں اور ساتھ ساتھ اس کا ورد بھی بڑے واعظانہ انداز میں اپنے اپنے عوام سے کرتے رہتے ہیں......

لی ہوش میں آنے کی جو ساقی سے اجازت

فرمایا خبردار کہ نازک ہے زمانہ

باقی اسرائیل، امریکہ اور برطانیہ کی مکمل آشیرباد لئے ہوئے اس تازہ بربریت کا مرتکب ہو رہا ہے، اس موقع پر سلامتی کونسل جو مسلمان ممالک اور اس کی اسلامی تحریکوں کے خلاف ایکشن لیتے ہوئے لحہ بھر کا وقت ضائع نہیں کرتے، ہمیشہ کی طرح اس بربریت پر بھی خاموش ہے، اقوام متحدہ اور اس کی قراردادیں وغیرہ ایک بار پھر گنگ ہیں، کیا وہ وقت ابھی نہیں آیا کہ عالم اسلام اور عالم عرب خصوصاً اس دوہرے معیار اور کردار کی بنا پر احتجاجاً اس سے کنارہ کشی اختیار کرلیں؟ آخر وہ کس وقت کا انتظار کررہے ہیں؟ ایک ایک کرکے تو اکثر اسلامی ممالک آگ وخون کے سمندر میں ڈبودیئے گئے ہیں، حمیت، غیرت، شجاعت، خودداری اور استغنا بھی آخر ہمارے ہی آباؤاجداد کی میراث رہی ہے، بےحسی اور بےشرمی کی بھی آخر کوئی حد ہوتی ہے، آخر کوئی تو اس ریزہ ریزہ بدن کی مسیحائی کیلئے ہاتھ آگے بڑھائے اگر حکمرانوں کے ہاتھ شل زبانیں گنگ اور آنکھیں اندھی ہیں پھر مسلمان بےحسی اور بزدلی کی ردا اوڑھے اوڑھے تھک بھی چکے ہیں، ان کے زخمی دلوں میں شورِ قیامت کو برداشت کرنے کے حوصلے بھی اب شکست وریخت سے دوچار ہیں پھر آگے سے رحمت ونصرتِ وخداوندی کا باب بھی بوجہ تقدیر یا مسلمانوں کے اعمال بد کی وجہ سے وانہیں ہے تو پھر مایوسی کی اس زہریلی فضا میں شاید حقیقی قیامت کی تمنا اور ظہور ہی امت ''مرحومہ'' کے غموں کا مداوا ہوسکتی ہے، جگرمرادآبادی نے مسلمانوں کی تباہی، بزدلی، بےحمیتی اور چاروں طرف سے مایوس ہوکر ہی زمانہ حال کی کیا صحیح تصویر کھینچی ہے......

کس طرف جاؤں؟ کدھر دیکھوں؟ کسے آواز دوں؟ اے ہجوم نامرادی جی بہت گھبرائے ہے

بجھی عشق کی آگ اندھیر ہے مسلماں نہیں راکھ کا ڈھیر ہے

افغان مہاجرین کی جبری وطن واپسی

نائن الیون کے حملوں کے بعد جب امریکہ نے نیٹو سمیت اپنے اتحادیوں کے ساتھ مل کر افغانستان پر حملہ کیا تو ہزاروں نئے افغان مہاجرین اپنا ملک چھوڑ کر پاکستان کے مختلف علاقوں میں رہائش پذیر ہو گئے، اس نئی آمد سے یہاں موجود کئی لاکھ افغانیوں میں مزید اضافہ ہوا کیونکہ پہلے سے ۱۹۷۹ء میں سوویت یونین کے حملے اور پھر سوویت انخلاء کے بعد خانہ جنگی سے متاثر ہوکر پاکستان ہجرت کر کے آئے تھے، یوں ۲۰۱۶ تک پاکستان دنیا کا تیسرا بڑا ملک بن گیا جنہوں نے افغانستان سے ہجرت کرنے والوں کو سنبھالا اور ان کی میزبانی کا بھرپور خیر مقدم کیا، افغان مہاجرین اور پاکستانی عوام نے یہاں بھائیوں کی طرح زندگی گزاری اور ایک دوسرے کے ساتھ شفقت و محبت سے پیش آتے رہے، اسی دوران کئی مرتبہ افغان مہاجرین کے واپسی کے فیصلے بھی ہوئے اور واپسی کا عمل بھی شروع ہوا مگر انکی واپسی میں نرمی برتی گئی کیونکہ وہاں جنگ کی وجہ سے حالات سازگار نہ تھے، اب ایک بار پھر حکومت پاکستان کی طرف سے غیر قانونی مقیم افغان مہاجرین کی رضاکارانہ وطن واپسی کے عمل پر زور ڈالا جا رہا ہے اور حکام کے بقول ''غیر رجسٹرڈ افغان مہاجرین کو ان کے اپنے وطن واپس بھیج دینا چاہئے۔'' کیونکہ پاکستان کی اقتصادی صورتحال ان کو اب مزید برداشت نہیں کر سکتی، دوسری طرف پاکستان کی سیاسی جماعتیں اور بالخصوص جمعیت علمائے اسلام (ف) اور (س) دونوں اس جبری رخصتی کو اچھا نہیں سمجھتیں کہ چالیس سالہ ایثار و قربانی اور اسلامی روایات و مہمان نوازی پر پانی پھیرنے اور ضائع کرنے کے مترادف ہوگا جبکہ انسانی حقوق کی تنظیمیں پاکستان کی طرف سے افغان مہاجرین کی وطن واپسی کو زبردستی واپسی کا نام دے رہے ہیں لیکن پاکستانی حکام سیکورٹی خدشات کے پیش نظر انہیں بھیجنے پر مصر ہیں اب وہاں سردیاں شروع ہو چکی ہیں، بعض علاقوں میں برفباری بھی شروع ہے جس کی وجہ سے انہیں وہاں مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے لہٰذا افغان مہاجرین سے متعلق حکومت کو نرمی کا رویہ اپنانا چاہیے جس سے ان کی عزت نفس مجروح نہ ہو اور ان کی واپسی بھی انتہائی پرامن اور سلیقے سے ہو جائے کیونکہ ان دونوں ممالک کا ہمیشہ سے باہمی بھائی چارہ، دینی اخوت کا ایک مضبوط رشتہ ہے، مناسب یہ ہے کہ دونوں حکومتیں (امارت اسلامی افغانستان اور حکومت پاکستان) باہمی مشاورت کے ساتھ ان کی واپسی کے اقدامات کو یقینی بنائے تاکہ دونوں حکومتوں اور عوام کے مابین تلخیاں اور رنجشیں نہ پیدا ہوں اور کئی عشروں پر محیط بہترین تعلقات خراب نہ ہو جائیں۔

حضرت مولانا سید محمد شاہد سہارنپوریؒ کا سانحہ ارتحال

عالم اسلام اور ہندوستان کے عظیم علمی، تعلیمی اور روحانی مرکز ''جامعہ مظاہر العلوم سہارنپور'' کے امین عام حضرت مولانا سید محمد شاہد سہارنپوری بروز جمعہ ۶/اکتوبر ۲۰۲۳ کو انتقال فرما گئے (انا للہ وانا الیہ راجعون) حضرت مولانا سید محمد شاہد سہارنپوریؒ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ کے نواسے، خلیفہ اور تبلیغی جماعت کے امیر حضرت مولانا محمد انعام الحسن کاندھلویؒ کے داماد تھے، اس کے علاوہ آپ جامعہ مظاہرِ علوم سہارنپور کے امینِ عام کے منصب پر فائز تھے، آپ مسلم پرسنل لاء بورڈ کے رکن اور مدرسہ الشیخ زکریا کے بانی بھی تھے، حضرت مولانا سید محمد شاہد سہارنپوریؒ ایک جید عالم دین، ممتاز مدرس، نامور محقق اور صاحب اسلوب مصنف تھے، آپ ایک عرصہ سے درس وتدریس کے فرائض جامعہ مظاہر العلوم میں سرانجام دیتے رہے، آپ نے اپنی ابتدائی تعلیم سے لے کر دورہ حدیث تک مظاہر علوم سہارنپور میں حاصل کی اور فراغت کے بعد یہیں مدرس مقرر ہوئے، آپ درس و تدریس کے ساتھ ساتھ معاشرے کی اصلاح وتبلیغ اور ملی امور و معاملات میں بھی سرگرم عمل رہے اور انہوں نے اپنے دورِ اہتمام میں جامعہ مظاہر العلوم سہارنپور کو ترقی کی راہ پر بھی گامزن کیا۔

حضرت مرحوم کا تصنیف و تالیف کا نہایت عمدہ ذوق تھا، انھوں نے کئی کتابیں لکھیں جس نے اہل علم سے داد وتحسین وصول کی، آپ کی کتابوں میں ''تاریخِ مظاہرِ علوم''، ''مکتوبات شیخ''، ''تذکرہ دانشورانِ سہارنپور''، ''علمائے مظاہرِ علوم اور ان کی تصنیفی وعلمی خدمات''، ''اکابر کے خطوط''، ''تاریخِ مشائخِ چشت''، ''ایک ذاکر و زاہد شخصیت مولانا محمد طلحہ کاندھلوی'' قابل ذکر ہیں اور آپکی کئی کتابیں تو متعدد جلدوں پر بھی محیط ہیں اور ان کی اپنی خودنوشت (سوانح حیات) بھی تین جلدوں پر مشتمل ہے۔

حضرت مولانا سید محمد شاہد سہارنپوری صاحب شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ کے ان اہل ورثا میں سے تھے جنھوں نے اپنے آبا اجداد کے سلسلے کو مزید علمی و تصنیفی اوردینی اعتبار سے پھیلایا، حضرت مرحوم کی خدمات اظہر من الشمس ہیں۔ آپ ہمیشہ امت مسلمہ خاص کر ہندوستان کی مسلم ملت کے سماجی اور سیاسی ترقی کے لئے فکرمند رہتے اور آپ اپنے بزرگوں کی روایات کے حقیقی امین اور بے شمار صفات وکمالات کی حامل شخصیت تھے، حضرت کے سانحہ ارتحال سے یقیناً امت مسلمہ کا اور خاص کر طبقہ علما کا یہ ایک بڑا علمی و تاریخی نقصان ہے جس کی تلافی ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔

والدگرامی شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کا مرحوم کے ساتھ علمی مراسم تھے، مدینہ

منورہ میں اکثر ان سے ملاقاتیں ہوتی رہتی تھیں، دونوں حضرات ایک دوسرے کے علمی کاموں کو بہت سراہتے تھے، اسی بنا پر جب حضرت والد گرامی ''تفسیر لاہوری'' پر کام کر رہے تھے تو جب اس کی چند جلدوں پر کام مکمل ہو چکا تو تب انہوں نے برصغیر پاک و ہند کے جید علمائے کرام سے اس پر تقریظات و تاثرات لکھنے کے لئے خطوط بھیجے تھے جن میں آپ کا نام گرامی بھی شامل تھا اور آپ نے حضرت والد شہیدؒ کی خواہش پر اپنے قیمتی تاثرات بھی قلمبند کر کے ارسال فرمائے تھے جو ''تفسیر لاہوری'' کی جلد اول میں شامل ہے اور وہ تاثرات ذیل میں نذر قارئین ہے:

جامعہ دارالعلوم حقانیہ حضرت مولانا سید محمد شاہد سہارنپوریؒ کے تمام خاندان اور جملہ پسماندگان کے ساتھ دلی تعزیت کرتا ہے اور جامعہ مظاہر العلوم کے اساتذہ وطلبا سے بھی تعزیت کا اظہار کرتا ہے اور اس غم میں جامعہ دارالعلوم حقانیہ بھی ان کیساتھ برابر کا شریک ہے، اللہ تعالیٰ حضرت مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقامات سے نوازے اور ان کے جملہ پسماندگان کو صبر جمیل نصیب فرمائے (آمین)

''تفسیر لاہوری'' پر حضرت مولانا سید محمد شاہد سہارنپوری کے تاثرات

بعالی خدمت محترم المقام حضرت مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدہ! گرامی نامہ بذریعہ ای میل مورخہ ۹ جمادی الاول ۱۴۳۸ھ بندہ کو ملا اور ساتھ ہی ایک قابل قدر بلکہ رحمتوں اور برکتوں کا مجموعہ موسومہ ''تفسیر لاہوری'' مظاہر علوم کے ای میل سے مجھے موصول ہوا، اس تفسیری مسودہ کے ساتھ جناب کا تفصیلی گرامی نامہ بھی اس احقر کو مل گیا تھا، جس میں جناب والا نے حضرت لاہوریؒ سے دورہ تفسیر میں شرکت سے متعلق حضرات اکابر کے تاثرات اور خیالات تحریر فرما رکھے ہیں، اس تفسیری مسودہ اور گرامی نامہ سے جس قدر قلبی اور روحانی مسرت ہوئی وہ بیان سے باہر ہے یہ مبارک کام تو بہت پہلے ہو جانا چاہئے تھا لیکن اللہ جل جلالہ نے اس کی تکمیل واشاعت کیلئے جو وقت مقرر فرما رکھا تھا، الحمدللہ اس وقت متعینہ پر بہت خوش اسلوبی کیساتھ یہ کام حضرت والا کی نگرانی اور مولانا محمد فہد حقانی کے تعاون سے وجود پذیر ہو رہا ہے، اللہ جل شانہ وعم نوالہ امت کے تمام طبقات کیلئے اس کو بے حد نافع فرمائے، باعث رشد وہدایت فرما کر آپ کی نگرانی میں بخیر وخوبی اس کی تکمیل فرمائے، یہاں احقر نے مظاہر علوم کے بعض اساتذہ کو بھی آپ کا یہ تفسیری مسودہ دکھلایا انہوں نے بھی خوشی اور مسرتوں کے ساتھ نہ صرف اس کا استقبال کیا بلکہ اسکی خوش اسلوبی اور تسہیل کیساتھ اسکی تکمیل کی خواہش اور دعا کی، آپ نے احقر سے اس مجموعہ پر اپنے تاثرات لکھنے کا حکم فرمایا شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنیؒ، علامہ انور شاہ کشمیریؒ، حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ دہلویؒ اور علامہ سید سلیمان ندویؒ کی تقاریظ اور تصدیقات کے بعد تو ہم جیسوں کی تصدیق یا کلمات تحسین کی قطعاً حاجت نہیں رہتی لیکن تعمیل حکم میں یہ چند سطور تحریر کر دی ہیں، اللہ جل شانہ جناب کو اسکی بہترین جزا عطا فرمائے اور صحت وعمر میں بہت بہت برکت عطا فرمائے (آمین) (۱۳ جمادی الثانی ۱۴۳۸ھ)

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب
مہتمم جامعہ دارالعلوم حقانیہ

اور تم خوار ہوئے تارک قرآں ہوکر

نحمده و نصلی علی رسوله الکریم اما بعد فاعوذ بِاللّٰه مِن الشیطٰنِ الرجیمِ، بِسمِ اللّٰهِ الرحمنِ الرحِیمِ اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ یَهْدِیْ لِلَّتِیْ هِیَ اَقْوَمُ وَ یُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِیْنَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا كَبِیْرًا (بنی اسرائیل :۱۷)

''یہ قرآن بتلاتا ہے وہ راہ جو سب سے سیدھی ہے اور خوشخبری سناتا ہے ایمان والوں کو جو عمل کرتے ہیں اچھے کہ ان کے لئے ہے ثواب بڑا''

وَقَالَ الرَّسُوْلُ یٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا (الفرقان: ۳۰)

''اور رسول کہے گا کہ اے میرے رب! میری قوم کے لوگوں نے اس قرآن کو چھوڑ رکھا تھا (نشانہ تضحیک بنالیا تھا)''

وقال رسول اللّٰه صلی اللّٰهعلیه وسلم "من قرا حرفا مِن کِتابِ اللّٰه فله بِهِ حسنة، والحسنة بِعشرِ امثالِها، لا اقول الم حرف، ولِکن الِف حرف ولام حرف ومِیم حرف(ترمذی)

''جس شخص نے اللہ کی کتاب میں سے ایک حرف پڑھا اس کے لئے ایک نیکی ہے، اور وہ نیکی دس کے برابر ہے، میں نہیں کہتا کہ الم ایک حرف ہے، بلکہ الف ایک حرف ہے، لام ایک حرف ہے، اور میم ایک حرف ہے

معزز سامعین کرام! ہم سب مسلمان ہیں اس سے بڑھ کر کوئی خوش قسمتی نہیں ہوسکتی، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری رسول ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے عالمگیر و ہمہ گیر کتاب قرآن مجید نازل فرمائی جس پر کسی قسم کا شک وشبہ نہیں، خود اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتے ہیں کہ

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْهِ هُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ (البقرۃ:۲) ''یہ کتاب (قرآن مجید) اس میں کچھ شک نہیں (کہ کلامِ خدا ہے، خدا سے) ڈرنے والوں کی رہنما ہے،

یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوئی ہے اور اس میں شک کی گنجائش موجود نہیں''

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

وَ مَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ يُّفْتَرٰى مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ لٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِیْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَ تَفْصِيْلَ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ (یونس: ۳۷)

''اور یہ قرآن ایسا نہیں ہے کہ اللہ (کی وحی) کے بغیر (اپنے ہی سے) گھڑ لیا گیا ہو بلکہ یہ تو (ان کتابوں کی) تصدیق کرنے والا ہے جو اس سے قبل نازل ہو چکی ہیں اور کتاب (احکام ضروریہ) کی تفصیل بیان کرنے والا اس میں کوئی بات شک کی نہیں کہ رب العالمین کی طرف سے ہے''

قرآن ہدایت و رہنمائی کی کتاب ہے جس کو لازم پکڑنے سے انسان ہر قسم کی عملی و علمی گمراہی و کج روی سے محفوظ رہتا ہے، اس کی ضمانت اللہ نے ان الفاظ میں دی کہ

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِیْ لِلَّتِیْ هِیَ اَقْوَمُ وَ يُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا كَبِيْرًا (بنی اسرائیل: ۱۷)

''یقیناً یہ قرآن وہ راستہ دکھاتا ہے جو بہت ہی سیدھا ہے اور ایمان والوں کو جو نیک اعمال کرتے ہیں اس بات کی خوشخبری دیتا ہے کہ ان کے لئے بہت بڑا اجر ہے۔''

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ

ترکت فیکم شیئین لن تضلوا بعدھما کتاب اللّٰہ وسنتی

''میں تمہارے لئے دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں اس کے بعد (یعنی اگر تم نے ان دونوں کو مضبوطی سے پکڑ لیا تو) کبھی گمراہ نہ ہوں گے ایک تو اللہ تعالیٰ کی کتاب (قرآن مجید) اور دوسری میری سنت''

صاحب قرآن کو اللہ تعالیٰ قرآن مجید سے الفت کے بدلے بڑی بلندیوں سے نوازتا ہے، اللہ تعالیٰ کے رسول حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان اللّٰہ یرفع بھذا الکتاب اقواما ویضع بہ آخرین (صحیح مسلم) ''بیشک اللہ اس کتاب کے ذریعے لوگوں کو بلند کر دیتا ہے اور دوسروں کو پست، اس قرآن کے ذریعے بندے کو ہر قسم کی رہنمائی و نصیحت حاصل ہوتی ہے۔''

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ (یونس: ۵۷)

''اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک ایسی چیز آئی ہے جو نصیحت ہے، صاحب قرآن کتنی بڑی سعادت کا حامل ہے کہ اللہ تعالیٰ صاحب قرآن کو ہی ایک حرف پر دس نیکیوں سے نوازتا ہے۔''

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: من قرأ حرفًا مِن كِتابِ اللّٰهِ فله بِهِ حسنة، والحسنة بعشرِ امثالِها، لا اقول الم حرف، ولٰكن الِف حرف ولام حرف ومِيم حرف (سنن ترمذی) '' جس شخص نے اللہ کی کتاب میں سے ایک حرف پڑھا اس کے لئے ایک نیکی ہے اور وہ نیکی دس کے برابر ہے، میں نہیں کہتا کہ الم ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف ہے، لام ایک حرف ہے اور میم ایک حرف ہے''

امام الانبیاء سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کے عظیم تر فتنے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کی، امت کو بھی اس فتنے سے ڈراتے ہوئے اللہ عزوجل کی پناہ طلب کرنے کا حکم دیا لیکن صاحب قرآن کو اللہ کے محبوب نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کے فتنے سے بچاؤ کی بشارت سنائی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ: من قرأ سوره الكهف (كما انزلت) كانت له نورا يوم القيامة من مقامه الى مكة، ومن قرا بعشر آيات من آخر ها ثم خرج الدجال لم يضره۔ ''جس شخص نے سورا الکہف اس طرح پڑھی (جس طرح نازل ہوئی) تو یہ عمل اس کے لئے قیامت کے دن اس کی قیام گاہ سے لے کر مکہ تک نور کا باعث ہوگا اور جس شخص نے اس کے آخر سے دس آیات تلاوت کیں، پھر دجال ظاہر ہوگیا تو اسے نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔''

گویا قرآن سے الفت ومحبت صاحب قرآن کو دنیا کی تمام مشکلات سے بچاتی ہے، اس قرآن کے بنا پر ہی بندے کو قبر کے دردناک عذاب سے چھٹکارا مل سکتا ہے، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ مبارک ہے کہ يجىء القرآن يوم القِيامِة فيقول: يا ربِ حلِهِ، فيلبس تاج الكرامةِ، ثم يقول: يا ربِ زِده، فيلبس حلة الكرامةِ، ثم يقول: يا ربِ ارض عنه، فيرضى عنه، فيقال له: اقرا وارق، ويزاد بكِلِ آية حسنة (سنن ترمذی) ''روز قیامت قرآن مجید آئے گا اور (صاحب قرآن کیلئے) کہے گا کہ اے میرے رب! اس کو جوڑا پہنا، پس اسے جوڑا پہنایا جائے گا تاج کرامت (یعنی عزت) کا، پھر کہے گا کہ اے میرے رب! اس کی زیب وزینت میں اضافہ فرما! تو اسے (زیادہ زیب وزینت والا) جوڑا پہنایا جائے گا، تو وہ کہے گا اے میرے رب! اس سے راضی ہوجا، تو اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہوجائے گا اور فرمائے گا قرآن پڑھتے جاو اور (درجات پر) چڑھتے جاو، ہر آیت کے بدلے ایک نیکی زیادہ کی جائیگی۔''

ایک دوسری روایت میں ہے کہ: يقال لِصاحِبِ القرآنِ: اقراء، وارتقِ، ورتل كما كنت

ترتل في الدنيا، فإن منزلك عِند آخِرِ آية تقروها (سنن ابی داود) ''صاحب قرآن (جو قرآن پڑھتا ہے اور اس کے مطابق عمل کرتا ہے) کو کہا جائے گا، پڑھتا جا اور درجات پر چڑھتا جا، ویسے ترتیل سے پڑھ جیسے دنیا میں ترتیل سے پڑھتا تھا جہاں تو آخری آیت کی تلاوت کرے گا وہی تیری منزل ہے۔''

مذکورہ بشارتیں قرآن حکیم کو بکثرت پڑھنے، حفظ کرنے کیساتھ ساتھ اس پر عمل کرنے کے ساتھ مشروط ہے لیکن اس سے زیادہ وعیدات قرآن کریم سے اعراض اور پیٹھ پھیرنے پر وارد ہے۔

معزز سامعین کرام! امت مسلمہ کے مجموعی مسائل کی تشخیص، اجتماعی مفادات، نصب العین اور موجودہ صورتحال پر تجزیہ کرنے کی پوزیشن میں تو نہیں لیکن اس نازک صورتحال پر خون کے آنسو بہا سکتے ہیں کہ ہم اس وقت دنیا کے مظلوم ترین قوم بن کر جی رہے ہیں، امت مسلمہ کو اس وقت ان گنت مسائل اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے جو ہر ریاست کے اندر مختلف نوعیت اور متنوع شکل میں موجود ہیں، پاکستان ایک اسلامی سٹیٹ ہے جو ایٹمی قوت بھی ہے لیکن پاکستان کے اندر ریاستی اور معاشرتی سطح پر کچھ ایسے مسائل ہیں جن کی وجہ سے امت مسلمہ کی مجموعی ساخت اور بناوٹ متاثر ہو رہی ہے، یہی حال عرب اور دیگر اسلامی ممالک کا ہے جہاں پر بے انتہا وسائل اور ذرائع کے باوجود وہاں کے مقامی باشندے کو انتہائی مشکلات کا سامنا ہے اور وہاں کا سیاسی وسماجی نظام سقم و کمزوری کا شکار ہے، امت مسلمہ کی ایک مجموعی شکل وصورت ہے جو اس وقت بے انتہا نقصان، بدنظمی و بدانتظامی اور بگاڑ کا شکار ہے، اس میں کوئی دو رائے نہیں کہ وقت کا تقاضا ہے کہ امت مسلمہ کو درپیش مسائل پر غور کیا جائے اور ان اسباب کو تلاش کیا جائے جو اس کی موجودہ مشکلات کا سبب ہیں تاکہ اس غور وفکر کے نتیجے میں ایک ایسا منظم پلان تشکیل دیا جائے جس پر آگے چل کر مسلم امت کی دینی، اخلاقی، روحانی، علمی، معاشی، سیاسی اور سماجی صورتحال کی اصلاح ممکن ہے، اگر سطحی طور پر دیکھا جائے تو اہل علم و فضل اور امت مسلمہ کا درد رکھنے والے مخلص مسلمانوں نے موجودہ صورتحال کے تناظر میں امتِ مسلمہ کے مسائل کو نہ صرف تلاش کیا بلکہ اس کے حل پر بھی گراں قدر افکار و خیالات سے امت کو روشناس کرایا، امت مسلمہ کو درپیش خارجی و داخلی چیلنجز اور اصلاح وتعمیر کیلئے ٹھوس تدابیر وضع کر کے ان کمزوریوں کی بھی نشاندہی کی جو اس مجموعی زوال کا سبب بن کر ہم پر مسلط ہیں، اپنے عروج و زوال کی طویل تاریخ پر تحقیقی وتنقیدی نگاہ رکھتے ہوئے ہمیں موجودہ حالات کا ادراک کرنا ہوگا اور حقیقت پسندانہ نظر سے اس کا حل تلاش کرنا ہوگا، میرے خیال میں تو اس زوال و اخلاقی انحطاط کا واحد سبب قرآن وسنت سے انحراف ہے، جس طرح پہلے ذکر کیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (جو ہمارے حقیقی محسن ہے اور انہوں نے ہم تک یہ دین و مذہب پہنچایا) نے چودہ سو سال پہلے فرمایا تھا کہ

اِن اللّٰہ یرفع بِھذا الکِتابِ اقواما ویضع بِہ آخرِین "اللہ تعالیٰ اسی کتاب کے ذریعے سے کچھ قوموں کو بامِ عروج تک پہنچائے گا اور اسی کو ترک کرنے کے باعث کچھ کو ذلیل وخوار کردے گا"

اس سے بڑھ کر واضح حقیقت اور کون بیان کرسکتا ہے جبکہ اسی طرح کا مفہوم قرآن کریم میں خود اللہ تعالی ارشاد فرماتے ہیں کہ وَ مَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِیْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِیْشَةً ضَنْكًا وَّ نَحْشُرُهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَعْمٰى (طٰه: ١٢٤) "اور جو میرے ذکر (درسِ نصیحت) سے منہ موڑے گا اس کے لیے دنیا میں تنگ زندگی ہوگی اور قیامت کے روز ہم اسے اندھا اٹھائیں گے"

اس آیت میں اللہ تعالیٰ ایک کلی اور عمومی بات فرمارہے ہیں کہ جو شخص خواہ عربی ہو یا عجمی، مالدار ہو یا تنگدست، مشرقی ہو یا مغربی جو بھی قرآن کریم سے منہ موڑے گا اس کو دنیا میں تنگ زندگی کا عذاب دیا جائے گا، تنگ زندگی کا مطلب صرف معاشی تنگی مراد نہیں بلکہ اس سے مراد یہ انفرادی واجتماعی ذلت وپستی بھی ہے بدقسمتی سے جس کا سامنا ہم کررہے ہیں، اگر کوئی فرد انفرادی حیثیت سے قرآن سے منہ موڑے گا تو اس کو اسی سطح پر تنگی و بے چینی میں مبتلا کیا جائے گا اگر کوئی قوم اجتماعی سطح پر ذکر اللہ سے منہ موڑے تو ان کا عذاب کا یہی طے ہے جس میں کوئی ردوبدل ممکن نہیں، یہی سنت اللہ ہے جس کی صدائے بازگشت قرآن میں سنائی گئی کہ سُنَّةَ مَنْ قَدْ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنْ رُّسُلِنَا وَ لَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِیْلًا (بنی اسرائیل : ۷۷) ''یہ ہمارا مستقل طریقِ کار ہے جو ان سب رسولوں کے معاملے میں ہم نے برتا ہے جنہیں تم سے پہلے ہم نے بھیجا تھا، اور ہمارے طریقِ کار میں تم کوئی تغیر نہ پاؤ گے۔'' فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِیْلًا وَ لَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحْوِیْلًا (الفاطر: ٤٣) "تو تم اللہ کے طریقے میں ہرگز کوئی تبدیلی نہ پاؤ گے اور تم کبھی نہ دیکھو گے کہ اللہ کی سنت کو اس کے مقرر راستے سے کوئی طاقت پھیر سکتی ہے۔''

اب آپ خود فیصلہ کریں کہ جب سنت الٰہی اس پر جاری ہے تو ہم انفرادی طور پر اور امت مسلمہ مجموعی طور پر ذلت وپستی سے کیسے محفوظ رہ سکتے ہیں جب کہ ہم نے قرآن سے رخ موڑ لیا ہے، یہی وجہ ہے کہ ہم کسی جگہ میں بھی کسی سطح پر بھی کوئی قابلِ فخر اور لائقِ تقلید تصویر نہیں رکھتے بلکہ ایک حوصلہ شکن صورت لئے شکست خوردہ کھڑے موت کا انتظار کررہے ہیں، آپ خود اندازہ لگائیں کہ اس وقت دنیا کے مختلف ملکوں میں مسلمانوں کا قتل عام شروع ہے اور مسلمانوں کو بدترین تشدد، ظلم اور بربریت کا نشانہ بنایا جارہا ہے۔

آپ کے سامنے فلسطین کی موجودہ صورتحال بطورِ مثال پیش کرنا چاہوں گا اگرچہ زیادہ دیر تک اس پر بات نہیں کرسکتا کیونکہ میرا دل خون کے آنسو رو رہا ہے اور میں تازہ ترین صورتحال جاننے کی ہمت

نہیں کرسکتا، آج غزہ کے مقام پر مسلمانوں کی بیخ کنی اور استحصال کا عمل شروع ہے، غزہ پر اسرائیلی فورسز ہر طرف سے حملہ آور ہو چکے ہیں، پہلے فضائی بمباری کی اور فاسفورس بم داغے جو عالمی قوانینِ جنگ کے صریح خلاف ورزی ہے اور پھر زمینی حملوں کا اعلان کیا اور اب اطلاع آ رہی ہے کہ بحری فوجیں بھی مظلوم و نہتے مسلمانوں پر ٹوٹ پڑنے کو تیار ہیں، اس میں کوئی دو رائے نہیں کہ اولا حماس نے اقدام کیا لیکن حماس کے حملوں کو غلط یا غیر قانونی نہیں کہا جاسکتا کیونکہ حماس نے ان جگہوں سے یہودیوں کو بھگایا جو فلسطینی مسلمانوں کی ملکیت ہیں اور اسرائیل اور یہودی ناجائز قبضہ کرکے وہاں بیٹھے ہوئے تھے، اب اگر مذمت کرنی بھی ہو تو ان لوگوں کو ہدفِ تنقید بنایا جائے گا جنہوں نے غیر قانونی وغیر اخلاقی طور پر مسلمانوں اور فلسطینیوں پر شب خون مارا، پھر انسانی حقوق اور اخلاقی اقدار کو پامال کرتے ہوئے وہاں پر خوراک اور پانی کی ترسیل کی راہ بند کی اور ہسپتالوں پر بھی حملہ آور ہوئے، حماس کے مجاہدین کی کاروائی جو طوفان الاقصیٰ کے نام سے مشہور ہوگئی، مسجد اقصیٰ کی آزادی کیلئے ہے جس پر ان کو خراجِ تحسین پیش کرنا چاہیے کہ انہوں نے امت مسلمہ کی طرف سے یہ فرض ادا کرنا ضروری سمجھا، مسجد اقصیٰ مسلمانوں کا قبلہ اول ہے اور اس پر مسلمانوں کا جھنڈا لہرانا ہم سب کی مشترکہ ذمہ داری ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن میں ارشاد فرماتے ہیں کہ

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ (بنی اسرائیل: ۱)

''پاک ذات ہے جو لے گیا اپنے بندہ کو راتوں رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جس کو گھیر رکھا ہے ہماری برکت نے تاکہ دکھلائیں اس کو کچھ اپنی قدرت کے نمونے وہی ہے سننے والا دیکھنے والا''

اس آیت میں تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سفرِ معراج کا ذکر ہے لیکن آیت میں بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ میں حول سے مراد پوری زمین شام ہے۔ مفسرین کرام اس کے ضمن میں ایک حدیث نقل فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے عرش سے دریائے فرات تک مبارک زمین بنائی ہے اور اس میں سے فلسطین کی زمین کو تقدس خاص عطا فرمایا ہے، تقدس اور برکات دینی اور دنیاوی دونوں قسم کے برکات مراد ہیں، تمام انبیائے سابقین کا قبلہ اور تمام انبیاء کا مسکن و مدفن ہونے سے زیادہ برکت کیا ہوسکتی ہے؟ مسجد اقصیٰ کو اللہ تعالیٰ نے بہت عزت وعظمت سے نوازا ہے، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دجال ساری زمین میں پھرے گا مگر چار مسجدوں تک اس کی رسائی نہ ہوگی، ان میں سے ایک مسلمان اور مسلم حکمران کیسے مسجد اقصیٰ سے غافل رہ سکتے ہیں؟ ایک طرف ایک اسرائیل کی وکالت اور دفاع کے لئے تمام یورپی و

مغربی ممالک متحرک ہوگئے، اسلحہ وسرمایہ دینے اور اسرائیل کی دفاعی قوت بڑھانے کے لیے کسی کی خوشی یا ناراضگی کی پرواہ نہیں کرتے جبکہ مسلم ممالک، عرب اور پاکستان اس حوالے سے اب تک ریاستی سطح پر کوئی سٹینڈ نہیں لیا جو انتہائی افسوسناک ہے، حماس مجاہدین لڑ رہے ہیں اور اپنی زمین کے لیے لڑ رہے ہیں اور یہی شریعت کا حکم ہے کہ اگر آپ کے ایک فٹ زمین پر غیر قابض ہو، اس زمین کی آزادی تک جنگ لازم ہے لیکن ان مسلمان حکمرانوں سے سوال بنتا ہے کہ کس دن کے انتظار میں آپ بیٹھے ہیں؟ ان معصوم بچوں کی لاشیں دیکھ کر بھی کوئی ترس یا غیرت نہیں آئی کہ دل میں سوچا ہو کہ اب ہم مزید ایکشن لے کر فوری طور پر فلسطینیوں کی مدد کریں گے، ہمارا مقابل اور دشمن انتہائی کم ظرف اور سفاک ہے جو بظاہر تو انسانی حقوق، انسانی حقوق کے نعرہ لگائے گا لیکن حقیقت میں اس سے بڑھ کر کوئی سفاک، ظالم اور انسانی حقوق پامال کرنے والا کوئی نہیں، اس کی زندہ مثال فلسطین میں دیکھ لیجئے کہ فلسطین کے عوام آزاد فلسطینی ریاست کے مبنی برحق مطالبے کے لئے آواز بلند کر رہے ہیں اور انبیا کی سرزمین کے کوچہ و بازار نوجوانوں کے لہو سے رنگین ہو رہے ہیں، اسرائیل، انسانی تاریخ کے شرمناک مظالم کا اِرتکاب کر رہا ہے اور نہتے فلسطینیوں کی بستیوں پر آتش و آہن کی بارش ہو رہی ہے، یہی حال مقبوضہ کشمیر کا ہے جہاں بھارت کی فوج حق خود ارادیت کا مطالبہ کرنے والے عوام کو نشانہ ستم بنا رہی ہے اور ان پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑے جا رہے ہیں، اب تک ہزاروں کی تعداد میں کشمیری کو شہید کیا گیا، خواتین کی عزت و آبرو کو پامال کیا گیا، بستیاں قبرستانوں میں تبدیل ہو رہی ہیں لیکن ظلم و بربریت کی سیاہ رات ہے کہ ڈھلنے میں نہیں آ رہی اور اکیسویں صدی کا سورج بے بسی سے انسانیت سوز مظالم کا یہ دلدوز منظر دیکھ رہا ہے، افغانستان اپنی آزادی و خود مختاری کا تاریخ ساز معرکہ لڑنے اور سرخرو ہونے کے باوجود ابھی تک استحکام اور ترقی وخوشحالی کی نوید جانفزا سے محروم ہے، اگر گننا شروع کروں تو کئی دن تک اس پر تقریر کی جاسکتی ہے کہ مسلمان کو کن کن مشکلات کا سامنا ہے لیکن ان مشکلات کا سوچ کر بیٹھ جانا دانشمندانہ اقدام نہیں بلکہ اس کا حل سوچ کر اقدام کرنا ضروری ہے، اسباب تو ان گنت ہیں لیکن میں نے جس سبب کی طرف اشارہ کیا اس کے علاوہ بھی سینکڑوں روحانی اسباب ہیں جن کی وجہ سے ہم پر ذلت مسلط ہے، سو ہمیں آج فیصلہ کرنا چاہیے کہ ہم نے پھر سے اس حقیقی عظمت و رفعت اور عروج حاصل کرنا ہے جس کے لیے جرات مندانہ فیصلے کرنے ہوں گے اور امت مسلمہ کو مجموعی حیثیت سے اس کے لیے جدو جہد کرنی چاہیے، اللہ تعالیٰ ہمیں دین پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

ضبط وترتیب:مولانا حبیب اللہ شاہ حقانی
مدرس جامعہ حقانیہ و نائب مدیر ''الحق''

شہید اسلام مولانا سمیع الحقؒ: حیات وخدمات کانفرنس

منعقدہ بمقام جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

۲/نومبر۲۰۲۳ء بروز جمعرات جامعہ دارالعلوم حقانیہ میں شہید اسلام حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی یاد میں شیخ الحدیث حضرت مولانا انوار الحق مدظلہ(مہتمم جامعہ حقانیہ)،حضرت مولانا حامد الحق حقانی مدظلہ(نائب مہتمم جامعہ حقانیہ)اور حضرت مولانا راشد الحق سمیع،مولانا اسامہ سمیع،مولانا خزیمہ سمیع کے زیراہتمام ایک عظیم الشان کانفرنس کا انعقاد کیا گیا، اس کانفرنس کے انعقاد کا بنیادی مقصد حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی خدمات کوخراج تحسین وخراج عقیدت پیش کرنا تھا، اس پُر وقار تقریب کو ملک بھر سے تشریف لائے ہوئے دینی وسیاسی جماعتوں کے رہنماؤں اور علمی وادبی شخصیات نے اپنے خطبات سے رونق بخشی اور حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی شخصیت اور ان کے دینی، علمی، اصلاحی، سماجی، جہادی اور سیاسی خدمات کو اجاگر کیا اور آپؒ کے دینی مساعی، کردار، کارنامے اور جدوجہد کو سراہا، کانفرنس میں کثیر تعداد میں گردنواح اور دور دراز علاقوں سے آئے ہوئے علماء، طلباء اورعوام الناس نے شرکت کی، اس کے علاوہ جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے مشائخ، اساتذہ اورطلبہ نے بھی اس تقریب میں شرکت کی، اس تقریب میں اسٹیج سیکرٹری کی خدمات استاد حدیث مولانا عرفان الحق حقانی صاحب اور مرکزی جنرل سیکرٹری جمعیت علماء اسلام مولانا سید یوسف شاہ صاحب نے انجام دیں، مولانا حامد الحق صاحب نے کانفرنس میں متعدد قراردادیں بھی متفقہ طور پر منظور کرائیں (جسے ادارتی صفحات میں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے)۔تقریب کا آغاز مولانا بلال الحق مکی صاحب کی تلاوت سے ہوا،تقریب سے جن حضرات نے خطابات کئے وہ ذیل میں نذر قارئین ہیں۔

- **جناب سراج الحق صاحب** (امیر جماعت اسلامی پاکستان)

واجب الاحترام علمائے کرام ومشائخ عظام، قائدین ملت اسلامیہ پاکستان اور اس عظیم الشان مولانا سمیع الحق شہید کانفرنس میں شریک میرے بہت ہی پیارے عزیز بھائیو اور دوستو!

میں اس عظیم الشان مولانا سمیع الحق شہیدؒ کانفرنس کے انعقاد پر مولانا حامد الحق اوران کی

پوری ٹیم کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور اس کانفرس کا بنیادی مقصد یہی ہے کہ شہید کا مشن زندہ رکھا جائے ،شہید کا پیغام نئی نسل اور زمانے تک پہنچایا جائے اور شہید کی مسلسل محنت اور جدوجہد کے اُس مقصد کی خاطر اپنی زندگیوں کو نچھاور کرنے کا ایک بار پھر عزم کیا جائے ، میرے نزدیک مولانا سمیع الحق شہید کی طرح شخصیات اللہ کی طرف سے مخلوق خدا کیلئے تحفہ اور ایک نعمت ہوا کرتی ہیں اور وہ آج جسمانی لحاظ سے دنیا میں نہیں ہیں لیکن روحانی لحاظ سے ان کے ہزاروں لاکھوں بچے، شاگرد، مرید، افغانستان، پاکستان اور دنیا میں موجود ہیں، جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک یہ صرف پاکستان کا نہیں بلکہ پورے عالم اسلام کا مرکز ہے اور اس وقت بھی پانچ ہزار سے زیادہ طلباء یہاں زیر تعلیم ہیں اور یہ وہی طلباء ہیں کہ دنیا کی اور خاص کرامت کی حقیقی قیادت یہی ہے، یہ روشنیاں ہیں، آسمان اگر سورج اور چاند ستاروں سے خوبصورت ہے تو ہماری یہ دھرتی اور ہمارا یہ ملک ان علمائے کرام اور دینی مدارس میں علم حاصل کرنے والے طلباء سے خوبصورت ہے۔

میرے بھائیو! اور دوستو! مولانا سمیع الحق شہیدؒ اوراس طرح دیگر شہداء کو موت شکست نہیں دے سکتی ، موت اس کو فنا نہیں کرسکتی، اس لئے کہ نظریہ تو روشنی ہے اور روشنی کو کوئی قتل نہیں کرسکتا، نظریہ ایک خوشبو ہے اور خوشبو کو کوئی شکست نہیں دے سکتا، نظریہ ایک تیر ہے اس کی کوئی سرحد نہیں ہوتی اور یہی ہوتا ہے کہ مولانا سمیع الحق صاحبؒ کی شہادت کے بعد ان کے خون کی خوشبو آج بھی ہر طرف ہم محسوس کرتے ہیں۔

آج اگر افغانستان میں امارت اسلامی کی صورت میں ایک اسلامی حکومت قائم ہے تو یہ ثمر، نتیجہ اور برکت ہے مولانا سمیع الحقؒ کے پاک اور معصوم خون کا، مولانا سمیع الحق صاحبؒ کیا چاہتے تھے؟ یہی چاہتے تھے کہ افغانستان میں نیٹو فوج کی شکست ہو، امریکہ کی شکست ہو اور وہاں افغانوں کی اسلامی حکومت کا قیام ہوجائے، آج ان کی تمنا پوری ہوگئی ہے اور افغانستان امارت اسلامی کی صورت میں ایک آزاد ریاست قائم ہے۔

میرے پیارے بھائیو! میرے بزرگو! مولانا سمیع الحق شہیدؒ کو میں جانتا تھا سچی بات یہی ہے کہ وہ امت کے بارے میں یہی چاہتے تھے کہ دشمن نے اس کو رنگ کی بنیاد پر،نسلوں کی بنیاد، زبان کی بنیاد پر،ملکوں کی بنیاد پر،فرقوں کی بنیاد پر تقسیم کیا ہے ،مسجد کو مسجد سے لڑایا، عالم کو عالم سے لڑایا، مدرسے کو مدرسے سے لڑایا، اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ ان هذه امتكم امة واحدة ، یہ فرقے نہیں ہیں، یہ مسلکیں نہیں ہیں یہ امت وحدہ ہے یہ حکم اللہ نے ابراہیمؑ کو، موسیٰؑ کو، عیسیٰؑ کو، نبی آخر الزمانؐ کو دیا

تھا، ماوصینا به ابراهیم و موسیٰ و عیسی ان اقیموا الدین ولا تتفرقوا فیه ہم نے ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ کو یہی حکم دیا تھا دین غالب کرو، فرقوں میں اور نفرتوں میں نہ پڑو، اپنی طاقتوں کو ضائع نہ کرو، مولانا سمیع الحق شہیدؒ امت میں اتحاد کے داعی تھے، ایک معتدل مزاج رکھتے تھے، انصاف پر مبنی بات کہتے تھے اور یہی وجہ ہے کہ ان کی شخصیت کی مٹھاس کی وجہ سے، ان کی زبان اور الفاظ میں شرینی کی وجہ سے ہر مسلک اور ہر فرقے کے لوگ اس کو اپنا رہنما اور رہبر مانتے تھے،

میرے محترم بھائیو! آج میرے سامنے اسٹیج پر انتہائی قابل احترام دانشور لوگ داناو بینا شخصیات اور علمائے کرام تشریف فرما ہیں، میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ قرآن کے بعد سب سے افضل کتاب بخاری ہے لیکن بخاری کے ساتھ کیا ہوا؟ سمرقند کے ساتھ کیا ہوا؟ سقوط بغداد کیوں ہوا؟ سقوط اندلس کیوں ہوا؟ سقوط خلافت کیوں ہوئی؟ میرے دوستو! کیا دولت کی کمی کی وجہ سے؟ کیا فوجوں کی کمی کی وجہ سے؟ نہیں نہیں! آپ سقوط خلافت کو دیکھئے! آپ سقوط بغداد کو دیکھے! آپ سقوط اندلس کو دیکھئے! ان تمام شکستوں اور تمام تباہی و بربادی میں جو بنیادی چیز تھی وہ مسالک کی بنیاد پر، فرقوں کی بنیاد پر، باہمی اختلافات، جزوی اور فروعی اختلافات کی بنیاد پر اس امت کو دشمن نے پہلے تقسیم کیا اور بعد میں ان پر چڑھائی کی، پھر کیا ہوا پھر بغداد میں علمائے کرام کے سروں کے مینار بنائے گئے، پھر اندلس میں تیس لاکھ مسلمانوں کو جلاوطن کیا گیا، پھر غرناطہ کی گلیوں، کوچوں میں ہزاروں اور لاکھوں مسلمان خواتین کو ننگا کر کے ان کا جلوس نکالا گیا، پھر قرطبہ کی جامع مسجد میں صلیب کا نشاں نصب کیا گیا اور پھر پانچ سو سال اندلس کی مساجد اذان کی آواز کیلئے ترستی رہیں، کیا وجہ تھی؟ امت ایک نہیں تھی، میں سمجھتا ہوں کہ مولانا سمیع الحق شہیدؒ کا یہی پیغام تھا ان هذه امتکم امة واحدة تو یہ امت واحدہ ہے، آج میں یہاں آکر بہت خوش ہوا ہوں کہ یہاں چاروں طرف حماس کے فلسطین کے جھنڈے لگے ہوئے ہیں، یہ اس بات کی علامت ہے کہ آج دارالعلوم حقانیہ کے بزرگوں اور علمائے کرام نے اعلان کیا ہے کہ ہم حماس کے ساتھ کھڑے ہیں، ہم فلسطینیوں کے ساتھ کھڑے ہیں، اسرائیل ایک اژدھا ہے اور اژدھے کے سر کو کچلنے کی ضرورت ہے، اس پر میں آپ حضرات کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

آج جماعت اسلامی مرکزی نظم کا اجلاس تھا لیکن مولانا حامد الحق صاحب اور مولانا یوسف شاہ صاحب کا پیغام آیا کہ مولانا شہیدؒ کی پانچویں برسی ہے، میں نے مشورہ کر کے اپنی مرکزی نظم کا اجلاس ملتوی کر دیا جہاں پورے ملک سے لوگ آئے تھے، میں نے کہا کہ ہم پر مولانا شہیدؒ کا حق ہے،

ہم ضرور اس کانفرنس میں شرکت کریں گے اور جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک ہمارا اپنا ادارہ ہے، اس کے ساتھ ہماری عقیدت ہے، یہاں پر ہماری سینکڑوں اور ہزاروں یادیں وابستہ ہیں، ان شاء اللہ قیامت کی صبح تک اکوڑہ خٹک کا یہ ادارہ قائم رہے گا، یہ صدقہ جاریہ ہے، یہ ایک شجرہ ثمر باغ ہے، یہ ایک روشنی ہے اور میں امید رکھتا ہوں پاکستان میں ہم سیکولرازم کا مقابلہ کریں گے، پاکستان میں ہم مل کر امریکی ایجنٹوں کا مقابلہ کریں گے، ہم مل کر انگریز کے نظام کا خاتمہ کریں گے، آپ جیسے لوگ اور ہم اور آپ ساتھ ساتھ ہوں تو یہ خس وخاشاک کی طرح بہہ جائیں گے (ان شاء اللہ)

شب گریزاں ہوگی آخر جلوہ خورشید سے　　　یہ چمن معمور ہوگا نغمہ توحید سے

- **مولانا حامد الحق حقانی** (امیر جمعیت علماء اسلام ودفاع پاکستان کونسل ونائب مہتمم جامعہ حقانیہ)

بہت ہی قابل صد احترام اکابرین امت ،علماء کرام اورحضرت مہتمم صاحب شیخ الحدیث حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ، مشائخ واساتذہ ومعزز طلبائے کرام ومجاہدین اسلام!

سب سے پہلے آپ سب حضرات کا تہہ دل سے مشکور وممنون ہوں کہ آپ حضرات نے ہمارے عظیم المرتبت، قائد جمعیت، قائد شریعت، شہید اسلام ،شہید پاکستان وافغانستان، شہید ناموس رسالتؐ حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کوخراج عقیدت پیش کرنے کیلئے یہاں اس تقریب میں شرکت کو یقینی بنایا، ملک اورصوبہ کے پی کے کے کونے کونے سے آج یہاں جامعہ حقانیہ میں تشریف لائے اورحضرت مولانا شہیدؒ کے مرقد پر آپ حضرات نے نذرانہ محبت اورخراج عقیدت پیش کیا، اسی طرح آپ طلباء وحفاظ نے حضرت شہیدؒ کے ایصال ثواب کیلئے سورہ یس شریف اورختماتِ قرآن کا اہتمام کیا اور دارالحدیث میں ختم بخاری شریف بھی کیا۔ میں اپنی اورحضرت مہتمم حقانیہ کی طرف سے آپ سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ سب ہر سال حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے مشن کوزندہ رکھنے کیلئے کبھی اسلام آباد، کبھی لاہور، کبھی پشاور اورکبھی حقانیہ میں جمع ہوتے ہیں، حضرت والد ماجد شہید مولانا سمیع الحقؒ کے دینی و سیاسی وژن کے مطابق اسلام کی سربلندی ، شریعت کے نفاذ، استحکام و دفاع پاکستان اور دنیا بھر کے مظلوموں کی حمایت جاری رہے گی اور استحصالی سامراجی قوتوں کے خلاف بھی جدوجہد جاری رکھی جائے گی، پاکستان کی نظریاتی اور جغرافیائی سرحدوں اورنظریہ پاکستان کی حفاظت میں کوئی کسر اٹھانہیں رکھی جائے گی، پاکستان کے امن اور سالمیت کی خاطر ہم قربانیاں دے رہے ہیں مگر ہم علمائے حق کا خون رائیگاں نہیں جانے دیں گے ،مولانا سمیع الحقؒ نے ہمیشہ اسلام، علماء اور مدارس کی نمائندگی کا حق ادا کیا ہے، اسی وجہ سے سامراجی قوتیں اوران کے ایجنٹ ان کو برداشت نہیں

کر سکے، مولانا سمیع الحقؒ نے اپنا سینہ چھلنی کروا دیا لیکن سامراج کے سامنے جھکے نہیں، فلسطینی مسلمانوں پر ہونے والے دردناک مظالم ناقابل برداشت ہیں اور ہمارا مطالبہ ہے کہ امت مسلمہ مظلوم فلسطینیوں کی حمایت اور مدد کے لئے اٹھ کھڑی ہو۔ جمعیت علمائے اسلام (س) اپنے مظلوم فلسطینی مسلمان بھائیوں کے ساتھ کھڑی ہے، یہ کانفرنس بھی مظلوم فلسطینیوں کی آواز بن گئی ہے اس طرح ہم افغانستان کے مہاجرین کے بے دخلی پر بھی حکومت پاکستان سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ اپنے فیصلوں پر نظر ثانی کریں اور چالیس سالہ قربانیوں وایثار کو ضائع نہ کرے۔

- **پروفیسر ڈاکٹر قبلہ ایاز صاحب (چیئرمین اسلامی نظریاتی کونسل)**

ڈاکٹر قبلہ ایاز صاحب نے اپنے خطاب میں مسلم حکومتوں میں اسلامی علوم کا تاریخی پس منظر عہد بنوامیہ، بنوعباس سے مصر کے جامعہ ازہر، بغداد، کوفہ، قسطنطنیہ، اسپین اور غرناطہ تک کے جامعات میں مروجہ اسلامی علوم بشمول سائنسی علوم اور مسلمان سائنسدانوں کو نہایت جامع اور موثر انداز میں بیان کیا، انہوں نے کہا کہ دنیا مختلف ادوار انقلاب سے گزرتی رہی اس دوران برٹش ایمپائرز نے دنیا کے مختلف حصوں پر حکمرانی کا سکہ جمایا حتیٰ کہ مختلف مسلم ممالک بشمول برصغیر میں بھی مسلمان برطانیہ کے زیر تسلط رہے۔ اس اثنا میں انگریزوں نے مسلمانوں کے دینی علمی مراکز و مدارس اور اوقاف کو اپنے قبضے میں لیا۔ یہ مراکز عوامی تعاون سے محروم ہو گئے جس سے علمی ورثہ زوال پذیر ہونے لگا پھر ۱۸۶۶ء میں دارالعلوم دیوبند کی بنیاد رکھی گئی، بنیاد رکھنے والے استاد بھی محمود اور پہلے شاگرد بھی محمود (شیخ الہند تھے) از سر نو مذہبی تعلیم کا ادارہ تھا جو برصغیر کے لوگوں میں مذہبی علمی تشنگی کو سیراب کر رہے تھے۔ پھر اسی دارالعلوم کے فرزند مولانا عبدالحقؒ نے دیوبند کی طرز فکر پر پاکستان کے ام المدارس دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کی بنیاد ۱۹۴۷ء میں رکھی، مولانا عبدالحقؒ کے فرزند حضرت شیخ مولانا سمیع الحقؒ نے اس ادارے کی آبیاری میں بھرپور کردار ادا کیا، دنیا کے مظلوم عوام کشمیری، فلسطینی اور سوویت یونین کے مظلوم مسلمانوں کی دادرسی کیلئے اسی ادارے سے حضرت شیخؒ نے بذریعہ تحریر و تقریر آواز بلند کی، اندرون ملک و بیرون ملک، عرب ممالک خط و کتابت، اسفار، کانفرنسز اور سیمینارز میں وحدت امت کی پرزور حمایت کی۔ غرض سے شرکت فرماتے، حضرت شیخؒ امت مسلمہ کے مسائل سے بخوبی واقف تھے، خصوصاً یورپی ممالک کے اتحاد اور برٹش ایمپائرز کا فلسطین کی سرزمین پر اسرائیل کی آبادکاری کے پیچ وخم سے آگاہ تھے، علماء مصر وعرب سے شناسا تھے، جب سوویت یونین میں سوشلزم اور کمیونزم عام ہونے لگی اور ہر طرف انہی کا ڈنکا بج رہا تھا پھر افغانستان پر حملے کے بعد پاکستان کیلئے خطرات بڑھ

رہے تھے تو ان حالات پر چشم دیدہ رکھتے تھے،مختلف سیاسی قائدین،زعما سے گفت وشنید بھی کرتے تھے اور دارالعلوم کے تحریری پلیٹ فارم سے اسی ضمن میں ماہنامہ ''الحق'' سے حضرت شیخؒ کے مضامین بھی چھپتے رہے،حضرت شیخؒ سیاسی لیڈر ہونے کیساتھ ساتھ قلمی شہسوار بھی تھے، دوسری طرف وہ درس و تدریس کے رموز سے واقف شخصیت تھے۔اسی دور میں نامور شخصیات کی خدمات سے متعلقہ مختلف کانفرنسز کا سلسلہ جاری رکھیں تو یقیناً استفادہ عام ہوگا۔ضرورت اس امر کی ہے کہ موجودہ نوجوان نسل کے کندھوں پر بھاری ذمہ داری کا احساس باور کرانے کیلئے اسلامی تاریخ کی نامور شخصیات اور مسلمان سائنسدانوں کی خدمات،سوچ فکر اور مشن روشناس کرانے ہوں گے، یہ ہمارے اوپر فرض بھی ہے اور قرض بھی ہے،آج حضرت شیخؒ کا پانچواں یوم وفات تھا،حضرت شیخؒ کی شخصیت پر ماہنامہ ''الحق'' خصوصی اشاعت کے توسط سے مدلل لکھا جا بھی چکا ہے،فرزند ارجمند حضرت شیخؒ مولانا راشد الحق صاحب (مدیر اعلیٰ ماہنامہ ''الحق'') نے ان کی شخصیت پر چار ضخیم جلدوں میں خصوصی اشاعت مرتب کی ہے لیکن مزید لکھنے کی ضرورت اب بھی باقی ہے تاکہ نئی نسل ان کی سوانح حیات کے مقاصد سے باخبر ہو،اللہ رب العزت جامعہ حقانیہ استاد محترم شیخ الحدیث مہتمم دارالعلوم حقانیہ مولانا انوار الحق دامت برکاتہم ، نائب مہتمم حضرت مولانا حامد الحق دامت برکاتہم اور حقانی خاندان کو اپنے حفظ و امان میں رکھے اور مزید علمی ترقی نصیب فرمائے (آمین)

- **جناب لیاقت بلوچ** (جماعت اسلامی کے سینئر رہنما)

مولانا سمیع الحقؒ صاحب ایمان ،صاحب علم ، بابرکت عالم دین،خداترس اور عظیم رہنما تھے، علم سے محبت رکھتے تھے، اپنے شاگردوں سے بے پناہ شفقت فرماتے،اپنے چاہنے والوں کے ساتھ ان کا تعلق مثالی تھا، وہ غلبہ اسلام کے داعی تھے،امت مسلمہ پر کوئی بھی مشکل آتی تو حضرت مولانا سمیع الحقؒ تڑپ جاتے اور ایمانی جذبہ کے ساتھ وہ پاکستان کے تمام اکابر علماء، تمام جماعتوں کو اور ان کی قیادت کو اکٹھا کرتے تھے اور سب باہمی مشاورت سے متفقہ لائحہ عمل طے کرتے۔

میرا ان کے ساتھ ۱۹۷۴ء میں تحریک ختم نبوت کے حوالے سے تعلق پیدا ہوا، پھر ان کی شہادت تک یہ سلسلہ اور تعلق قائم رہا، اسی طرح مجھے یاد ہے کہ اسلامی جمعیت طلبہ پر ربوہ سٹیشن پر حملہ ہوا، پورے ملک میں تحریک منظم ہوئی، اکابر علماء نے اس تحریک کی قیادت کو سنبھالا، اس تحریک کے لئے ایک بڑی تقویت کا باعث تھا، اسی طرح شریعت بل ،متحدہ شریعت محاذ، اسلامی جمہوری اتحاد، متحدہ مجلس عمل، ملی یکجہتی کونسل، دفاع پاکستان کونسل وہ تمام مراحل جس میں میں نے انہیں بہت قریب

سے دیکھا۔اس ذہانت اور فطانت اور تدبر و گہرائی اورعلم کی بنیاد پر مسائل کی گہرائی تک پہنچنا ،امت کو پیغام دینا،اللہ تعالیٰ نے انہیں بے پناہ صلاحیتیوں سے نوازا تھا۔

افغانستان کے جہاد روس کے مقابلے میں لوگوں کو منظم کرنا، نائن الیون کے بعد امریکہ اور نیٹو فورسز افغانستان پر ناجائز قبضہ چاہتی تھی عملاً تو افغان عوام نے جرات و بہادری سے دوسپر پاور کو شکست دی لیکن ان کی پشت پناہی کے لئے پاکستان میں مولانا شہیدؒ نے کردار ادا کیا، دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ،مولانا عبدالحقؒ ،مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے کردار کو کوئی نظرانداز نہیں کرسکتا۔کشمیر پر سرینگر اور مقبوضہ کشمیر پر ہندوستان کا تسلط، ان کے مقابلے میں آپ نے دفاع پاکستان کونسل بنائی اور پورے ملک میں تاریخ ساز جلسے اور ریلیاں منعقد کیں۔ پروفیسر حافظ سعید صاحب (جو پابند سلاسل ہیں) ان کے دست و بازو تھے،حضرت قاضی حسین احمدؒ کا ان کے ساتھ گہرا تعلق تھا،انہی اکابرین کی محبت اور عقیدت تھی کہ پاکستان کو پوری دنیا میں پوری امت نے اپنے دکھ درد میں شرکت کی بنیاد پر عزت کا مقام دیا، مجھے معلوم ہے کہ انہوں نے ملی یکجہتی کونسل بنادی جس کے بعد متحدہ مجلس عمل بنی جس کی بنیاد پہ پاکستان کی دینی قوتیں اکٹھی ہوئیں،آج اگر مولانا شہیدؒ حیات ہوتے تو لازماً فلسطین وغزہ کی صورتحال میں پیش پیش ہوتے،آج فلسطین میں نو ہزار مرد وخواتین بچے شہید کردیئے گئے، ۲۵ ہزار زخمی ہیں، دولاکھ گھروں کو تباہ ومسمار کردیا ہے ، بارہ لاکھ انسان بے گھر ہوگئے ہیں، روزانہ مسلسل بمباری ہورہی ہے لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ غزہ میں حماس کے مجاہدوں نے طوفان الاقصیٰ کی صورت میں یہ اقدام کیوں کیا؟ لیکن ان کے اقدام سے فلسطین کا مسئلہ پوری دنیا میں صف اول پر آیا اوران کے اس اقدام سے امریکہ، برطانیہ،صیہونیت کی تمام سازشیں بے نقاب اور ناکام ہوئیں اور عالم اسلام کی قیادت بزدلی ،بے حمیتی ،بے غیرتی،امت سے لاتعلقی آج سب کے لئے پریشانی کا باعث بنی ہے، پاکستان ایٹمی ملک ہے لیکن پاکستان کی پالیسی واضح نہیں ہے میں اپنی بات کو سمیٹتے ہوئے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کا یہ پیغام ہے کہ لوگوں میں صاحب ایمان اور زندہ وہی رہتا ہے،امر وہی ہوتا ہے جوحق کا پرچم لے کر کھڑا ہو جو مظلوم کی آواز بنے ان کی لاٹھی بنے اور مظلوم کی آواز کو بلند کرے۔

آج کانفرنس سے حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے مشن کی بنیاد پہ یہ عہد کرتے ہیں کہ پاکستان کے عوام نے اپنی زندگی کا ثبوت دیا ہے ،ہم مطالبہ کرتے ہیں او آئی سی کی سربراہ کانفرنس بلائی جائے ،ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ پاکستان کے حکمران تذبذب ،بزدلی لاتعلقی ،بے حمیتی کو ترک

کر کے پاکستان (جو عالم اسلام کے ماتھے کا جھومر ہے) اپنا کردار ادا کرے ، میں علماء، اکابراور قائدین سے اپیل کرتا ہوں کہ قبلہ اول ہاتھ سے گیا، مدینہ اور مکہ پر بھی ان کی نظریں ہیں، آج ہماری یہ بزدلی اور بے حمیتی پوری امت کو برباد کردے گی، امت کی سلامتی جہاد میں ہے، اللہ کے راستے میں جدوجہد پر ہے، ان شاء اللہ فلسطینی کامیاب ہوں گے اور صیہونیت ناکام اور نامراد ہوگی۔

- **حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب** (مہتمم جامعہ ابوہریرہؓ خالق آباد)

خطبہ مسنونہ کے بعد! استادی وسیدی شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوارالحق صاحب، زعماء و علماء اور حاضرین ذی وقار بالخصوص محترم حضرت مولانا حامد الحق حقانی صاحب اور محترم جناب سراج الحق صاحب اور جمیع سامعین ،طلباء و علماء اور حاضرین محترم! بغیر تحمید کے آج کا یہ جلسہ، یہ ولولہ جو گیارہ بجے سے شروع ہے اور آپ میں جو جذبہ،سکون، آرام اور وقار میں نے دیکھا اور جو استقامت اور حضرت شیخ سے وابستگی کا ایمانی ولولہ میں نے آپ میں دیکھا تو میرا دل گواہی دیتا ہے، ہوا اور فضا گواہی دیتی ہے، تاریخ بھی گواہی دیتی ہے کہ مولانا سمیع الحق شہیدؒ کا مشن کل بھی زندہ تھا آج بھی زندہ ہے اور ان شاء اللہ قیامت تک زندہ رہے گا۔ مجھے وہ وقت بھی یاد ہے جب ضیاء الحق مشترکہ اجلاس میں آرہے تھے اور مولانا سمیع الحق شہیدؒ اپنے بوڑے بوڑھے رفقاء اور علماء کو ساتھ لے کر پارلیمنٹ ہاؤس میں ان کے سامنے آگے اور ڈنکے کی چوٹ پر کیا، ہاتھ میں جھنڈے اور بینر تھے اور شریعت بل کے نفاذ کا مطالبہ کیا تھا اور مولانا سمیع الحق صاحب نے ضیاء سے کہا کہ یہ کیا ہو گیا، کیا کہتے ہو؟ حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ نے فرمایا کہ ہمارا ایک ہی مطالبہ ہے کہ پاکستان میں نفاذ شریعت اور قانون نفاذ مصطفیٰ نافذ کرنا ہے، اور اگر اس وقت بغاوت ہوئی اور منہ پھیرا تو سمیع الحق کی لاش سے گزرنا ہوگا۔

تاریخ کا مجھے وہ لمحہ بھی یاد ہے جب جنرل مشرف اور مولانا سمیع الحقؒ اکٹھے ایک جہاز میں سعودی عرب کے حکمران کی دعوت پر جارہے تھے ،مشرف نے کہا کہ مولانا کیا سیاست کرتے ہو، حقانیہ مجھے دیں، میں سونے کے محلات میں کھڑا کردوں گا اور تمہاری ساری اولاد کو سرکاری خرچے پر بیرون ملک حصول تعلیم کے لئے بھیج دوں گا اور حکومت میں جو چاہو گے آپ کو مل کر رہے گا، آپ میرا ساتھ دو اور پھر مشرف نے کہا کہ میں حقانیہ آنا چاہتا ہوں ایک شرط پر کہ تم میری مدد کا وعدہ کرو، مولانا سمیع الحق شہیدؒ نے فرمایا تم نے شریعت بل کی مخالفت کی ہے، مقابلہ کیا ہے اور تم نے شریعت کی راہ میں رکاوٹ ڈالی ہے میں اس وقت تک تمہیں جامعہ حقانیہ میں آنے کی دعوت نہیں دوں گا جب تک تم ڈنکے کی چوٹ پر نفاذ شریعت کا اعلان نہیں کرو گے اور جہاد افغانستان میں مولانا شہیدؒ کا کردار

ہم سب کے سامنے ہے، طالبان نے عالم کفر کو شکست فاش دی اس کی پشت پر مولاناؒ ہی کا کردار تھا اس لئے مغرب میں اور پوری دنیا میں اور یورپ میں مولانا سمیع الحق شہید کو ''فادر آف طالبان'' کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے، مولانا سمیع الحقؒ نے اس مشن کی خاطر اپنی جان خطرے میں ڈال کر کفن شہادت پہن کر جنت پہنچ گئے لیکن اپنے اس مشن کو نہیں چھوڑا، آج تو افغانستان میں نفاذ شریعت ہے طالبان کا ملک پر غلبہ ہے اور یہاں جو امریکہ نے ذلت پائی ، جوتے کھائے اور ذلیل ہوا اور افغانستان چھوڑا اس میں مولانا سمیع الحق شہیدؒ کا خون ہے اور وہاں جاکر اب یہ اسرائیل، فلسطین پر امریکہ کی مدد سے حملہ آور ہوا۔

لوگو! ایک مولانا سمیع الحقؒ اور ان کے اتحادیوں کے جہاد کی برکت ہے اور ان کے طالبان کی برکت ہے، حقانیہ کے مجاہدین کا ثمرہ ہے، امریکہ نکل گیا، ذلیل ہوا اب پھر فلسطین میں مسلمانوں پر حملہ آور ہوا ہے وہ فلسطین پر حملہ کرکے افغانستان کے طالبان اور مجاہدین سے کھائی ہوئی شکست کا بدلہ اور انتقام لینا چاہتا ہے، بہرحال! اپنے زعماء کی موجودگی میں اعلان کرتا ہوں کہ امریکہ سن لے، امریکہ کے پجاریو سن لو، امریکہ کے غلامو! تم بھی سن لو جس طرح امریکہ افغانستان میں ذلیل و تباہ ہوکر نکلا ہے اسی طرح فلسطین میں بھی اسرائیل بھی گھر جائے گا اور امریکہ کی طرح ذلیل ہوکر نکلے گا۔

- **جناب عبداللہ گل** (سربراہ تحریک نوجوانان پاکستان)

آپ لوگ یہ بتائیں شہید تو زندہ ہوتا ہے، ہوتا ہے کہ نہیں؟ (مجمع سے آوازیں آئیں کہ ہوتا ہے) اور اگر ہوتا ہے تو آپ بھی اپنے زندہ ہونے کا ثبوت دیں، میں مولانا سمیع الحق سے محبت رکھتا ہوں اور مولانا کا نظریہ زندہ ہے، آپ کی شکل میں ، میری شکل میں، دفاع پاکستان کونسل کے چیئرمین مولانا حامد الحق حقانی کی شکل میں اور جامعہ حقانیہ کی شکل میں اور تمام افغانستان اور تمام کشمیر کی شکل میں، اسی طریقے سے فلسطین اور ان تمام جگہوں کی شکل میں جہاں مسلمان تکلیف و پریشانی کا شکار ہے، اس بابرکت و پاک محفل میں جہاں شہید کا ذکر کیا جائے وہاں جذبہ بڑا بلند ہونا چاہیے۔

آج آپ یقیناً تھک بھی گئے ہوں گے، دور دراز سے تشریف لائے ہیں لیکن تھوڑی دیر کے لئے یہ سوچیں کہ جولائی کا مہینہ تھا، لاہور کی تپتی سڑکیں تھیں اور ایک مرد مجاہد اپنی ضعیف العمری کے باوجود پیدل چل کر میرے والد جنرل حمید گل ، حافظ سعید اور احمد لدھیانوی صاحب کے ساتھ پیدل اسلام آباد آتے ہیں، ان کا جذبہ کتنا دیدنی ہوگا وہ کون سی قوت تھی جو ان کو للکارتی تھی اور ان کے خون کو گرماتی تھی ، میں پچھلے سال حاضر نہیں ہوسکا، اس کا مجھے بہت دکھ ہے، مجھے مولانا سے پیار ہے،

ان کے نظریہ کے ساتھ عقیدت ہے، وہ میرا ایک قسم کا رول ماڈل ہیں اور آج ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ مولانا کے حوالے سے اور ان کی یاد میں ان کے نام پر جو دارالتدریس یہاں بنا ہے اس کے اندر نوجوان نسل آتی ہے، تعلیم حاصل کرتی ہے، ان میں شعور پیدا ہوتا ہے، اپنے اپنے مقام کے اوپر دنیا ان کو لے کے جاتی ہے، کچھ لوگ ہوتے ہیں جو اپنے لئے جیتے ہیں اور کچھ لوگ ہیں جو دوسروں کے لئے جیتے ہیں، یقیناً مولانا سمیع الحقؒ ان لوگوں میں سے تھے جو دوسروں کے لئے جیتے تھے، جب ان پر قاتلانہ حملہ ہوا اور ان کی شہادت ہوئی اسی روز مجھ پر بھی قاتلانہ حملہ ہوا، اللہ تعالیٰ نے مجھے محفوظ رکھا اور زندگی بخشی اور اپنے پیارے کو اپنے پاس بلالیا، ایک نحیف شخص جس کے چہرے پر نور تھا، ان کے جسم پر چھریوں کے ان گنت وار تھے، یہ سب انہوں نے اپنے سینے پر برداشت کئے کیونکہ انہوں نے کلمہ حق بلند کیا تھا انہیں ویسے تونہیں کہتے ''مردمومن مردحق ،سمیع الحق سمیع الحق'' کیونکہ انہوں نے کس کے لئے یہ کام کیا؟ ہماری آنے والی نسلوں کے لئے ،آنے والے مستقبل کے لئے ، اللہ ورسول کے بتائے ہوئے راستے کیلئے، قرآن وسنت کیلئے، اپنے فخر کی سربلندی کیلئے، شوق شہادت اور جذبہ شہادت کیلئے، دشمن سامنے سے وار نہ کر پایا، اکیلے میں گھات لگا کے بیٹھ گیا، مولانا سمیع الحقؒ کو طاغوتی قوتوں نے انٹرنیشنل پاور کے اشارے پر شہید کردیا کیونکہ وہ مولاناؒ کی ایک دلیل کا سامنا نہیں کرسکتے تھے، ان کو معلوم تھا کہ یہ جو بات کررہا ہے اسکے پاس اسکے دلائل موجود ہیں، قرآن وسنت کے ترازو کے اندر تلی ہوئی باتیں موجود ہیں، جب ان کے سامنے کھڑے ہوکر انہیں شہید نہیں کرسکتے تھے تو پیچھے سے خنجر گھونپ دیا، مولاناؒ کا جسم جسد خاکی تھا میں نے جاکے چادر بھی ان کے اوپر رکھی، میرے جذبات آج بھی دوبارہ سوچتا ہوں تو رواں رواں کانپ اٹھتا ہے، دوسری جو ان کی تعلیمات ہیں اس سے نئی نسل مستفید ہوگئی ہے، وہ ادارے کا قیام کرتے ہیں، ناموس رسالتؐ کے لئے اپنا کردار ادا کرتے ہیں، دنیاوی مال واسباب کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اپنے مشن کی تکمیل کرتے ہیں اور ایک ایوان اقتدار کے اندر جاکر کلمہ حق بلند کرتے ہیں، مصنف ہیں، اخباروں میں لکھتے ہیں، رسالوں میں چھاپتے ہیں اور دنیا کے اندر ایک انٹرنیشنل لیڈر کے طور پر جانے اور مانے جاتے ہیں، اسی سے اندازہ کرلیں کہ ان کی شہادت پوری دنیا کی اولین جزتھی، یہ ان کا مقام تھا جو کسی اور نے نہیں رب کریم نے انہیں عطا کیا تھا کیونکہ ان کا نظریہ قرآن اور اسلام کے علاوہ کچھ نہیں تھا، افغانستان کے اندر ان کا کردار دنیا تسلیم کرتی ہے، دفاع پاکستان کونسل کی سربراہی ان کے حوالے تھی، میرے والد کے ساتھ ان کے قریبی تعلقات تھے، یہ بڑے عظیم لوگ تھے، دنیا کے اندر اب ان جیسے عظیم لوگ ناپید ہورہے

ہیں، یہ جو جذبہ ہوتا ہے یہ بڑا عظیم ہوتا ہے، دفاع پاکستان کونسل کا قیام ہوا، اس میں تمام لوگ اکٹھے ہو گئے، مولاناؒ نے کبھی کسی مسلک کی پرواہ نہیں کی، کبھی کسی رنگ ونسل کی پرواہ نہیں کی، کبھی تفرقہ نہ کیا، آپکی ایک ہی خواہش تھی کہ اسلام اور پاکستان کا بول بالا ہو، وہ اسلام کے بھی جرنیل تھے اور پاکستان کے بھی جرنیل تھے، آج جب ہم دیکھتے ہیں کہ پوری دنیا میں مسلمان کفر کے ہاتھوں مجبور ہیں شہادتیں ہورہی ہیں لیکن ہمیں کیا ہوگیا ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد نہیں کرتے، جب عورتیں، بچے، بوڑھے تمہیں پکاریں اور کہیں یااللہ! کوئی مددگار، کوئی اپنا دوست بھیج دے جو ہمیں اس ظلم سے نکالے، آج مولاناؒ بہت یاد آتے ہیں، مولانا آپ تو شہید ہو گئے اور ہمیشہ کیلئے زندہ ہو گئے لیکن ہمیں یتیم چھوڑ گئے، آپ اس دھرتی کی ضرورت تھے، آج دفاع پاکستان کونسل کی فعالیت کی ضرورت ہے۔

- **مولانا سید عبدالوحید صاحب** (نمائندہ حافظ محمد سعید صاحب)

آج کی کانفرنس ''خدمات مولانا سمیع الحق شہیدؒ'' کے منتظمین، مولانا شہیدؒ کے صاحبزادگان اور دفاع پاکستان کونسل کے چیئرمین مولانا حامد الحق حقانی کو پروفیسر حافظ محمد سعید حفظہ اللہ کی طرف سے سلام بھی پیش کرتا ہوں اور مولانا شہیدؒ کی خدمات کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں اگرچہ ان کی شہادت سے بہت بڑا خلاء پیدا ہوگیا ہے، میں نے اپنی زندگی میں ان جیسی شخصیت نہیں دیکھی، فلسطین کے لئے آواز ہو یا کشمیریوں کے حق میں بولنا، ہر میدان میں آپ سپہ سالار کی حیثیت سے نمایاں ہوئے، ان کا دل امت کے لئے دھڑکتا تھا۔

- **حضرت مولانا قاضی محمد ارشد الحسینی (اٹک)**

حضرت مولانا قاضی صاحب نے نائب مہتمم جامعہ دارالعلوم حقانیہ حضرت مولانا حامد الحق حقانی صاحب کے صاحبزادے حافظ محمد احب کو حفظ قرآن کا آخری سبق پڑھایا اور اکابر علماء ومشائخ نے شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کی پگڑی سے ان کی دستار بندی فرمائی، اس کے بعد مجلس ذکر انعقاد ہوا۔

حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ ایک مستجاب الدعوات بزرگ تھے، اس لئے کہ زندگی بھر جس مقصد کے لئے انہوں نے خدمتیں کیں، اللہ تعالیٰ نے انہیں ہر میدان میں کامیاب فرمایا، حضرت مدنیؒ اور حضرت لاہوریؒ کے قدموں میں پہنچایا، امام الاولیاء حضرت شیخ لاہوریؒ سے انہوں نے دورہ تفسیر پڑھا اور حضرت کے خصوصی شاگردوں میں سے تھے، پھر اپنے عظیم والد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کے مسند تدریس حدیث پر بیٹھے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو تعلیم میں، تدریس میں، تصنیف میں، تحریر

میں، تقریر میں، الغرض ہر میدان میں کامیابیاں نصیب فرمائے پھر وہ عظیم کامیابی جو بہت کم لوگوں کو نصیب ہوتی ہے کہ اسی راہ حق میں شہادت عظمیٰ سے اللہ تعالیٰ نے ان کو سرفراز فرمایا، میں نے عرض کیا ! حضرت مولانا مستجاب الدعوات تھے، اس لئے کہ آج آپ اور ہم سب بھی یہ دعا کرتے ہیں اور ہر ایک کی تمنا بھی ہے کہ یا اللہ! ہمیں شہادت کی موت نصیب فرما اللھم ارزقنا شھادۃ فی سبلیك تو اللہ تعالیٰ نے انہیں شہادت کی موت نصیب فرمائی اور اس میں انسان کامیاب ہی کامیاب ہے

- **مولانا پیر عبدالقدوس نقشبندی صاحب** (امیر جے یو آئی پنجاب)

رہنمایان قوم! ملک بھر سے تشریف لانے والے محبین اور عزیز طلباء! فلسطین کا پرچم پنڈال اور اسٹیج کے ارد گرد لہرا رہا ہے، کچھ عرصہ قبل یہاں دفاع افغانستان کونسل بنی تھی پھر اس کے بعد دفاع پاکستان کونسل بنی جس میں مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے ساتھ اکابر علماء شریک تھے انہیں سربراہی سونپی گئی اب یہ سربراہی مولانا حامد الحق حقانی کے حوالہ کی، یہ اس بات کی غمازی کرتی ہے کہ اگر ہمارے ۸۳ سال کے بوڑھے کو پاکستان میں شہید کیا، اگر تم نے کشمیر میں ایک بوڑھے سید گیلانی کو قید و بند کے بعد جہاد کو ختم کرنے کی کوشش کی ہے اگر تم مصر کے اندر صدر مرسی کو شہید کر دیتے ہو، کبھی کسی کو شہید کر دیتے ہو اور کبھی کسی کو لیکن آج یہ فلسطین کا پرچم یہ اعلان کر رہا ہے کہ تم پاکستان کیا؟ عالم اسلام میں جتنے شہداء ہیں ان کو شہید کر کے چاہے وہ ملا عمرؒ افغانستان کا ہو چاہے وہ مولانا سمیع الحقؒ پاکستان کا ہو، تم جتنے بھی شہداء کو جنت کی راہ دکھاؤ گے ان شاء اللہ حقانیہ کے بیٹے پیچھے نہیں ہٹیں گے ۔

- **حضرت مولانا عبدالواحد خطیب** (امیر جے یو آئی صوبہ کے پی کے)

ما ہر چہ خواندہ یم فراموش کردہ یم الاّ حدیث یار کہ تکرار می کنم

معزز حاضرین! آج ہم مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی خدمات کے تذکرہ سننے کے لئے حاضر ہوئے ہیں، وہ ایک عظیم رہنما تھے، سیاسی لیڈر تھے، نہ صرف عام لوگ ان کی بات کو اہمیت دیتے تھے بلکہ خواص کے ہاں بھی انہیں قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔

- **مولانا سید محمد یوسف شاہ** (جنرل سیکرٹری جے یو آئی)

میں امیر مرکزیہ جمعیت علمائے اسلام حضرت مولانا حامد الحق حقانی صاحب اور مہتمم جامعہ حقانیہ حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ اور تمام حقانی خاندان کی طرف سے جامعہ کے طلباء واساتذہ و مشائخ کی طرف سے آپ سب حضرات کو خوش آمدید کہتا ہوں اور آپ سب حضرات کا

شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے اس عظیم اور مقدس تقریب میں شرکت فرمائی اور اپنے قائد امام الشہداء حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کو خراج تحسین پیش کرنے کے لئے یہاں تشریف لائے، میں دیکھ رہا ہوں کہ یہاں دور دراز سے، وانا وزیرستان سے لے کر بٹگرام تک کے علماء ونمائندگان موجود ہیں، کراچی سے لے کر خیبر تک اور لاہور سے چترال تک کے علماء موجود ہیں میں آپ سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ لوگوں نے اپنا قیمتی وقت نکالا اور اس تقریب میں شریک ہوئے۔

- **مولانا ایوب خان ثاقب** (ڈسکہ)

ہم آج اکوڑہ خٹک میں حضرت مولانا شہیدؒ کی خدمات کو خراج عقیدت پیش کرنے کیلئے اکھٹے ہوئے اور اس محسن اسلام کو خراج تحسین پیش کیا جارہا ہے جس کا نام سننے کے بعد دنیائے کفر گھبرا جاتی ہے، آج جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک کے اندر ہم کھڑے ہیں جہاں مرد قلندر شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ پیدا ہوئے تھے، مولانا عبدالحق کے بعد سمیع الحق نے حقانیہ کی ذمہ داریاں سنبھالیں اور اپنے والد کے مشن اور کاز کو آگے بڑھایا۔

- **شیخ الحدیث حضرت مہتمم مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ کی اختتامی دعا**

اس پروگرام میں ملک کے کونے کونے سے علمائے کرام تشریف لائے ہیں، میں ان سب کو جامعہ دارالعلوم حقانیہ آمد پر خوش آمدید کہتا ہوں اور آپ سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں آپ کی یہ آمد اس شخصیت اوران کے کردار کے ساتھ اظہار عقیدت ومحبت ہے، مولانا سمیع الحق شہیدؒ کو اللہ تعالیٰ نے بہت بڑے مقام سے نوازا تھا، مولانا سمیع الحق شہیدؒ میرے تو بڑے بھائی تھے، ہم سارادن اکٹھے رہتے، وہ کبھی بھی مجھ پر غصہ نہیں ہوئے، نہایت شریں لہجے سے بات کرتے، ان کی ہر بات جہاد ہوتی تھی، اپنے آخری دنوں میں بھی وہ جہاد کی بات کرتے ہوئے شہید ہوئے، اللہ پاک نے آپ کو متعدد صلاحیتوں اور خوبیوں سے نوازا تھا، اللہ تعالیٰ ان کو اجر عظیم عطا فرمائے اور ان کی خدمات اور شہادت اپنے عالی دربار میں قبول ومنظور فرمائے۔(آمین) باقی بیچارے مظلوم فلسطینیوں پر اسرائیل جو مظالم کے پہاڑ ڈھا رہا ہے وہ بھی نہایت قابل افسوس اور باعث مذمت ہے، فلسطین مسلمانوں کا قبلہ اول ہے جو ہمارے ایمان کا حصہ ہے، ہم سب مظلوم فلسطینیوں کے ساتھ ہیں، عالم اسلام کے حکمران اس موقع پر بھی نہ جاگے تو ان سب کا یہی حشر ہوگا۔ اللہ تعالیٰ مظلوم فلسطینیوں کی مدد فرمائے اور شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ اور حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کا قائم کردہ ادارہ قائم ودائم رکھے۔

(قسط ۵) مرتب: مولانا حافظ خرم شہزاد*

ملفوظات امام لاہوریؒ

''تفسیر لاہوری'' کی روشنی میں!

مولانا حبیب الرحمٰن شیروانی کی شان استغناء

''حضرت مولانا حبیب الرحمٰن شیروانی (نواب صدر یار جنگ) یہاں آئے اور میرے ہاں تشریف لائے تھے، میں (موجود) نہیں تھا، پھر (بعد میں) ملے تو فرمایا میں دولت خانہ پر حاضر ہوا تھا، آپ کہیں تشریف لے گئے تھے، میں پھر حاضر ہوں گا تو وہ لوگ علم کی قدر جانتے ہیں، وہ پھر اسی مدرسہ میں تشریف لائے، نیچے کمرے میں بٹھایا، چائے کی دعوت کی، میں اگر اس کو اشارہ کیا کرتا تو وہ وظیفہ پھر مجھے جاری ہوجاتا لیکن ایسا نہیں کرنا تھا۔ حضرت مولانا حبیب شیروانی بڑے زبردست اور قدردان عالم تھے، اس واسطے مجھ سے ملنے آئے، میرا ان سے کوئی تعلق نہیں تھا۔'' (تفسیر لاہوری، ج ۲، ص ۱۷۱)

انجمن خدام الدین کا فیض

''ہمارے ہاں انجمن خدام الدین شیرانوالہ لاہور میں زکوٰۃ کم وبیش جمع ہوتی رہتی ہے اوراس میں سے سارا سال یتامیٰ، بیوگان، مساکین وغیرہ میں ضرورت کے مطابق تقسیم ہوتی رہی ہے اور اسی مَد میں سے اکثر طلباء کو بھی کھانا دیا جاتا ہے جو مختلف صوبہ جات ہند (مثلاً پنجاب، یوپی، بنگال، مدراس، بہار، آسام، سندھ، سرحد) وغیرا اور ریاست ہائے ہند (مثلاً بہاولپور، خیر پور، سندھ، حیدرآباد دکن وغیرہ) اور بیرون ہند (مثلاً افغانستان، چین، بخارا، ایران) وغیرہ سے محض تفسیر قرآن حکیم پڑھنے کے لیے آتے ہیں، یہ خوبی ایک مرکز پر جمع کرنے کے باعث پیدا ہوگئی ہے ورنہ کیا انفرادی طور پر ممکن ہے کہ زکوٰۃ دینے والے حضرات ان ممالک کے اہل علم کی خدمت میں پہنچاسکیں اوران طلبہ کی خدمت کا نتیجہ یہ ہوگا کہ جہاں جاکر اور جتنی عمر یہ علمائے کرام خدمت دین کریں گے ان کی اس خدمت میں ان حضرات کا حصہ یقیناً ہوگا اور قیامت کے دن نجات اور دنیا میں برکت کا موجب ہوگا۔'' (تفسیر لاہوری، ج ۲، ص ۱۷۳، ۱۷۴)

سودی قرض کئی بیماریوں کا موجب

''قرض سود پر دینا کئی بیماریوں کے لیے مقدمہ ہے: (۱) اس سے بخل انتہائی درجے کا پیدا

ہوجاتا ہے (۲) اور کارِ خیر میں اخلاص کے ساتھ کبھی ایک پیسہ بھی نہیں خرچ کرے گا (۳) اور نام ونمود پر ہزار ہا خرچ کرے گا جیسے کسی جلسے میں خرچ کرنا ہو تو سر توڑ کوشش کرکے روپیہ صرف کریں گے کیونکہ اعلان ہوتا ہے، اخبار میں نکلتا ہے اور لاٹ صاحب کے پاس رپورٹ جاتی ہے (۴) سود کی وجہ سے اُنس اور ہمدردی باقی نہیں رہتی۔'' (تفسیر لاہوری، ج ۲، ص ۱۸۰)

مسلمانوں کی پسماندگی کی وجوہات

''آج کل مسلمان جو تنگدستی کا شکار ہو رہے ہیں، اس کی وجہ یہی ہے کہ ان میں دیانتداری اور ایفائے عہد نہیں رہا اگر ان دوامور کے بالالتزام پابند ہوجائیں تو سارے مسلمان سنبھل سکتے ہیں بس یہی نسخہ ہے وہ نہیں جو اعداء اللہ بتلاتے ہیں مثلاً ایک شخص قرض دیتا ہے اور مقروض ایک ماہ کا وعدہ کرتا ہے لیکن سال گزر جاتا ہے وہ واپس کرنے کا نام ونشان نہیں لیتا بلکہ طلب کرنے پر لڑنے کو تیار ہوجاتا ہے، اس بدعہدی سے تباہ ہو رہے ہیں نہ اس لیے کہ سود نہیں لیتے اگر مسلمان میں حفظ عہد اور امانت ودیانت آجائے تو آج بھی مسلمان اچھی خاصی ترقی کرسکتے ہیں۔'' (تفسیر لاہوری، ج ۲، ص ۱۸۲)

ایک مرد کے مقابلہ میں دوعورتوں کی گواہی کی حکمت

''ایک مرد کے مقابلے میں دوعورتوں کو اکٹھا رکھنے میں حکمت یہ ہے کہ اگر ان میں سے ایک بھول جائے تو دوسری اس کو یاد دلائے کیونکہ عورتیں عام طور پر مردوں کے مقابلے میں کمزور ہوتی ہیں، اس لیے کہ ان سے نسیان زیادہ ہوتا ہے اور وہ بھول جاتی ہیں، یہ ایک انسانی فطرت ہے لہٰذا ایک مرد کے مقابلے میں دوعورتوں کی گواہی مقبول ہوگی۔'' (تفسیر لاہوری، ج ۲، ص ۱۹۰)

اصلی سُنّی اہل بیتؓ اور صحابہ کرامؓ ہیں

''آپ کو معلوم ہے کہ اصلی چیز کی جو قیمت ہوتی ہے وہ نقلی کی نہیں ہوتی، اصل میں جو خوبیاں اور اثرات ہوتے ہیں وہ نقلی میں ہرگز نہیں ہوتے مثلاً جو قدرتی بینگن میں تاثیر ہے وہ مٹی کے مصنوعی بینگنوں میں نہیں ہوسکتی، علیٰ ہٰذا القیاس اصلی اہل سنت والجماعت حضرات اہل بیتؓ اور صحابہ کرامؓ ہی ہیں، مذکورہ دس صفات انہیں حضرات کی قرآن مجید سے بیان کی گئی ہیں۔ ان کے بعد جس شخص یا جس جماعت میں وہ صفات پائی جائیں گی وہ اصلی اہل سنت والجماعت ہوں گے اور جو اِن اوصاف سے خالی ہوں گے وہ نقلی کہلائیں گے، میرے خیال میں مسلمانوں کی اکثریت میں یہ اصول نہیں پائے جاتے اسی کا نتیجہ ہے کہ ہم ہر لحاظ سے روبہ تنزل ہیں۔'' (تفسیر لاہوری، ج ۲، ص ۱۹۸)

عورتوں کو میراث سے محروم رکھنا

''ہمارے خاندان میں باپ کی جائیداد میں سے لڑکیوں کو حصہ دینے کا رواج نہیں ہے اور عدالت میں گواہ بھگتا دیئے کہ جب میرا دادا مرا تھا تو میرے باپ اور چچا نے میری پھوپھی کو جائیداد میں حصہ نہیں دیا تھا، چنانچہ ایسے گواہ بھگتنے کے بعد عدالت نے بہنوئی کا مقدمہ خارج کر دیا ایسے لوگوں کو شریعت الٰہیہ مرتد قرار دیتی ہے کیونکہ ان لوگوں نے قرآن مجید کا صریح حکم ماننے سے صاف انکار کر دیا، اس لیے یہ لوگ مرتد ہیں۔'' (تفسیر لاہوری، ج ۲،ص ۲۱۸)

صحابہ کرامؓ کا استقلال اور استقامت

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر کیمیا اثر اور آپ کی صحبت کی تاثیر یہ تھی کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پیٹ پر پتھر باندھ کر بھی دین کی خدمت بجا لاتے تھے اور ان کے پائے استقلال میں ہرگز کمی نہیں آئی، ایک صحابیؓ اپنے شاگردوں سے اپنا واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جنگ میں روانہ فرمایا،سامان رسد کی کمی کے باعث فی کس دو کھجوریں یومیہ ملتی تھیں، جب اس سے زیادہ سامان رسد میں قلت ہوگئی تو فی کس ایک کھجور ملنے لگی، شاگرد عرض کرتا ہے کہ ایک کھجور سے کیا ہوتا ہوگا؟ فرمانے لگے کہ جب ایک کھجور بھی ملنے سے رہ گئی، تب ہم نے سمجھا کہ ایک کھجور بھی کوئی چیز تھی، یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کی برکت تھی کہ اس قدر وہ ایمان کے مضبوط اور اسلام میں پختہ کار تھے کہ جان جائے لیکن ایمان میں خلل نہ آئے۔'' (تفسیر لاہوری، ج ۲،ص ۲۲۹)

تمام یورپ ہندوستان کا محتاج تھا

''جیسے ہندوستان میں ہر قسم کی قابلیت موجود ہے لیکن اس قابلیت کے اسباب کے اظہار کیلئے اسباب موجود نہیں ہیں اور جس وقت ہندوستان کی قابلیت کے اظہار کے اسباب موجود تھے اور وہ قابلیتیں ظاہر ہوتی تھیں، تمام یورپ ہندوستان کا محتاج تھا کیونکہ ہندوستان میں ایسا اچھا کپڑا تیار ہوتا تھا کہ جب انگلینڈ والوں نے ہندوستان کا کپڑا منع کر دیا تھا اور حکم دیا تھا کہ جو ہندوستان کا کپڑا پہنے اس کو جرمانہ ادا کرنا ہوگا، انگلینڈ کی عورتیں جرمانہ ادا کرکے ہندوستان کا کپڑا پہنتی تھیں۔'' (تفسیر لاہوری، ج ۲،ص ۲۳۹)

جماعتی زندگی کی برکات

''جب ایک عورت کی دعا اتنے نتائج بارگاہ الٰہی سے حاصل کرسکتی ہے تو کیا ممکن نہیں کہ تم جماعتی حیثیت میں جو کام شروع کرو گے اور دعاؤں سے اسے تقویت پہنچاؤ گے تو ایسے نتائج پیدا ہوں گے جو قیامت تک کے لئے نمونہ بن سکیں ۔تو اے مسلمانو!اگر تم کروڑوں کی تعداد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرو گے اور محض اللہ کی رضا کو مقصود رکھو گے تو تمہارے کاموں میں کتنی برکت ہوگی،نصرت اور کامیابی ہر وقت آئے گی۔'' (تفسیر لاہوری،ج ۲،ص ۲۵۴)

آج کل کی مروجہ رسومات

''آج کل کی رسوماتِ مروجہ مثلاً عرس، جمعرات، گیارھویں، قوالی وغیرہ کو حضرت امامنا الاعظمؒ کی طرف منسوب کرتے ہیں جو فعل یہود کا تھا بعینہٖ وہی کرتے ہیں اس واسطے ہم انھیں وہی جواب دیتے ہیں جو یہودیوں کو دیا گیا تھا کہ امام اعظم رحمہ اللہ کی طرف ان افعال کی نسبت گناہ ہے اور یہ لوگ ان بدعات کو امام صاحب رحمہ اللہ کے ذمہ لگاتے ہیں حالانکہ امام صاحبؒ تو ۸۰ھ میں پیدا ہوئے ہیں اور ہے بھی خیرالقرون کا زمانہ،صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سوسال تک دنیا میں رہے ہیں انھوں نے نہیں کہا پھر یہ بدعات کہاں سے آئی ہیں؟ گیارھویں سے یہ عرس ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام یعنی پڑدادے کا اور نہ دادا حضرت اسماعیل علیہ السلام کا عرس کیا،نہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ کا عرس کیا اور نہ عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نہ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ،نہ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ، نہ کسی صحابیؓ نے تو جب شرع میں اس کی نظیر (مثال) نہیں ملتی تو آخر یہ کیا چیز ہے؟۔'' (تفسیر لاہوری،ج ۲،ص ۲۹۱)

عالِم کی لغزش پورے عالَم کی لغزش

''معاف فرمائیے کہ عالم حقانی وربانی ہو تو اطیب الناس اور اگر شرارت پر آجائے تو اخبث الناس !یہ نہیں کہ بے وقوف ہیں بلکہ پوری سیاست کو جانتے ہیں جب کہ زلة العالِم ذلة العالَم (عالم کی لغزش اور ٹھوکر پورے عالَم کی ٹھوکر ہے) پھر کتنوں کو ڈبو کر جہنم رسید کردیتے ہیں وہ طمع ولالچ ہے، بھوک کے خوف نے علماء سو کو برباد کردیا۔

آنکہ شیراں را کند روبہ مزاج
احتیاج است احتیاج است احتیاج

(شیروں کو لومڑیوں والے مزاج کی طرف لے جانے والی چیز احتیاج ہے) اگر حق نہیں تو سمجھتے ہیں کہ پیٹ کو کچھ نہ ملے گا عزت چلی جائے گی۔ (تفسیر لاہوری، ج ۲،ص۳۰۰)

چند خراب لوگوں کی وجہ سے سب کو برا مت کہو!

''جس قوم میں کچھ اچھے آدمی ہیں ان کی اچھائی کو تسلیم کرواور ان کی نیکی کا اعتراف کرو تو اہل کتاب میں جو اچھے تھے یعنی جن کے اخلاق و دنیاوی معاملات اچھے تھے تو ان کی مثال بیان کرتے ہیں کہ اگر کوئی دنیاوی معاملات میں دیانت سے پیش آتے ہیں تو دین کے معاملات میں بطریق اولیٰ دیانت دار ہوں گے، قرآن حکیم کا انصاف دیکھئے کہ اگر وہ ایک جانب اہل کتاب کو خیانت کا مرتکب بتاتا ہے تو دوسری طرف ان میں جو ارباب ورع وتقویٰ ہیں ان کو کبھی فراموش نہیں کرتا بلکہ سب سے پہلے انہی کا ذکر کرتا ہے اور یہ واضح کرنا چاہتا ہے کہ اگر ایک قوم میں کچھ آدمی خراب ہیں تو تمام کی تمام جماعت کو برا مت کہو جو اچھے ہیں ان کی اچھائی کو تسلیم کرواور ان کی نیکی کا اعتراف کرو۔'' (تفسیر لاہوری، ج ۲،ص۳۰۲)

مالِ متروکہ کے متعلق حضرت لاہوریؒ کا فتویٰ

''تقسیم ہند کے بعد میرا فتویٰ مالِ متروکہ کے بارے میں یہ تھا کہ لُوٹے گئے مال کا خریدنا بھی حرام ہے کیونکہ اس کے بدلے مسلمانوں کی جائیداد وہاں کی گورنمنٹ کے قبضے میں تھی تو یہ مال یہاں گورنمنٹ کا حق تھا اس لیے میرا فتویٰ یہ تھا کہ جو مال کسی نے لُوٹ کر لایا ہو اس کا خریدنا بھی حرام ہے، گورنمنٹ کا تبادلہ کیے بغیر کسی کو کیا حق ہے کہ لوٹ مار کرے، بعض علماء جواز کے فتوے دیتے تھے، ان کے نتائج اعمال میرے سامنے ہیں، جنھوں نے گریز کیا ان کے حالات بہت خوش کن ہیں۔'' (تفسیر لاہوری، ج ۲،ص۳۰۲)

علماء کا کردار

''ہمارے موجودہ وقت کے بعض علماء ایسے ہیں کہ اہل حق کو بے دین بناتے ہیں اور اپنی بے دینی کو دینداری کہتے ہیں حالانکہ قرآن اور صحابہ کرامؓ کا عملی نمونہ تو یہ نہیں تھا جو تم کر رہے ہو؟

ع　　　چہ دلاور است دزدی کہ بکف چراغ دارد

کیا یہ ایماندار اور ہم بے ایمان ہیں؟ الیس منکم رجل رشید (ہود:۷۸) مولانا سید حسین احمد مدنیؒ تو (العیاذ باللہ) (مخالفین کے نزدیک) بے ایمان اور کافر ہو اور یہ (معترضین)

''ایماندار و مغفور ہوں''، پتہ تو لگاؤ کہ تمہاری قبروں میں کیا ہو رہا ہے، ہم نے کبھی تمہارے بزرگوں کا نام لیا، کیا ان کو گالیاں دیں؟ میں کسی ایک شخص کا نام نہیں لیتا، کیا ہمارے منہ میں زبان نہیں؟ اگر تم میں ایک بھی آنکھوں والا ہو تو دیکھے کہ مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کی قبر میں بہشت سے کیا کیا کچھ آ رہا ہے اور اُن کی قبریں کیسی ہوں گی؟'' (تفسیر لاہوری، ج ۲، ص ۳۰۳)

اکابر دیوبندؒ جامع شخصیات

''جامعیت کی مثالیں دارالعلوم دیوبند کے اسلاف اور اخلاف میں بفضلہٖ تعالیٰ پائی جاتی ہیں، حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ بانی دارالعلوم (دیوبند) سے لے آج تک جتنے حضرات اس کے سرپرست بنے ہیں سب ہی ظاہر کے فاضل اجل اور باطن کے کامل اور مکمل تھے۔'' (تفسیر لاہوری، ج ۲، ص ۳۱۲)

مسلمانوں میں رائج چند ہندوانہ رسوم

''اہل کتاب سے ہمارا مطلق خلط نہ ہونے پائے کیونکہ جس وقت کسی قوم سے خلط ہوگا ضرور اس کی رسومات ہم پر اثر انداز ہوں گی مثلاً پہلے ہندوؤں سے ربط وضبط تھا تو اِن کی بری رسمیں مسلمانوں میں گھس گئیں، جیسے ہندوؤں میں پھُل، مسلمانوں میں قُل۔ ہندوؤں میں منگوانا اور مسلمانوں میں چالیسواں اور ہندوؤں میں سراد، مسلمانوں میں عرس مگر ہندو بڑے ہوشیار ہیں جتنے ان کے بڑے ہیں تمام کا سراد نہیں کرتے کیونکہ اس سے تو بہت روپیہ خرچ ہوتا ہے بلکہ یہ تجویز کرتے ہیں کہ ایک ہفتہ میں اکٹھے کرتے رہتے ہیں کیونکہ جو مرا ہوگا ضرور ہفتہ کے اندر ہی مرا ہوگا اور اگر ایک ایک کا کریں تو سینکڑوں کا سراد کرنا پڑے گا۔'' (تفسیر لاہوری، ج ۲، ص ۳۳۲)

مُلّا اِزم کیا ہے؟

''مسلمانوں میں ایک جماعت ایسی ہے جو سرے سے قرآن مجید پر عمل کرنے کی مخالف ہے، ان کا مقولہ ہے کہ ہم ملا ازم قائم نہیں ہونے دیں گے، میں پوچھتا ہوں کہ مُلّا کے پاس کیمونزم ہے یا سوشلزم؟ ملا کے پاس قرآن مجید ہی تو ہے یا اس کی شرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے جو شخص یہ کہتا ہے کہ ملا ازم نہیں قائم ہونے دیں گے تو اس کا مطلب اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے کہ قرآن مجید اور حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو ملک نافذ نہیں ہونے دیں گے۔'' (تفسیر لاہوری، ج ۲، ص ۳۳۵)

سفر نامہ جاپان: شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد ادریس
ضبط و ترتیب: مولانا اسامہ سمیع حقانی

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد ادریس کا سفر جاپان

(قسط اول)

۲۷ ستمبر ۲۰۲۳ کو جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد ادریس صاحب مدظلہ جاپان کے نو روزہ دورے پر تشریف لے گئے تھے، جہاں آپ نے جاپان کے مختلف شہروں کا مطالعاتی دورہ کیا اور اس کے ساتھ ساتھ دعوت الی اللہ کا سلسلہ بھی جاری رکھا، جاپان کے مختلف شہروں میں مسلمانوں کے مختلف کمیونٹیز کی دعوت پر متعدد اجتماعات سے خطاب بھی کیا، راقم کے اصرار پر حضرت مولانا مدظلہ نے سفر جاپان کی روداد ماہنامہ ''الحق'' کے قارئین کے لئے بھیجی ہے جسے برادرم مولانا اسامہ سمیع صاحب نے نقل کیا ہے، اس سفرنامے کی روداد قارئین ''الحق'' کی خدمت میں پیش کی جارہی ہے (مدیر)

ترنگزئی چارسدہ کی اپنی مسجد میں جمعہ کا بیان

خطبہ مسنونہ کے بعد: میرے بھائیو! دو تین جمعے میں نہیں تھا کیونکہ سفر پر تھا اور اس سفر میں میں پہلے جاپان گیا تقریباً ۹ دن جاپان میں رہا پھر اللہ تعالیٰ نے عمرہ ادا کرنے کی سعادت نصیب فرمائی اور مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں حاضری کا شرف نصیب ہوا اور وہاں سے اللہ تعالیٰ نے بخیر و عافیت اپنے ملک اور گاؤں پہنچایا۔

اس سفر کے کچھ احوال اور مشاہدات آپ کے سامنے پیش کرنا مناسب سمجھتا ہوں اس روداد کو بیان کرنے سے میرا ایک مقصد ہے وہ یہ ہے کہ میں اصل میں سیاحت اور مطالعاتی دورے کی غرض سے جاپان گیا تھا تاکہ جاپان کے مختلف شہروں اور ان کے تہذیب تمدن، روایات، اقدار اور ثقافت کو قریب سے دیکھ سکوں لیکن یہ سفر سیاحتی دورے سے بڑھ کر الحمدللہ! دعوت و تبلیغ کا ایک موثر ذریعہ بھی بن گیا، میں نے بہت سی چیزوں کا مشاہدہ کیا جس کا دین اسلام کے ساتھ اور ہمارے ایمان کے ساتھ تعلق ہے اور ہمارے خوبصورت اسلامی مذہب اور عقیدہ توحید کے ساتھ بھی نسبت ہے اور یہ

مشاہدات میں آپ کے سامنے اس نسبت سے پیش کر رہا ہوں تاکہ آپ کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور ایمان کی قدر اور بھی بیٹھ جائے اور آپ کو معلوم ہو کہ ایمان کتنی بڑی دولت ہے اور اللہ تعالیٰ کے وجود اور وحدانیت پر ایمان رکھنا کتنی بڑی نعمت ہے اور اللہ تعالیٰ کا ہمارے اوپر کتنا بڑا احسان ہے کہ اللہ نے ہمیں مومن بنا کر پیدا کیا اور جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کی گلیوں میں گشت کر رہے تھے اور یہ صدا لگا دیتے تھے کہ ''اے لوگو! یہ کلمہ پڑھ لو'' کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی دوسرا شریک نہیں اور عبادت کے لائق صرف یہ ایک ہی ذات ہے (جو ہمارا خالق، مالک اور رازق ہے) تو آپ کامیاب ہو جاؤ گے جو واقعی عظیم کامیابی ہے، وہ دنیا کی رنگینیوں میں نہیں ہے بلکہ ایمان لانے اور اللہ ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے میں ہے اور وہ نعمت اللہ تعالیٰ نے ہمیں دی ہے۔ (الحمدللہ)

حاجی ارشاد خان صاحب (ولد سعید الرحمٰن ولد مضروف خان ،جن کا تعلق مہمند ایجنسی بازئی موسیٰ خیل ہیبت خیل مغل کور سے ہے) میرے دوست ہیں جو کہ اب پشاور میں رہتے ہیں جن کا میرے ساتھ بہت پہلے سے تعلق اور محبت کا رشتہ ہے ،انہوں نے شیخ الحدیث حضرت مولانا حسن جان شہیدؒ کی خدمت کی ہے اور ان کو آپ سے بہت عقیدت اور محبت بھی تھی پھر مجھ سے تعلق بنا، انکا اصرار تھا اور انہوں نے میرے بیٹے مولانا انیس احمد سے فون پر کہا کہ والد صاحب کو کہیں کہ وہ جاپان کا دورہ کریں، میں نے حامی بھر لی اور پھر حاجی ارشاد صاحب نے تین ویزے بھیجے ایک انیس احمد کیلئے دوسرا میرے ماموں زاد بھائی حاجی رویدار شاہ اور تیسرا میرے لئے لیکن جاپان کے ویزہ کے پراسیس انتہائی سخت ہیں، میرا ویزہ لگ گیا اور ان دونوں کا نہیں لگا، لہٰذا جناب حاجی ارشاد صاحب نے ویزے اور سفر کے تمام انتظامات مستعدی کیساتھ مکمل کئے اور انکے تعاون سے جاپان پہنچ گیا لہٰذا تمام سفر دینی اعتبار سے بھی بہت کارآمد ثابت ہوا میرے اس سفر کا اجر وثواب بھی جناب حاجی صاحب محترم کو ملے گا (ان شاء اللہ) چنانچہ میرا یہ سیاحتی سفر ایک دینی ماحول اور مذہبی رنگ میں بدل گیا۔

جاپان کا سفر بہت طویل ہے جب میں اسلام اباد ایئرپورٹ پہنچا تو اسلام آباد ایئرپورٹ سے جاپان کے لیے ڈائریکٹ فلائٹ نہیں جاتی ،مختلف ایئرلائنز کے مختلف روٹس کے ذریعے جاپان جاتی ہیں اور سفر بہت طویل ہے، میزبانوں نے تھائی ائیرلائنز کا انتخاب کیا اور ہم یہاں سے رات کے بارہ بجے اسلام آباد ایئرپورٹ سے روانہ ہوئے اور پانچ گھنٹے ہوائی سفر کرنے کے بعد تھائی لینڈ پہنچے، تھائی ائیر پورٹ پہ بنکاک (جو تھائی لینڈ کا دارالخلافہ ہے) میں ہم اترے ، پانچ گھنٹے جہاز کا سفر تو بہت زیادہ ہے اب تو تین گھنٹے کا سفر بھی میرے لئے مشکل ہوتا ہے کہ ایک ہی سیٹ پر مستقل بیٹھے

رہنا اور پاؤں کا لٹکے رہنا ایک مشکل اور تکلیف دہ عمل ہے اور پھر میرے پاؤں میں تکلیف بھی ہے، خیر پانچ گھنٹے کا طویل سفر طے کیا ہمارا جہاز آدھا گھنٹہ لیٹ روانہ ہوا تو ہمارا ایک گھنٹہ اور پندرہ منٹ ائیر پورٹ پر قیام تھا، جہاز آدھا گھنٹہ لیٹ روانہ ہونا تھا تو اس کی وجہ سے ہمارا قیام پینتالیس منٹ کا رہ گیا تھا، تھائی ایئرپورٹ کے عملہ نے ہمیں کہا کہ فوراً جلدی اگلی فلائٹ میں جائیں، ہم نے جلدی ایک جگہ پر نماز پڑھی اور بنکاک میں دوسرے جہاز پر بیٹھے وہ بھی تھائی لینڈ کا جہاز تھا، وہ جہاز تھائی لینڈ سے جاپان چھ گھنٹوں میں پہنچا تو اسلام آباد سے تھائی لینڈ تک پانچ گھنٹے اور پھر تھائی لینڈ سے جاپان تک چھ گھنٹے تو تقریباً گیارہ گھنٹے جہاز کا سفر ہوا اور درمیان میں پینتالیس منٹ کا بنکاک ایئرپورٹ پر وقفہ کیا تھا، جب جاپان پہنچے تو ناریتا ٹوکیو ائیر پورٹ پر اترے، یہ جاپان کا سب سے بڑا ائیر پورٹ ہے، یہاں ایئرپورٹ میں باقاعدہ ٹرین چلتی ہے اور اس کے بہت سے ٹرمینل ہیں، اکثر ممالک میں جب لوگ ائیر پورٹ جاتے ہیں تو مائیگریشن کی مہر لگائی جاتی ہے تو ان کے لئے چند کاونٹر ہوتے ہیں لیکن وہاں بے شمار کاونٹر تھے حالانکہ اس وقت ہمارا جہاز اور ایک دوسرا جہاز ائیر پورٹ پر اترا تھا تو انہوں نے بہت زیادہ کاونٹر کھولے تھے۔ اکثر کاونٹر پر خواتین بیٹھی تھیں اور میرے ساتھ سفر پر حاجی ارشاد صاحب کے بھتیجے اسماعیل اور ہمارے دوست حاجی بشیر صاحب (پشاور) کے بھائی نجیب اللہ صاحب بھی تھے۔ نجیب اللہ صاحب وہاں رہ چکے ہیں اور ان کو وہاں کی زبان آتی ہے، مجھے وہاں کی زبان نہیں آتی جب کاونٹر پر ہم گئے تو وہ مائیگریشن والی لڑکی پاسپورٹ چیک کر رہی تھی، انہوں نے سامان وغیرہ کی تلاشی لی اور ہمارے پاسپورٹ چیک کئے تو سب ساتھیوں کا امیگریشن ہو گیا اور مجھے کہا کہ آپ تھوڑی دیر کے لئے وہاں بیٹھ جائیں کیونکہ میرا پہلا ویزہ تھا، مجھے ان کی زبان نہیں آتی تھی تو میں نے نجیب اللہ صاحب سے کہا کہ ان سے پوچھیں کہ مجھے کیوں وہاں بیٹھنے کا کہہ رہی ہے؟ وہ لڑکی بہت ہوشیار تھی، سمجھ گئی، اس نے نجیب اللہ صاحب کو کہا کہ آپ باہر چلے جائیں اور مجھے کہا اگر آپ سے ہم کچھ بات چیت کریں گے تو آپ کے ساتھی کا موبائل نمبر ہم نے لیا ہے وہ موبائل پر آپ کی ترجمانی کریگا، آپ فکر نہ کریں، مجھے لے جا کر ایک کرسی پر بٹھا لیا، وہ میرا پاسپورٹ اندر لے گئے اور میرے لئے ایک لڑکا پانی کی چھوٹی بوتل لے آیا حالانکہ میں نے پانی نہیں مانگا تھا، پانی بہت زیادہ ٹھنڈا تھا تو میں نے زبان نہ آنے کی وجہ سے جب بوتل کو ہاتھ لگایا تو لڑکا سمجھ گیا اور وہ دوسری نارمل پانی کی بوتل لے آیا اور فری دی، یہاں تو ایئرپورٹ پر دس روپے والی پانی کی بوتل سو میں ملتی ہے پھر مجھ سے پانی کی بوتل لی اور پاسپورٹ مجھے تھما دیا اور کہا کہ آپ آئیں وہ ہمارے آگے تھا اور میں

پیچھے تھا اور بڑی عزت سے ہمیں ائیر پورٹ سے رخصت کیا، میں نے مصر، ازبکستان، سعودی عرب اور دیگر ممالک دیکھے ہیں لیکن خدا کی قسم میں نے مسلمان اور مسافروں کی اتنی عزت کہیں نہیں دیکھی جتنی جاپان میں دیکھی، اچھے اخلاق تو جاپان والوں کے ہی ہیں، بس ان میں صرف ایمان کی کمی ہے، انہوں نے جس انداز سے ہمارا استقبال کیا اور جس انداز اور نرمی کیساتھ انہوں نے ہم سے بات کی، وہ کہیں نہیں دیکھا، ہم جب ایک دوسرے سے سلام کرتے ہیں تو ہاتھ ملاتے ہیں لیکن ان کا سلام ایسا نہیں ہے وہ سلام کی جگہ رکوع کی شکل میں جھکتے ہیں جو اسلام میں منع ہے لیکن خیر وہ تو غیر مسلم ہیں۔

آفرین ہو وہاں کے لوگوں پر وہاں ہر ائیر پورٹ پر مسجد بنی ہوئی ہے حالانکہ جاپان غیر مسلم ملک ہے، وہ بدھا کے پرستار ہیں، وہ بتوں کو پوجتے ہیں، اب تو ان میں بہت سے لامذہب بھی ہیں جو اللہ اور مذاہب کو نہیں مانتے، ان کا سرکاری مذہب بدھ مت ہے مگر دین اسلام کی قدر کرتے ہیں، میں یہ واقعات آپ کے سامنے صرف اور صرف دین کی بناء پر ذکر کر رہا ہوں تاکہ آپ کو دین اسلام کی قدر معلوم ہو جائے اور دین اسلام، اس کی تاریخ اور صحابہ کرامؓ کی محنت سے آپ باخبر ہو جائیں، اللہ پر یقین مزید پختہ ہو جائے۔

میرے بھائیو! میں ''کورونا'' سے پہلے ازبکستان گیا تھا، ازبکستان کے ائیر پورٹ پر مسجد نہیں تھی، (اب معلوم نہیں لیکن جب گیا تھا اس وقت مسجد نہیں تھی) ازبکستان مسلمانوں کا ملک ہے وہاں بخارا جیسے عظیم علمی شہر واقع ہے جہاں امام بخاریؒ جیسے عظیم محدث پیدا ہوئے، وہ ملک جہاں صحابہ کرامؓ اور علمائے کرام بھی رہ چکے ہیں، حضرت عباسؓ کے بیٹے حضرت قُثَم ثمرقند میں مدفون ہیں، صاحب ہدایہ، امام سرخسیؒ، امام بخاریؒ اور امام ترمذیؒ یہ چوٹی کے علماء تھے۔ ان کا تعلق یہیں سے تھا، پھر روس آیا اور اس ملک کو قبضہ کیا اگرچہ اب یہ آزاد ہے، جب میں واپس آ رہا تھا تو تاشقند ائیر پورٹ پر مسجد نہیں تھی، وہاں مسجد کے علاوہ نماز نہیں پڑھ سکتے، جب ہم بخارا جا رہے تھے تو راستے میں مغرب کی نماز کا وقت ہو گیا تو پٹرول بھروانے کے لئے پٹرول پمپ میں رُکے، ہم اترے کہ یہاں مغرب کی نماز پڑھ لیں لیکن پٹرول پمپ والوں نے اجازت نہیں دی، میں نے کہا کہ چپکے سے ایک سائیڈ پر پڑھ لیں گے لیکن انہوں نے کہا کہ اجازت نہیں ہے تو ہم نے پوچھا کہ آپ مسلم ہیں کہ غیر مسلم؟ تو اس نے کہا کہ میں مسلم ہوں پھر میں نے پوچھا کہ آپ نماز نہیں پڑھتے؟ جس پر اس نے کہا کہ مسجد نہیں ہے، یہاں مسجد کے علاوہ نماز پڑھنے کی اجازت نہیں ہے، میں نے کہا کہ اللہ کے بندے! یہاں پولیس اور فوج نہیں ہے میں چپکے سے نماز پڑھ لوں گا یہ اللہ کی عبادت ہے تو اس نے کہا بالکل نہیں

پڑھ سکتے اجازت نہیں ہے، ہمارے لیے مسئلہ نہ بناؤ، یہ مسلمانوں کے ملک ازبکستان کی حالت ہے، جہاں مسجد کے علاوہ نماز پڑھنے کی اجازت نہیں تو پمپ والوں نے اجازت نہیں دی پھر موبائل پر قبلہ معلوم کیا اور ڈرائیور کو کہا کہ گاڑی کا رُخ قبلہ کی طرف کر دو تا کہ گاڑی میں بیٹھ کر نماز پڑھ لوں، پھر میں نے وہاں اپنے تاثرات ان کو لکھ کر دیئے کہ یہاں تاشقند ائیر پورٹ پر مسجد نہیں ہے اور مسجد کے علاوہ نماز پڑھنے پر پابندی ہے تو خدارا! آپ جگہ جگہ مساجد بنائیں اور بغیر مسجد کی نماز پڑھنے کی اجازت بھی دیں، میں نے انباکس میں وہ خط ڈال دیا اور چلا گیا۔ اب معلوم نہیں کہ وہاں تاشقند ایئرپورٹ پر مسجد قائم ہوئی ہیں یا نہیں؟ لیکن افسوس اس بات پر ہے کہ ازبکستان ،تاشقند ائیر پورٹ پر شراب پینے کی جگہ تو ہے، وہاں بڑا بڑا لکھا ہے کہ اگر کوئی پینا چاہے تو یہاں سے لے کر پی سکتا ہے، سگریٹ پینے کا الگ کمرہ ہے کہ اگر کوئی پینا چاہے تو یہاں پی سکتا ہے، میں نے کہا کہ شراب پینے کا کمرہ ہے، سگریٹ پینے کا کمرہ ہے لیکن نماز پڑھنے کے لئے مسجد نہیں ہے، وہاں بھی نماز کا وقت تھا میں نے ساتھیوں سے کہا کہ آؤ نماز پڑھتے ہیں لیکن پولیس والے آئے اور کہا یہاں پابندی ہے، بغیر مسجد کے نماز نہیں پڑھ سکتے، میں نے پوچھا مسجد کہاں ہے؟ کہا کہ پتہ نہیں، میں نے ساتھیوں سے کہا کہ آؤ اسی جگہ پر پڑھتے ہیں، یہ لوگ جو بھی کرتے ہیں یا جو بھی ہو دیکھا جائے گا، کیونکہ جہاز میں بیٹھ کر نماز کا وقت گزر جائے گا لہٰذا ان کے نہ چاہتے ہوئے بھی ہم نے وہاں نماز پڑھ لی اور جہاز میں سوار ہو گئے لیکن جاپان کا معاملہ الگ ہے یہاں ناریتا ائرپورٹ پر باقاعدہ بڑا بڑا لکھا ہوا تھا مسجد مصلیٰ مسلمان مردوں کے لئے الگ جگہ اور عورتوں کے لئے الگ جگہ، یہ دیکھ کر میرا دل بڑا خوش ہوا، وہ جگہ جہاں مسجد کے بغیر نماز کی اجازت نہیں تھی، مسلمانوں کا ملک تھا اور یہاں جگہ جگہ مساجد قائم ہیں یہ غیر مسلموں کا ملک ہے، وہ مسلمانوں کے امام بخاریؒ، امام ترمذیؒ، امام سرخسیؒ، صاحب ہدایہ کا ملک ہے، وہاں صحابہ کرامؓ آئے لیکن جاپان میں کوئی صحابیؓ نہیں آئے، ایک تابعی نہیں گیا کیونکہ اس وقت یہ ایک جزیرہ تھا لیکن اب جا کر دیکھ لیں کہ ان کے دلوں میں مسلمانوں کی قدرو قیمت کتنی ہے؟ مردوں کی اپنی مسجد اور عورتوں کی اپنی مسجد، مردوں کے الگ غسل خانے اور عورتوں کے الگ باتھ روم، یہ دیکھ کر میرا دل خوش ہو گیا اگر آپ کو ایئرپورٹ میں کسی جگہ جانا ہو تو عملہ مطلوبہ جگہ تک آپ کو پہنچائیں گے، وہ اپنا کام چھوڑ کر آپ کو مطلوبہ مقام تک چھوڑ آئیں گے، اسی کو اخلاق کہتے ہیں۔

ایئرپورٹ پر ایک مشین ہوتی ہے جس میں سب کچھ چیک کیا جاتا ہے بیگ، چھڑی اور جوتے، گھڑی، موبائل وغیرہ تو وہاں میں نے ایک الگ چیز دیکھی کہ عام طور پر ایئرپورٹ پر آپ

جوتے چیکنگ کے لئے اتار دیتے ہیں تو واپس پہننے کے لئے آپ کو تھوڑا ننگے پاؤں جانا پڑتا ہے، سعودی ہو مصری ہو یا دوسرا کوئی ملک جہاں چپل اتار کر وہاں تھوڑا ننگے پاؤں جانا پڑتا ہے لیکن جاپان میں آپ کو ایئرپورٹ والے پہننے کیلئے الگ جوتے دیتے ہیں اور اعلیٰ نرم قیمتی ہر کسی کے پاؤں کے مطابق وہ ہوتے ہیں، عملے کے آدمی نے مجھے کہا کہ جوتے پہن لیں ننگے پاؤں نہیں جانا، آپ زمین پر پاؤں بجز چپل کے نہ رکھ دیں تو میں جب روانہ ہو رہا تھا میں نے مشین میں اپنی چھڑی چیکنگ کے لئے ڈالی تو ایک لڑکے نے فوراً دوسری چھڑی مجھے دے دی کہ یہ لیں وہاں تک یہ چھڑی لے کر چلے جائیں اس کو قدر کہتے ہیں، پانی کی بوتل کو بھی چیک کرتے ہیں، میرے پاس جو بوتل تھی میں نے اس میں سے تھوڑا پانی پیا ہوا تھا تو بڑی احترام اور عزت سے کہا کہ بوتل ہمیں دے دیں، میں نے بوتل اسے دے دی اور وہ بوتل مشین میں رکھ کر کہا کہ یہ پانی ٹھیک نہیں دوسری بوتل مجھے دے دی، اس کو نہ پیئں، لوگ کہتے ہیں جاپان نے ترقی کرلی ہے، وہ ترقی نہیں کریں تو اور کیا کرینگے کہ اس طرح اعلیٰ اخلاق ہیں، بہترین ان کے اخلاق ہیں اور وہاں اس طرح امن اور سکون ہے کہ پوری دنیا میں ایسا امن اور سکون کہیں نہیں، قتل و غارت نہیں، گالم گلوچ نہیں، مار پٹائی نہیں ہے، کسی کے مال پر نظر نہیں رکھی جاتی۔

میرے بھائیو! ٹوکیو جاپان میں نے جگہ جگہ اذانیں دیں، یہاں میرے دل میں اونچے پہاڑ دیکھنے کا داعیہ پیدا ہوا، وہاں ایک اونچا پہاڑ ہے جسے فیوجی پہاڑ کہا جاتا ہے یہ دنیا کا تیسرے یا چوتھے نمبر پر اونچا پہاڑ ہے، اس پر دو سو سال پہلے بہت خطرناک زلزلہ بھی آیا تھا تو ہم پہاڑ پر چڑھنے کے لئے نکلے، پہاڑ کی طرف ایک بہت ہی خوبصورت روڈ تھا اور ہر طرف خوبصورت درخت اور گھنے جنگلات تھے، خیر ہم پہاڑ پر بیٹھے تھے کہ نماز کا وقت ہو گیا تو میں نے ساتھیوں سے کہا کہ اذان میں دوں گا اور ان سے کہا کہ پوچھو گے نہیں کہ میں اذان کیوں دینا چاہتا ہوں؟ ٹوکیو (جو کہ جاپان کا دارالخلافہ ہے) وہاں میں نے اذان دی اور جماعت بھی پڑھائی۔ ایک اور جزیرہ ہے جہاں لوگ پکنک منانے آتے ہیں وہاں بھی میں نے اذان دی اور نماز پڑھائی اور چڑیا گھر میں بھی میں نے اذان دی اور نماز پڑھائی، وہاں اذان دینے میں میرے کچھ اغراض تھے کہ کیوں یہاں اذان دیتا ہوں؟ میں نے کہا کہ خدا کی یہ زمین، پودے اور درخت، پتھر اور پہاڑ، یہ پرندے اور یہ مچھلیاں ہیں پتہ نہیں کتنے عرصہ سے اس مخلوق نے اللہ تعالیٰ کی عظمت کا نام نہیں سنا ہے، پاکستان میں جب اذان دیتے ہیں تو پورا علاقہ سنتا ہے ہمارے پیارے ملک پاکستان کے پتہ نہیں کتنے عرصہ سے ایک ایک پتھر، ایک ایک اینٹ، ایک ایک آبادی اور مرغی پرندے تک اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچ چکا ہے لیکن جاپان

کی مٹی نے اللہ تعالیٰ کا نام نہیں سنا یہ بھی اللہ کی زمین ہے ۔ اس کے لوگ غیر مسلم ہیں لیکن زمین ، پودے ، درخت ، پتے تو غیر مسلم نہیں ہیں، انہوں نے اللہ کے نام کی صدا نہیں سنی ، اللہ اکبر اللہ کی عظمت نہیں سنی، یہ کیا کہیں گے کہ اللہ نے ہم پر کون سی مخلوق پیدا کی ہے؟ کیا ہم پر ساری عمر کفر ہی ہوتا رہے گا۔ ہم نے تو کبھی آپ کا نام اور آپ کی عظمت نہیں سنی، آپ کی توحید کی صدائیں نہیں سنی اور آپ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نہیں سنا تو میں یہاں اذان اس لئے دینا چاہتا ہوں، یہی میری نیت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی یہ زمین بھی اللہ کا نام اوراذانیں سنے ،اونچی آواز سے ان پتھروں کو، ان پرندوں کو، ان درختوں کو، اس چڑیا گھر کے جانوروں شیر، ہاتھی ،سانپ اور جنگلی جانوروں کو اللہ تعالیٰ کا نام اور عظمت سنانا چاہتا ہوں ،کم ازکم یہ پودے ، درخت اور جانور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے روئیں گے کہ آپ نے ہمیں کافروں کی زمین پر پیدا کیا تھا ، ان میں سے کوئی ایسا پیدا کرتا جو آپ کا نام اور آپ کی عظمت ہمیں سناتا ، میں ان کی ناراضگی ختم کرنا چاہتا ہوں اس لئے میں یہاں اللہ اکبر، اللہ اکبر، أشهد أن لا إله إلا الله سنانا چاہتا ہوں کہ یہ پتھر بھی اللہ کا نام اور کلمہ شہادت سن لیں أشهد أن محمد رسول الله سن لیں حی علی الصلاۃ سن لیں کہ یہ نماز بھی کوئی چیز ہے ، حی علی الفلاح سن لیں اوراللّٰہ اکبر لاالہ الا اللّٰہ سن لیں اور ایک مقصد میرا یہ ہے کہ اس ملک میں جان بوجھ کر یہ صدا لگا تا ہوں کہ اس ملک کا ذرہ ذرہ اس کو سن لے اور تھوڑا مسکرا لیں اور خوش ہو جائیں اور ان کا شکوہ ختم ہو جائے ۔

دوسری نیت یہ ہے کہ میں ایک کمزور ناچیز بندہ ہوں کچھ پتہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ میری بخشش فرمائیں گے بھی یا نہیں ، بہت گنہگار ہوں لیکن یہ جاپان کی سرزمین (جو کافروں کی زمین ہے) کا ذرہ ذرہ قیامت کے دن میرے لئے گواہی دے گا کہ ایک پاکستانی آدمی یہاں آیا تھا تو اس نے اس زمین پر اللہ تعالیٰ کی توحید،عظمت اور وحدانیت کو بیان کیا تھا اور روز محشر کہے گا کہ یہ ایک مسلمان ہے، یہ پیغمبر کا امتی ہے ، یہ نماز پڑھتا ہے اس نے ہمارے سامنے نماز پڑھی ہے ، اذان دی ہے ، ہم ان سب پر گواہی دیتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ یہ پتھر پودے قیامت کے دن گواہی دیں گے تو پاکستان کی زمین پر تو یہ جمادات بہت سے لوگوں کی گواہی دیں گے، اللہ کا نام لوگوں سے سنے ہیں، ہندوستان میں بھی بہت سارے مسلمان ہیں تو انہوں نے بھی سنا ہو گا اور مما لک کے مٹی نے بھی اللہ کا نام لوگوں سے سنا ہو گا لیکن جاپان کی مٹی نے نہیں سنی، مجھ جیسے فقیر کی آواز کو اس مٹی ، پودوں اور درختوں نے سن لیا اور قیامت کے دن یہ اللہ کے دربار میں میرے لئے گواہی دیں

گے تو ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اسی وجہ سے مجھے معاف فرمائیں اور کہیں کہ جاؤ جنت میں، اس لئے میں جاپان ٹوکیو کی ان گلیوں میں غیر مسلموں کے سامنے اذان دیتا ہوں کہ یہ خوش ہو جائیں۔ تیسرا یہ کہ میرا رب خوش ہو جائے گا اور اللہ فرمائے گا کہ اے میرے بندے! تو نے میرا نام کہاں کہاں لیا ہے؟ اے میرے بندے! تو نے میرا نام وہاں لے لیا جہاں بتوں اور گوتم بدھا کی عبادت ہوتی ہے، وہاں میرے علاوہ غیر اللہ کی عبادت ہوتی ہے اور تم اس زمین پر آئے اور توحید کی آواز وہاں لگائی کہ لاالہ الا اللّٰہ میرے پیغمبر کی شہادت کی آواز لگائی اور لوگوں کو میری نماز کے لئے بلایا، میں اپنے رب کو خوش کرنا چاہتا تھا تا کہ مٹی بھی خوش اور کائنات بھی خوش ہو جائے۔ایک اور عرض بھی ہے کہ ان لوگوں کو دیکھنا چاہتا تھا کیا یہ لوگ میری اذان پر ہنستے ہیں کہ نہیں کیونکہ جب صحابہؓ ایسی جگہ میں اذان دیتے تو کافران پر ہنستے تھے جب مکہ فتح ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب حنین اور طائف تشریف لے گئے وہاں سے واپس آ رہے تھے تو مکہ مکرمہ کے پاس ایک جگہ پر آرام فرمایا، جب وہاں آرام کے لئے رُکے تو حضرت بلالؓ نے اذان دی، لوگوں کو بہت عجیب لگا کیونکہ انہوں نے پہلے اذان نہیں سنی تھی تو بچے ہنسنے لگے کہ یہ کیا چیز سنا رہا ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کو کہا کہ ان بچوں کو پکڑ کر لاؤ، صحابہ کرامؓ بچوں کے پیچھے بھاگنے لگے تو بچے ڈر ڈر کر گھروں کے اندر داخل ہوئے اور ان میں سے ایک چھوٹے بچے کو پکڑ لیا جس کا نام حضرت ابومحذورہؓ تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس انہیں لایا گیا تو ان کا دل ڈر کی وجہ سے بہت زیادہ دھڑک رہا تھا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا کہیں گے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ چلو ابھی جو تم اذان کرنے والے کی نقل کر رہے تھے، وہ ابھی پڑھ کر سناؤ، اُن کے حافظے مضبوط تھے ہماری طرح نہیں تھے تو انہوں نے اذان سنانی شروع کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی خوش اخلاقی اور بڑی نرمی کے ساتھ اذان سنی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت ہی خوبصورت اور اعلیٰ اخلاق تھے، انہوں نے تو کافروں کے بچوں کے ساتھ بھی اچھے اخلاق کا مظاہرہ کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو یہودی کے بچے کی عیادت کے لئے بھی گئے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں جو صفات تھیں، جو نرمی تھی اور جو انسانیت تھی خدا کی قسم! اگر کسی اور میں یہ دیکھی ہوں، تمام دنیا کے اخلاق کو اکٹھا کر دو یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں کی دھول تک بھی نہیں پہنچ سکتے، آپ نے اُس بچے کے سر پر ہاتھ رکھ کر کہا تم بلالؓ کی نقل اُتار رہے تھے وہ اب پڑھو، اس نے اذان شروع کر دی، ایک دفعہ پھر پڑھو اور اونچی آواز سے پڑھو، ابومحذورہؓ تو چھوٹے تھے انہوں نے دوبارہ اونچی آواز سے پڑھا، ابومحذورہؓ فرماتے

ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سر اور سینے پر ہاتھ رکھا اور کلمہ شہادت میں نے دوبارہ پڑھا اونچی آواز سے اور اسلام کو اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں بٹھا دیا ہے، یہ اذان کی برکت ہے اور مسلمان ہوگیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہنے لگے کہ اللہ کے رسول! یہ کلمہ تو میرے دل میں اتر گیا ہے، میں تو مسلمان ہونا چاہتا ہوں، میں مسلمان ہوگیا اور کہا کہ جاؤ آج سے تم مکہ کے موذن ہو گئے، مدینہ منورہ میں بلالؓ اور یہاں تم اذان دو گے اور جو اذان تم نے دی ہے اسی طرح اذان دیا کرو، جاپان میں مَیں نے انہیں دیکھا معلوم نہیں ان کے کیا خیالات ہیں؟ ان میں بچے، مرد، عورتیں اور لڑکیاں بھی تھیں لیکن یقین کریں! جاپانی اذان کے دوران احتراماً اپنا چہرہ نیچے کرلیتے، کسی نے بھی میری اذان پر ہنسی مذاق نہیں اڑایا، تو ایسے جاپانیوں کے بہترین اخلاق ہیں۔

بعض عورتوں کو میں نے دیکھا کہ وہ سروں پر کپڑوں کا ایک ٹکڑا رکھا کرتی تھیں، شاید انہوں نے کسی سے سنا ہوا اور ایک سائیڈ پر ہو جاتی تھی، اس پہاڑ پر جب میں اذان دے رہا تھا تو وہ پیچھے ہوجاتے تھے، جاپانی (جو اللہ کو نہیں مانتے) پیچھے ہوجاتے تھے راستے میں ایک پارک میں اذان دے رہا تھا بہت سارے لوگ تھے اسی پارک میں سب ہٹ گئے اور چڑیا گھر میں جب اذان دے رہا تھا تو وہاں بہت سے لوگ تھے آپ کو معلوم ہوگا کہ چڑیا گھر میں کتنے لوگ ہوتے ہیں اور وہ چڑیا گھر بہت ہی عجیب چڑیا گھر تھا پاکستان کے چڑیا گھروں کی طرح نہیں، اس میں قسم قسم کے سانپ تھے، شیر اور اس کی مختلف اقسام، گھوڑے اس کی مختلف اقسام، جنگلی گائے بھینس ان کی مختلف اقسام اور بندوروں کی تو بے شمار اقسام ہیں اور ان کے چڑیا گھر ایسے ہیں کہ آپ گاڑی میں بیٹھے ہوں گے اور جانور آزاد باہر پھر رہے ہوتے ہیں، پاکستان کے چڑیا گھروں کی طرح پنجرے میں بند نہیں ہوتے، میں ڈر رہا تھا کہ کہیں گاڑی کی طرف چھلانگ نہ لگا دیں، ایک جگہ میں نے تھوڑی دیر کے لئے شیشہ کھولا تو وہ وہاں کے لوگ چیخنے لگے کہ شیشہ بند کرو، شیروں کے بیچوں بیچ ہم پھر رہے تھے، شیر دائیں بائیں ہر طرف پھر رہے تھے، جب لوگوں کو دیکھتے تو دھاڑنا شروع کردیتے، جگہ جگہ پر چڑیا گھروں کے سکیورٹی والوں کی گاڑیاں موجود تھیں اور ہر گاڑی میں مرد و خواتین بیٹھی تھیں، میں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ یہ اس لئے کہ اگر کوئی جانور کسی سیاح کو نقصان پہنچا دے تو یہ جلدی سے کود کر ان کا پیچھا کرتے ہیں لیکن ان جانوروں کو انہوں نے ٹرینڈ کیا ہوتا ہے سیاحوں کو کچھ نہیں کہتے۔

حضرات! میں وہاں وضو کرنے کے لئے غسل خانے میں گیا تو میں جب داخل ہوا تو حیران رہ گیا، صاف ستھرا غسل خانہ تھا جہاں گندگی اور بدبو کا نام و نشان بھی نہیں تھا، شاید وزیر اعظم اور صدر

کے گھر میں بھی ایسے صاف غسل خانے نہیں ہوں گے، اعلیٰ شیشہ، گرم وٹھنڈے پانی کا انتظام، میں نے اپنا رومال ایک سائیڈ پر رکھا تو ہنڈل نیچے ہوگیا اور ایک بیڈ نکل آیا (ہسپتال کے بیڈ کی طرح) میں نے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ تو کہنے لگے کہ اگر باتھ روم میں کسی کی طبیعت اچانک خراب ہو جائے تو اس میں آرام کرسکتا ہے، بچوں کے لئے پیشاب کرنے کیلئے الگ جگہ اور الگ سیٹ ہے۔

میں وضو کرکے باہر نکلا اور ساتھیوں سے کہا کہ اذان میں دیتا ہوں، بندروں اور شیروں کو اللہ کی آواز سنانا چاہتا ہوں، مالک کائنات کی عظمت سنانا چاہتا ہوں، اللہ کو بھی خوش کرتا ہوں اور ان پتھروں اور پودوں کو بھی خوش کرتا ہوں، ان کو پتہ ہے کہ چڑیا گھروں میں کون سے لوگ پھرتے ہیں، ہم نے جائے نماز بچھائی اور جب میں نے اذان دینا شروع کی تو مرد وخواتین ہٹ گئے اور پیچھے کی طرف چلے گئے، نہ کوئی ہنسی مذاق نہ کوئی اشارہ، خاموشی سے ہٹ گئے اور پیچھے ہوگئے اور ہمیں موقع دیا، خوب اطمینان کے ساتھ ہم نے اپنی نماز پڑھی، آپ یقین کریں اسی نماز کی وجہ سے ان جاپانیوں نے ہماری بہت عزت اور احترام کیا، یہاں تو اس طرح کرو تو لوگ آنکھیں نکال کر آپ کی طرف دیکھیں گے، یہ مسلمانوں کا ملک ہے یہاں آپ قصہ خوانی یا اسلام آباد میں سڑک کے کنارے اذان دیں تو لوگ آپ کو کس طرح گھورتے ہیں اور برا بھلا کہتے رہیں گے لیکن وہاں سب خاموش ہوکر ایک سائیڈ پر ہوگئے۔

ٹوکیو (جو جاپان کا شہر ہے) دنیا کے بڑے بڑے شہروں میں اس کا شمار ہوتا ہے، نیویارک بڑا شہر ہے، بمبئی بڑا شہر ہے لیکن ٹوکیو شہر کا اس سے اندازہ لگالیں کہ وہاں دو بڑے بڑے ایئرپورٹ ہیں، تو وہ کتنا بڑا شہر ہوگا، اسلام آباد میں ایک انٹرنیشنل ائیر پورٹ ہے، پرانا والا ختم ہوگیا ہے اور وہاں دو انٹرنیشنل ایئرپورٹ ہیں اور دونوں پر جہاز آتے جاتے رہتے ہیں، ٹوکیو ایک جزیرہ پر واقع ہے اس جزیرے کو ''ہونشو'' کہتے ہیں اور اس میں ۲۳ تحصیل ہیں یعنی وارڈ ہیں، ہمارے وارڈ چھوٹے ہوتے ہیں، ہمارے ترنگزئی کے صرف ۳ وارڈ ہیں اور ہر وارڈ کا اپنا میئر ہوتا ہے، ٹوکیو کی آبادی ایک کروڑ تیس لاکھ ہے ،شاید اس سے بھی زیادہ ہوگی اور پورے جاپان کی آبادی بارہ کروڑ پچاس لاکھ ہوگی، جاپان میں پاکستان کی آبادی کے آدھے لوگ ہوں گے، ٹوکیو کے آس پاس کے شہر جن میں شیبا، کانگاؤ، فی تلما شامل ہیں اس کی آبادی کو شامل کیا جائے تو پھر ٹوکیو کی یہ آبادی تین کروڑ پچاس لاکھ تک پہنچ جاتی ہے۔ٹوکیو شہر معیشت کے لحاظ سے دنیا کا سب سے بڑا شہر ہے اور صفائی ایسی کہ اگر اپنی ناک بھی زمین پر رگڑ لو تو دھول اور مٹی کا نام ونشان بھی نہیں ملے گا۔ انسان حیران رہ جاتا ہے کہ اتنا صاف وشفاف شہر، میں ہیلی کاپٹر میں وہاں گھوما ہوں، دوستوں نے کہا کہ آپ کو ہیلی کاپٹر کے ذریعے سیر کراتے ہیں،

جب ہیلی کاپٹر ہوا میں اڑا تو پورا شہر شیشے کی طرح صاف دکھائی دے رہا تھا، کیمروں کے ذریعے ہمیں ہر جگہ کے بارے میں بتایا گیا اور ہیڈ فون کے ذریعے ہمیں آڈیو بریفنگ دی، جب ہم ہیلی کاپٹر میں بیٹھے تو مجھے ڈر لگ رہا تھا کیوں کہ ہیلی کاپٹر ہل رہا تھا اور بہت زیادہ شور کر رہا تھا پھر ایک ساتھی آیا اور ہمیں چاروں طرف سے بیلٹوں سے باندھ دیا اور ہیڈ فون لگائے جس کے ذریعے ہم کمپیوٹر کی آواز سن رہے تھے، ہیلی کاپٹر کا چلانا بہت آسان ہے، کمپیوٹر مسلسل پائلٹ کو ہدایات دے رہا تھا اور ہینڈل کے ذریعے پائلٹ ہیلی کاپٹر کو گھما رہا تھا اور ہم نے ہیلی کاپٹر کے ذریعے پورا شہر دیکھ لیا، پائلٹ کے اخلاق بہت ہی اچھے تھے، میں نے کہا کہ یہاں یہاں گھماؤ اور وہ بغیر کچھ کہے گھماتا رہا، یہاں مجھے ایک قصہ یاد آیا میں جب مصر میں تھا اور تانگے پر سوار ہوا کہ اہرام مصر دیکھ لوں تو وہاں تانگے کی دو سیٹیں ہوتی ہیں صرف دو آدمی کیلئے تاکہ کم لوگ بیٹھ سکیں اور لوگ زیادہ تانگوں میں سوار ہوں، اگر چار بندے ہوں گے تو دو تانگے چلیں گے، جب ہم جارہے تھے تو ہم نے تانگے والے سے کہا کہ ہمیں یہاں اتارو گے، اس نے کہا کہ ٹھیک ہے، اس جگہ سے جان بوجھ کر کچھ تھوڑا سا آگے لے گیا، ہم نے کہا کہ روک دو تو کہنے لگا کہ گھوڑا یہاں نہیں رُک رہا، جان بوجھ کر آگے چلا گیا پھر گھوڑا رکا اور ہم اترنے لگے، پیسے دیتے وقت اس نے کہا کہ زیادہ دیں کیونکہ میں نے آپ کو آپ کی بتائی ہوئی جگہ سے آگے لایا ہوں، ہم نے کہا کہ وہ تو آپ کی غلطی ہے تو کہنے لگا کہ نہیں! ہم یہ پیسے نہیں لیتے آپ زیادہ دیں۔ اس دوران پولیس والے آئے، ہم سوچ رہے تھے کہ شاید وہ ہماری مدد کریں گے، ہم نے پولیس والے کو سارا ماجرا سنایا کہ اب یہ زیادہ پیسے مانگ رہا ہے، تو پولیس والے نے کہا کہ دے دیں یہ بیچارا غریب ہے، زیادہ رقم دیدو نا، فیّوم (جو کہ حضرت موسیٰؑ کا علاقہ ہے) جارہے تھے، فلائنگ کوچ میں سوار ہوئے تو مقامی لوگوں سے کم پیسے لئے اور ہم سے زیادہ مانگ رہے تھے، ہم نے پوچھا کہ ایسا کیوں؟ تو کہنے لگے کہ آپ سیاحت کیلئے آئے ہیں، آپ مالدار ہیں کرایہ زیادہ دو، میں نے کہا کہ مہمانوں سے تو لوگ کم پیسے لیتے ہیں۔ بہرحال! جاپان میں یہ سب نہیں ہوتا، جاپانی غیر مسلم اور یہ مصری مسلم ہیں لیکن فرق آپ دیکھ لیں، جاپانی لوگوں سے میں نے جو باتیں کی ہیں اور ان کے جو اخلاق میں نے دیکھے ہیں، آنے والے چند جمعے مسلسل آپ کو سناتا رہوں گا۔ اب لوگ کہیں گے کہ مسلمان کے اخلاق تو اچھے ہوں گے تو پھر ان کے اخلاق کیسے اچھے ہوئے؟ لیکن میں ایک بات بتاتا ہوں یہ سب باتیں ایک طرف رکھ دیں اور اللہ نے مجھے ایمان کی نعمت سے نوازا ہے وہ ان کے پاس نہیں ہے، ایسی بات نہیں میں جاپانیوں کی منفی باتیں بھی بتاتا رہوں گا کہ ہمارا اور اُن کا کیا فرق ہے۔؟ (جاری ہے)

مولانا محمد صابر حسین ندوی*

غزہ پر اسرائیلی جارحیت اور عالم اسلام کے بے حسی

غزہ ایک ایسی آبادی جس کو پچھلے بیس سالوں سے محاصرہ میں رکھا گیا ہے، وسائل زندگی پر پابندیاں عائد کر دی گئی ہیں، قدم قدم پر قوانین کی بندش اور عالمی طاقتوں کی دخل اندازی ہے، اسرائیل نے اونچی اونچی دیواریں اٹھا دی ہیں، سینکڑوں فوجیوں کو متعین کر دیا گیا ہے، بکتر بند گاڑیاں اور اسلحے کی بند ہے، دوسری طرف مصر نے بھی گھیرے میں لے رکھا ہے، ظالم انسانیت اور اسلامیت بھول کر فرعون بن گئے ہیں، یاد کیجئے! جب ۲۰۱۲ء میں اخوان المسلمین نے مصر کے اندر اقتدار سنبھالا تھا تو سب سے پہلے شہید محمد مرسیؒ نے اعلان کر دیا تھا کہ یہ محاصرہ اٹھا لیا جائے، انہوں نے اسلامی و ایمانی اخوت کا مظاہرہ کرتے ہوئے دوائیاں، کھانا اور دیگر ضروریات کی چیزیں بھیجی تھیں مگر عبدالفتاح سیسی کے دور میں یہ حصار پھر سے بحال کر دیا گیا، مصر سے لگی سرحد کلی طور پر مسدود رہتی ہے، پانی کی قلت ہے بلکہ جس پانی پر ان کا حق ہے اسے اسرائیل اپنی جانب موڑ چکا ہے، بجلی بہ مشکل دو تین گھنٹے ہی رہتی ہے، غذائی قلت، بنیادی ضروریات اور زندگی کی دشواریاں بے پناہ ہیں۔

اس کے باوجود صرف اور صرف غزہ اور حماس نیز فلسطینی مجاہدین کی قوت ایمانی ہی ہے کہ وہ ملک جس کی فوج دنیا بھر میں چوتھے یا تیسرے پائیدان پر شمار کی جاتی ہے، جس کے پاس امریکی ہتھیار کی کوئی کمی نہیں ہے، جس کی معیشت سودی کاروبار کے ذریعہ بہتر سے بہتر ہے، جس کے جنگی طیارے، آئرن ڈوم ہمیشہ متحرک رہتے ہیں، اسے ایڑیاں رگڑنے پر مجبور کر دیا ہے جبکہ عالم اسلام کی دوسری بڑی بڑی ریاستیں، سلطنتیں اور مملکتیں اپنی اپنی عیش گاہوں میں پڑی ہوئی ہیں، ان کے پاس دنیا کی تمام آسائشیں ہیں، خدام و حشم کی صفیں لگی ہوئی ہیں، قدرتی خزانہ پیٹرول اور گیس کی صورت میں بہایا جا رہا ہے، سونے کی پلیٹیں اور حد تو یہ ہے کہ سونے کے ٹائلٹ استعمال کئے جا رہے ہیں۔

---

* استاد حدیث وفقہ جامعہ ضیاء العلوم کنڈلور جھارکنڈ انڈیا

فوجیں بھی خوب جمع کر لی ہیں، پولیس محکمہ بھی ہے، ہتھیاروں کا بھی ایک معتد بہ ذخیرہ ہے لیکن یہ سب کچھ اپنے ہی مسلم بھائیوں کی گردن زدنی کیلئے ہیں، ان سے دشمنان اسلام کا ایک بال بھی باکا نہیں ہوتا، مسلم بہنوں کی بے عزتی، بچوں کی بے رحمانہ ہلاکت اور مقامات مقدسہ کی پامالی بھی انہیں بیدار نہیں کرتی، ان کے تن مردہ میں کوئی جان نہیں پڑتی کیونکہ وہ اسلام اور ایمان کے چوغے میں شیطان کے کارندے، یہودنواز اور صلیب پسند لوگ ہیں، ان کی روح افرنگی ہے، ان کی فکریں، تربیت گاہیں اور پرواز تخیل یورپ و امریکہ کی گود ہے جبکہ غزہ اس مقدس جنگ میں معنوی و اندرونی تبدیلیوں، انقلاب انگیز ہلچل اور قوت حیدری، فقر غفاری وجنیدی کے ساتھ جام شہادت پی رہا ہے۔

ظاہر ہے کہ خدا ناشناس اسرائیل اور امریکہ کا مقابلہ محض ہتھیار اور ظاہری تیاریوں سے نہیں کیا جاسکتا بلکہ روحانی اور معنوی طاقت کی اشد ضرورت ہے، وہ اپنے فریق سے ایمان پر فائق ہیں، دنیا کی محبت ان کے دلوں سے نکل گئی ہے، موت کی کراہت سے دور ہیں، وہ نفسانی خواہشات اور ہوس سے آزاد ہوگئے ہیں، ان کے سینوں میں جنت کا شوق، شہادت کا حرص چٹکیاں لیتا ہے، جن کے سامنے تکالیف، مشکلیں اور مصیبتیں وہ مسکرا کر برداشت کر جاتے ہیں، وہ اپنوں کا جنازہ کاندھوں پر اٹھاتے ہیں اور رب کا شکر کرتے ہیں کہ اسے شہادت کی موت نصیب ہوئی ہے، واقعہ یہی ہے کہ اگر اسرائیل /امریکہ اور غزہ کا موازنہ اسلحاتی طور پر کیا جائے تو وہ زیادہ مستحق ہیں کہ فتحیاب ہوں مگر مومن کی طاقت، فتح ونصرت اور غلبہ کا راز آخرت کا یقین اور اللہ کے اجر وثواب کی امید کے سوا کچھ نہیں ہوتی ہے۔

آج عالم اسلامی پر ایک ایسا دور گزر رہا ہے جنہیں معنوی و روحانی طاقت کی قیمت کا کوئی اندازہ نہیں ہے، انہیں مقامات مقدسہ کی فکر دامن گیر نہیں، وہ شکم سیری، ترفع وتنعم پرستی میں جی رہے ہیں، خود پرستی ان کی طبیعت ثانیہ بن چکی ہے، ان کی شرست میں جاہلیت کی بنیادیں مضبوط قلعے تعمیر کر چکی ہے، وہ اسلامی فکر و خیال سے کوسوں دور ہو چکے ہیں، وہ تیزی سے ایک ایسے گڑھے کی طرف بڑھ رہے ہیں جس کا انجام موت ہے، دجالی طاقتیں ان کے تتبع میں لگی ہوئی ہیں، وہ وقت کا انتظار کر رہی ہیں، جب بھی مناسب وقت آئے گا ان کے محل زمین بوس کر دیئے جائیں گے اور ان کے گلے میں غلامی کا پٹہ ڈال کر پس زنداں پھینک دیا جائے گا، یقین جانیے !وہ وقت دور نہیں جب انہیں دبوچ لیا جائے گا اور ایک ایسا معرکہ پیش آئے گا جس میں ان کے پیروں تلے زمین کھسک جائے گی کیونکہ ایسی جنگوں میں ایمان ویقین، صبر وتحمل، استقامت اور ثبات کی ضرورت بشدت محسوس ہوتی ہے، جس سے ان کے سینے اور دل و ماغ خالی ہو چکے ہیں، جس غزہ اور حماس کو دہشت گرد اور فتنہ پرور بتا کر

دامن بچانے کی کوشش کرتے ہیں، دراصل ان کا علاج انہیں کے دامن سے چمٹا ہوا ہے اور آج جن خداؤں، امریکی و یورپی آقاؤں، اقوام متحدہ کی جانب نگاہ عشق بلند کی جارہی ہیں انہیں کے خنجر سے ان کی آنکھیں نکال لی جائیں گی، چنانچہ آج عالم اسلامی کے قائدین ومفکرین اور سلطنتوں کے کرنے کا کام یہ ہے کہ اپنے اور اپنے ماننے والوں کے دلوں میں ایمان کا تخم دوبارہ بونے کی کوشش کریں، جذبہ دینی کو پھر متحرک کریں اور پہلی اسلامی دعوت کے اصول وطریق کار کے مطابق مسلمانوں کو ایمان کی دعوت دیں، روحانی ومعنوی قوت سے لیس ہوں، عہد اولین کا وہ تمام طریقے استعمال کریں جن سے انہوں نے ایک انقلاب پیدا کردیا تھا، کم ازکم اہل غزہ اور حماس سے ہی خود کا موازنہ کریں اور ایمانی جائزہ لیں۔

یہاں پر سیدی مفکر اسلام حضرت مولانا ابوالحسن علی ندویؒ کی ایک فکر انگیز عبارت پیش کی جاتی ہے، جس میں عالم اسلام کی دقت اور علاج پر گفتگو کی گئی ہے، جسے آپ نے تقریباً اسی سال پہلے پیش کیا تھا جو آج بھی عالم اسلام سے مخاطب ہے، آپ فرماتے ہیں موجودہ عالم اسلام کی بیماری، پریشانی اور بے اطمینانی نہیں ہے بلکہ حد سے بڑھا ہوا اطمینان وسکون، دنیا کی زندگی پر قناعت اور حالات سے مصالحت ہے، آج دنیا کا عالمگیر فساد اور انسانیت کا زوال اور ماحول کی خرابی اس کے اندر کوئی بے چینی نہیں پیدا کرتی، اس کو زندگی کے اس نقشہ میں کوئی چیز غلط اور بے محل نظر نہیں آتی، اس کی نظر اپنے ذاتی مسائل اور مادی فوائد سے آگے نہیں بڑھتی، اس کی موجودہ افسردگی اور مردہ دلی کا سبب صرف یہ ہے کہ اس کا پہلو خلش سے اور اس کا دل تپش سے خالی ہے......

طبیب عشق نے دیکھا مجھے تو فرمایا ترا مرض ہے فقط آرزو کی بے نیشی

اس لئے ضرورت ہے کہ یہ مبارک کشمکش پھر پیدا کی جائے اور اس امت کا سکون برہم کیا جائے، اس کو اپنی ذات اور مسائل کی فکر کے بجائے (جو جاہلی قوموں کا شعار ہے) انسانیت کا درد و غم، ہدایت و رحمت کی فکر اور آخرت اور محاسبہ الٰہی کا خطرہ پیدا ہو، اس امت کی خیر خواہی اس میں نہیں ہے کہ اس کے لئے سکون و اطمینان کی دعا کی جائے؛ بلکہ اس میں ہے کہ اس کیلئے درد و اضطراب کی دعا کی جائے اور برملا کہا جائے۔

خدا تجھے کسی طوفاں سے آشنا کردے کہ تیرے بحر کی موجوں میں اضطراب نہیں

(انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج وزوال کا اثر:۵۳۳)

مولانا محمد اسرار مدنی*

خودکار مہلک ہتھیاروں کی صنعت
بین الاقوامی قوانین اور اسلامی نقطہ نظر

اِس وقت دنیا میں خودکار مہلک ہتھیاروں کی صنعت اور اس کے فروغ کی روک تھام یا اس کے لیے عالمی قوانین وضع کرنے کے لیے ایک پرزور مہم چل رہی ہے،اس قسم کے اسلحے سے جڑے خطرات سے متعلق گفتگو تو نوے کی دہائی کے اواخر سے ہو رہی ہے البتہ ان ہتھیاروں کی روک تھام یا اس سے متعلق متفقہ عالمی قوانین کی مہم کا پرزور آغاز بنیادی طور پہ اپریل ۲۰۱۳ء میں Stop Killer Robots کے عنوان کے تحت مختلف غیر سرکاری تنظیموں اور تھنک ٹینکس کے ایک اتحاد نے کیا تھا،اس مہم کا مطالبہ ہے کہ بین الاقوامی سطح پر خودکار مہلک ہتھیاروں کی صنعت اور اس کے فروغ پر مکمل پابندی عائد کی جائے مگر امریکا، برطانیہ، روس اور اسرائیل سمیت بڑی طاقتیں ایسے کسی قانون کو وضع کرنے اور اسے لاگو کرنے کے حق میں نہیں ہیں، ان کے مطابق انسانی حقوق کے عالمی قوانین ہی اس کے استعمال وغیرہ کے ضمن میں کافی ہیں ، الگ سے اس صنعت کے لئے باقاعدہ قانون سازی کرنے یا اس پر پابندی عائد کرنے کی ضرورت نہیں ہے البتہ پاکستان، مصر، میکسکو اور برازیل سمیت تقریبا ۲۷ ممالک ایسے ہیں جو ایسے ہتھیاروں پر مکمل پابندی کے حق میں ہیں جبکہ مجموعی طور پہ ۱۲۶ ملک ایسے ہیں جو اس کے لیے خاص قوانین وضع کرنے کے حق میں ہیں،مگر جو بڑے ملک ایسے ہتھیار بنا رہے ہیں وہ ایسی پابندی کے حق میں نہیں ہیں، اور نہ اب تک خاص قوانین کے حق میں ہیں۔

خودکار مہلک ہتھیار (lethal autonomous weapons) کیا ہیں؟

خودکار مہلک ہتھیار کیا ہیں؟ اس حوالے سے اختلافات موجود ہیں البتہ ایک معروضی تعریف یہ کہ lethal autonomous weapons میں وہ تمام ہتھیار شامل ہیں جنہیں چلانے اور فیصلہ کرنے میں بہت کم انسانی دخل ہوتا ہے یا انسانی عمل دخل بالکل نہیں ہوتا۔مصنوعی ذہانت کے شعبے میں ترقی اور جنگ اور جنگی ہتھیاروں میں اس کے بڑھتے استعمال نے اس قسم کے اسلحے کی صنعت اور اس کے فروغ میں اضافہ کیا ہے۔

---

* صدر انٹرنیشنل ریسرچ کونسل برائے مذہبی امور

خودکار مہلک ہتھیاروں کے فروغ پر اعتراضات

ناقدین کے مطابق یہ امر کسی طور انسانی حقوق اور اخلاقی حوالے سے درست نہیں ہے کہ میدان جنگ میں ایسی مشینوں کو فیصلہ کرنے اور انہیں مارنے کا اختیار دیدیا جائے جو کئی حوالوں سے ناقص اور غیر شعوری فہم رکھتی ہیں۔ ایک مشین بالغ اور بچے میں کیسے فرق کرے گی، جنگجو اور غیر جنگجو شہری کے مابین کیسے امتیاز کرے گی، ایک زخمی یا سرنڈر کرنے والے کو وہ کیسے پہچان سکتی ہے، انسانوں کی زندگی اور موت کا فیصلہ کرنے سے متعلق مشینوں کو اختیار نہیں دیا جاسکتا۔ سال ۲۰۱۵ء میں مصنوعی ذہانت کے شعبے میں کام کرنے والے ایک ہزار سے زائد ماہرین نے ایک قراد پر دستخط کیے تھے کہ خودکار ہتھیاروں پر انسانی کنٹرول کو بڑھایا جائے یا اس پر پابندی عائد کرنے کی جائے، کیونکہ مصنوعی ذہانت کے شعبے میں ترقی کے بعد اس قسم کے ہتھیاروں کی صنعت میں مسابقت میں اضافہ ہوگا اور یہ انسانوں کے لیے نقصان دہ ہے۔ اس قرارداد پر دستخط کرنے والوں میں سٹیفن ہاکنگ، ایلون مسک اور نوم چومسکی بھی شامل تھے۔

خودکار مہلک ہتھیاروں کے فروغ کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ انسانوں کو مستقبل اور جنگ کی نوعیت اور اس کی حدود کے کنٹرول کے حوالے سے ہمیشہ ابہام رہے گا کہ جنگ کا نتیجہ کیا نکلے گا، اس کے نقصان کا دائرہ کیا ہوگا، وغیرہ، اس حوالے سے ایک اہم خدشہ یہ بھی ہے کہ اِس قسم کے ہتھیاروں کی دوڑ میں یہ بھی واضح نہیں ہے اور نہ رہے گا کہ کون سا ملک کس حد تک خطرناک یا کس نوعیت کے ہتھیار بنا رہا ہے یا بنائے گا؟ ایسی کسی شفافیت کا نہ ہونا بھی تشویش ناک ہے۔

مصنوعی ذہانت کے سائنسدان ٹابی والش (Toby Walsh) کے مطابق مصنوعی ذہانت کے شعبے میں ترقی اچھی بات ہے لیکن اس کا ہتھیاروں کی صنعت میں استعمال کم سے کم ہونا چاہیے، مصنوعی ذہانت کو انسانی فلاح، بہبود اور بھلائی کے دوسرے شعبوں میں استعمال کرنا چاہیے، جیسا کہ ٹریفک کنٹرول اور گاڑیوں کی صنعت میں ہو رہا ہے یا کمیونیکیشن اور نالج کے شعبوں میں ہو رہا ہے، اس قسم کے ہتھیاروں کے ناقدین کا ایک اہم نکتہ یہ بھی ہے کہ اگر جنگ میں اس اسلحے کے استعمال سے کوئی بڑے نقصانات ہوجاتے ہیں یا اہداف غلط ہوجاتے ہیں، یا بڑی سطح پر انسانی جانوں کا ضیاع ہوجاتا ہے تو ایسے میں نقصان یا غلطی کا ذمہ دار کون ہوگا؟ وہ ملک ذمہ دار ٹھہرایا جائے گا، میدان جنگ کی عسکری قیادت ذمہ دار ہوگی یا اسے بنانے والی کمپنی یا ادارہ ذمہ دار ہوں گے؟ ۲۰۱۹ اور ۲۰۲۱ء کے دوران اقوام متحدہ میں اس خودکار ہتھیاروں کے مخالف ممالک نے تجویز دی تھی کہ ایسے ہتھیاروں کے استعمال کے نتائج کے بارے میں کوئی عالمی متفقہ پالیسی وضع کی جائے لیکن ظاہر ہے کہ ایسی کسی پالیسی کے وضع کرنے میں کئی طرح کی پیچیدگیاں ہیں کیونکہ اس کے استعمال کے نتائج ہمیشہ غیر واضح اور مبہم رہیں گے۔ ایک رِسک اور خدشہ ہمیشہ رہے گا۔

حالیہ جنگوں میں استعمال

بعض ماہرین کے مطابق روس نے یوکرین کی جنگ میں خودکار مہلک ہتھیاروں کا محدود استعمال کیا ہے۔ اسی طرح بعض رپورٹس یہ بھی ہیں کہ امریکا نے یوکرین کو جو ہتھیار فراہم کیے ہیں ان میں کچھ محدود سطح پر autonomous weapons شامل ہیں۔ ماہرین خبردار کررہے ہیں کہ اِس وقت کئی ممالک میں اس قسم کے ڈرون کی شکل کے چھوٹے ہتھیاروں کی صنعت عروج پر ہے اور جنگوں میں ان کا کثرت کے ساتھ استعمال ہوسکتا ہے، جو خطرے کی گھنٹی ہے، مصنوعی ذہانت کے شعبے کے برطانوی سائنسدان Stuart J. Russell کے مطابق خودکار ہتھیار ایٹمی ہتھیاروں سے زیادہ خطرناک ہیں، یہ کسی بھی ملک میں لاکھوں کی تعداد میں بنائے جاسکتے ہیں اور جنگ کے دوران بے دریغ استعمال کیے جاسکتے ہیں۔

قوانین سے متعلق اقدامات میں پیش رفت

اقوام متحدہ کا ادارہ اس حق میں ہے کہ خودکار مہلک ہتھیاروں پر پابندی عائد کی جانی چاہیے۔ ۲۰۱۹ء میں اقوام متحدہ کے جنرل سیکرٹری انٹونیو گوٹیرش نے کہا تھا کہ ایسے ہتھیار جو انسانی عمل دخل کے بغیر اپنے فیصلے سے انسانی جان لے سکتے ہوں وہ سیاسی طور پہ ناقابل قبول اور اخلاقیات کے منافی ہیں، اقوام متحدہ میں ہر دو سال کے وقفے کے بعد اس مسئلے پر بحث ہوتی ہے۔ ایسے ہتھیاروں پر پابندی کے لیے اتحاد میں جو ادارے شامل ہیں وہ دنیا میں اثر و رسوخ اور اعتبار کے حامل ہیں جن میں ایمنسٹی انٹرنیشنل، ہیومن رائٹس واچ، ہلال احمر، انٹرنیشنل کمیٹی فار روبوٹ کنٹرول آرمز، وغیرہ شامل ہیں، چونکہ اب تک امریکا اور روس جیسے ملک ان ہتھیاروں پر پابندی یا ان کے لیے خاص قوانین کے حق میں نہیں، اس لیے باقاعدہ عملی سطح پر کوئی عالمی متفقہ پیش رفت نہیں ہوسکی لیکن ماہرین کا کہنا ہے کہ یہ ایک سنجیدہ خطرہ ہے، اس لیے اس سے متعلق ضوابط کو زیادہ دیر تک ٹالا نہیں جاسکے گا۔

اسلامی شریعت کا موقف

انسانی جان کی حرمت اور اس کی حساسیت کا مسئلہ صرف اسلام کا ہی نہیں ہے بلکہ تمام ادیان میں اس کی کا لحاظ رکھنے پر زور دیا گیا ہے۔ فقہا شروع سے ہی اس مسئلے کی جزئیات پر کلام کرتے آئے ہیں کہ جنگ کے دوران دشمن کے ساتھ سلوک کی نوعیت کیا رہنی چاہیے اور آلاتِ قتل کے استعمال میں کن امور کا لحاظ رکھنا چاہیے۔

☆ شرعی طور پہ اس امر کی جازت ہے کہ جدید ہتھیاروں کو بنایا بھی جاسکتا اور ان کا استعمال بھی کیا جاسکتا ہے لیکن اس پہلو میں انسانی جان کی حرمت کے لیے اور حدود سے تجاوز نہ کرنے

کے جو بنیادی اصول طے ہیں ان کی مخالفت کی اجازت نہیں ہے، اگر جنگ میں خودکار مہلک ہتھیاروں کا استعمال کیا جائے تو اس میں ماہرین یہ کہتے ہیں کہ نہ تو نقصان پر کنٹرول کیا جاسکتا ہے اور انہ انسانوں کے مابین ظاہری اور جذباتی سطح پر کئی چیزوں میں فرق کیا جاسکتا ہے لہٰذا اس میں بے دریغ انسانی جانوں کے ضیاع کا خطرہ ہے لہٰذا یا تو یہ یقینی ہو کہ خودکار ہتھیار انسانوں کی طرح حالات کا جائزہ لینے کی صلاحیت رکھتے ہوں اور ان سے ہونے والا نقصان یا اقدام اتنا ہی ہو جتنا مطلوب ہے، اگر ایسا ممکن نہیں، جیسا کہ ماہرین یہ کہتے ہیں تو پھر اسلامی قانون کے تناظر میں ایسے ہتھیاروں پر پابندی یا کم ازکم ان سے متعلق قوانین وضع کرنا ضروری ہیں۔

☆ منجنیق ایسا ہتھیار ہے جو جنگ میں استعمال ہوتا آیا ہے، علامہ ابن عابدین شامیؒ نے لکھا ہے کہ بعض فقہا جنگ میں منجنیق کے استعمال کو ناجائز قرار دیتے ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ ایسا ہتھیار ہے جس سے عام شہری، بچے یا وہ لوگ بھی متاثر ہوسکتے ہیں جن کو مارنا درست نہیں ہے، گویا ہر ایسا اسلحہ جس سے نقصان کو کنٹرول نہ کیا جاسکے، اسلامی قانون میں اس کے استعمال سے بچنا چاہیے جو فقہاء مجبوری میں منجنیق کے استعمال کی اجازت دیتے ہیں وہ اسے بھی اسے بہرحال مکروہ کہتے ہیں۔

☆ اسی طرح مسلم تاریخ میں کئی فقہاء اندھیرے میں جنگ کرنے سے بھی منع کرتے تھے، کیونکہ اس سے بھی عام شہریوں کو نقصان پہنچ سکتا ہے اور غیر مسلح افراد اس کی زد میں آسکتے ہیں۔

☆ قدیم فقہ میں اس بات پر بحثیں موجود ہیں کہ اگر کوئی قلعہ فتح نہ ہو پا رہا ہو اور اندر مسلح دشمن ہوں تو اس قلعے کو آگ لگانا درست ہوگا یا نہیں۔ فقہا نے اس سے منع کیا ہے کیونکہ اس سے ماحول اور عام افراد کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔

☆ اسلامی قانونِ حرب کا ایک اصول ہے جسے سدِ ذرائع کا نام دیا جاتا ہے، اسکے مطابق ہر وہ اقدام درست نہ ہوگا جسمیں زیادتی کا شبہ ہو، اگر میدان جنگ میں مسلح دشمن کو نشانہ بناتے ہوئے اس امر کا خطرہ ہو کہ اس سے غیر مسلح یا غیر حربی، بچوں، خواتین، بوڑھوں یا معذوروں کو بھی بے دریغ نقصان پہنچ سکتا ہے تو اس طرح کے ہتھیاروں کو استعمال نہ کیا جائے۔

جدید اسلحے کی ضمن میں بھی یہی اصول ہے کہ اگر ان کے ذریعے عسکری اہداف میں خطا اور غلطی کا احتمال ہو تو ایسے اسلحے کا استعمال درست نہی ہے، عصر حاضر کے بین الاقوامی جنگی قوانین میں بھی یہ اصول موجود ہے کہ جنگ میں بے دریغ قتل یا ایسا اقدام درست نہیں جس میں نقصان کا تخمینہ نہ ہو۔

☆ اسلامی شریعت میں جنگ کے حوالے سے قوانین کو بہت تفصیلات کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ کئی احادیث مبارکہ ایسی ہیں جن میں آپؐ نے یہ واضح فرمایا ہے کہ لڑائی کے دوران بے دریغ قتل کرنا جائز نہیں ہے اور یہ کہ کسی کو نشانہ بناتے ہوئے یہ خیال رکھا جانا چاہیے کہ خواتین، بچوں، بوڑھوں، معذوروں اور عام شہریوں کو قتل نہ کیا جائے۔ صرف یہی نہیں، بلکہ آپؐ نے جنگ کے دوران درختوں کو جلانے یا ماحول کو کسی قسم کا نقصان پہنچانے سے بھی منع فرمایا ہے، قرآن کی آیت میں اللہ تعالیٰ نے واضح انداز میں ارشاد فرمایا ہے کہ میدان جنگ میں دشمن سے لڑائی کے وقت حد سے تجاوز نہ کیا جائے، وَ قَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَكُمْ وَ لَا تَعْتَدُوْا اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ (البقرہ:۱۹۰)

☆ حد سے تجاوز کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ایسے اقدامات نہ کیے جائیں جن میں انسانی جان کی حرمت کا لحاظ نہ رہے اور قواعد وضوابط کی پابندی نہ ہو۔ خودکار مہلک ہتھیاروں کے استعمال میں انسانی جانوں کے ساتھ بے دریغ زیادتی کے کھلے امکانات ہوتے ہیں۔ ایسے ہی ایک اور آیت کریمہ میں ہتھیاروں کے استعمال میں یہ قانون بیان کیا گیا کہ چاہے تمہاری کسی کے ساتھ سخت دشمنی ہی کیوں نہ ہو پھر بھی جنگ میں عدل کو ترک نہ کیا جائے وَ لَا یَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰۤى اَلَّا تَعْدِلُوْا (المائدہ : ۸)

☆ اسلام میں جنگ کے دوران صرف انسانی جان کی حرمت پر زور نہیں ہے، بلکہ ایسے اقدامات سے بھی گریز کا حکم ہے جن سے ماحول میں تخریب کاری پیدا ہوتی ہو۔ جیسے فصلوں اور سبزے کو جلانا، جانوروں کو مارنا، وغیرہ۔

☆ شریعت میں انسانی جان کی حرمت پر بہت زیادہ زور دیا گیا ہے۔ اسلام میں اصل مصالحت اور امن ہے۔ قتل اور جنگ جیسے امور کو اضطراری حیثیت حاصل ہے جس سے بچنے کی ہر ممکن کی کوشش کرنا ضروری ہے۔ اگر جنگ مجبوری ہو تو ایسے میں کم سے کم نقصان کے امکانات کو یقینی بنانا ضروری ہے حتیٰ کہ فقہانے یہاں تک لکھا ہے کہ کسانوں کی قتل کرنے سے گریز کیا جائیگا۔

خودکار مہلک ہتھیار انسانوں کے پیشوں اور انسانی کے جذبات کے مابین فرق کو نہیں پہچان سکتے لہٰذا بین الاقوامی برادری پر یہ لازم ٹھہرتا ہے کہ وہ اس قسم کے ہتھیاروں کے لیے ٹھوس قوانین تشکیل دیں، اگرچہ انسانی حقوق کے عالمی قوانین الگ سے موجود ہیں لیکن یہ خودکار ہتھیاروں کے نقصانات کو روکنے میں کافی نہیں ہیں۔ اس لیے الگ سے قوانین وضع کرنے کی ضرورت ہے۔

مفتی ذاکر حسن نعمانی *

فقہی وشرعی اصطلاحات کی ضرورت اوراہمیت

تمام علوم وفنون کے افہام وتفہیم اوران پرعمل کرنے کے لیے کوئی حکم (کرو یا نہ کرو) لگانے کے لیے ہرفن وعلم کے لغات اوراصطلاحات کا واسطہ اورسہارا ضروری ہے ، یہی وجہ ہے کہ ہرعلم اورفن کی الگ الگ اصطلاحات ہیں ، جن کی مدد سے اس علم اورفن کوسیکھنا اوراس میں مہارت پیدا کرنا بہت آسان ہوجاتا ہے، پھر ان علوم پر عمل کرکے زندگی گزارنی پڑتی ہے، چنانچہ علم التفسیر ،علم علوم الحدیث ،علم اصول فقہ ،علم الصرف ،علم النحو ،علم المعانی ،علم المنطق اورعلم الفلسفہ وغیرہ ۔

جب کوئی طالب علم کسی علم میں استعمال ہونے والے الفاظ کے معانی اوراس علم سے متعلق تمام اصطلاحات کی حقیقت کو نہ سمجھتا ہوتو وہ علم حاصل نہیں کرسکتا ،اسی لیے ہرعلم کے سیکھنے کے لیے طالب علم کو تدریجاً آگے بڑھنا پڑتا ہے، اسی طرح کسی علم وفن کی کتاب کا مطالعہ کے لیے بھی اس علم کے متعلق اصطلاحات کو جاننا ضروری ہوتا ہے ، ہمارے ایک استاذِ محترم حضرت العلامہ مولانا فضل الٰہی شاہ منصوریؒ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں سبق کے دوران جب کسی علمی اورفنی اصطلاح کی دل نشین تشریح کرتے تو بڑا مزا آتا تھا، یوں معلوم ہوتا تھا، جیسے سبق گھول کر پلا دیا اور پورے بدن (دل ودماغ) کے اندر سرایت کرچکا۔

ایک دفعہ میں نے آپ سے عرض کیا کہ حضرت والا! یہ علم تو بہت آسان ہے یعنی اصطلاحات کی سمجھ کے بعد تو فرمایا جی ہاں! استاذ صاحب (استاذ الکل حضرت علامہ حبیب اللہ زروبوی حضرت شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد فریدؒ کے والد بزرگوار) فرمایا کرتے تھے کہ علم ایک ٹوکری بھر مسائل ہیں وہ یاد کرلو،علم حاصل ہوجائے گا، اس میں اشارہ تھا کہ ہرعلم کی چند ضروری اصطلاحات صحیح سمجھ کے ساتھ یاد کرلوتو علم سیکھ جاؤ گے،اسی طرح ایک دفعہ اصطلاح کی تشریح کے بعد جب بات سمجھ میں آ گئی تو میں نے عرض کیا حضرت اب اچھی طرح سمجھ گیا، ورنہ یہ اصطلاح تو سنی بھی تھی اور یاد بھی تھی، پھر فرمایا جی ہاں! استاذ صاحب فرمایا کرتے تھے کہ خیال رکھنا کہیں طوطا نہ بن جانا،طوطا بات

---

* استاذ حدیث وتخصص جامعہ علوم القرآن پشاور

اور جملہ تو یاد کر لیتا ہے لیکن بات کی حقیقت کو سمجھ نہیں سکتا، اشارہ اس طرف تھا کہ ہر فن وعلم کی اصطلاحات کو اچھی طرح سمجھنے کی کوشش کرو، علم صرف اصطلاحات یاد کرنے کا نام نہیں بلک علم کی تمام ضروری اصطلاحات کو اچھی طرح سمجھنے کا نام ہے۔

لغات کی حقیقت

ہر زبان کے الفاظ کسی حقیقت تک رسائی کا ذریعہ اور واسطہ ہیں، اللہ تعالیٰ نے جب حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو ''علم الاسماء'' عطا فرمایا، ارشاد فرمایا: 'وعلم آدم الاسماء کلها'' اور سکھائے آدم کو نام سارے جس حقیقت (اشیاء) کا جو نام تھا اس حقیقت کے خواص اور آثار بمع نام کے بتلا دیے گویا تمام ضروری عصری علوم بتلا اور سکھلا دیے، جن کی دنیا میں رہتے ہوئے ضرورت ہوتی ہے۔

محاورہ کی حقیقت

ہر زبان کے کچھ محاورے ہوتے ہیں، محاورہ کا معنی ہے باہمی گفتگو اور ہم کلامی، وہ کلمہ اورکلام جسے اہل زبان نے لغوی معنی کی مناسبت یا غیر مناسبت سے کسی خاص مفہوم کے لیے مخصوص کر لیا ہو، مثلاً اردو زبان کا محاورہ ہے ''کھسیانی بلی کھمبا نوچے'' یعنی غصے والا اور شرمندہ شخص دوسروں پر اپنی جھلاہٹ اور شرمندگی اتارتا ہے، اس میں کھسیانا لفظ ہے جس کا معنی ہے (۱) رونی صورت (۲) شرمندہ (۳) شرمندگی مٹانے کے لیے ہنسنا اسی طرح محاورہ ہے ''کھسیانا کرنا'' یعنی چڑانا اور شرمندہ کرنا، ایک اور محاورہ ہے ''کریلا اور نیم چڑھا'' کریلا پہلے ہی تلخ تھا نیم پر چڑھ کر اور بھی زہریلا ہو گیا یعنی خیر سے پہلے ہی بدمزاج تھا، خود مختار ہو کر اور بھی بدمزاج ہو گیا۔

دنیا بھر میں تمام زبانوں سے برتر اور جامع زبان عربی زبان ہے، جس زبان میں قرآن مجید نازل ہوا ہے، قرآن وحدیث کو عربی محاوروں کے مطابق سمجھنا چاہیے، جس کے لیے عربی ادب پر عبور ضروری ہے، اسی طرح مستند اصول تفسیر کی رعایت بھی بہت ضروری ہے، عربی محاوروں کو سمجھنے کے لیے عرب کے قدیم شعراء اور ادباء کی کتب (نثر اور نظم) کا مطالعہ ضروری ہے۔

اصطلاحات کی حقیقت

ہر علم وفن کی اپنی اپنی اصطلاحات ہیں، علوم وفنون کی قسمیں ہیں: صرف، نحو، معانی، منطق، فلسفہ، فقہ، اصول فقہ، حدیث، اصول حدیث، اصول تفسیر، علم الطب اور سائنس وغیرہ۔

ان اصطلاحات کی روشنی میں علم وفن کا سیکھنا مفید اور قابل عمل ہوتا ہے ، دراصل ہر اصطلاح کسی حقیقت کی تعبیر ہوتی ہے۔

حقیقت اور ماہیت کی قسمیں

حقائق اور ماہیتوں کی چند قسمیں ہیں جن کی مختلف اصطلاحات کے ذریعے تعبیر ہوتی ہے، پھر ہر تعبیر (اصطلاح) کا الگ الگ حکم ہوتا ہے۔

(۱) ماہیت شرعیہ

یہ ماہیتیں نفس الامر میں قرآن وحدیث میں اپنے حقیقی اور شرعی وجود کے ساتھ موجود ہوتی ہیں ، ان کو کوئی انسان وجود نہیں بخشا، مثلاً نماز ، روزہ ، حج اور زکوۃ کی حقیقت اور ماہیت نصوص میں موجود ہے، یہ ماہیت ایک شرعی حکم ہوتا ہے، جن کو فرض اور واجب وغیرہ کہتے ہیں، یہ فقہاء اور مجتہدین کی تعبیرات ہیں، ان ماہیتوں کا وجود وہمی اور اعتباری نہیں ، کہ کسی وہمی کا وہم ہو یا کسی معتبر نے اس کا اعتبار کیا ہو، بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس ماہیت کو کسی حکم کے ضمن میں وجود بخشا ہوتا ہے، ایسی ماہیت کبھی قرآن میں اجمالی ذکر ہوتی ہے اور اس کی تفصیل حدیث میں ہوتی ہے ، اس لیے ضروری ہوتا ہے کہ ایسی اجمالی حقیقت کی تفصیلی حقیقت کو جاننے کے لیے حدیث کی طرف رجوع کیا جائے، یہ کام اور خدمت زیادہ تر فقہائے کرام سرانجام دیتے ہیں۔

(۲) شرعی ماہیت کی دوسری قسم

کبھی قرآن وحدیث کے نصوص میں کوئی ماہیت مخفی اور لپٹی ہوتی ہے، جس کو فقہائے کرام اجماع اور قیاس کی شکل میں ظاہر کر کے اس پر جواز یا عدم جواز کا دلائل کے وزن کے اعتبار سے حکم لگاتے ہیں، اس ماہیت کے فقہاء موجد نہیں ہوتے بلکہ مظہر ہوتے ہیں ، اس لیے کہتے ہیں قیاس مثبت حکم نہیں بلکہ مظہر حکم ہے، ایسے اجماعی اور قیاسی احکام سے الجھنا صحیح نہیں ۔

ماہیت حقیقی اور نفس الامری

یہ ماہیت بھی اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ ہے،کوئی انسان اور معتبر اس کا اعتبار نہیں کرتا،نفس الامر میں کوئی حقیقت موجود ہوتی ہے اور مصطلحین (مناطقہ اور فلاسفہ) وغیرہ اس حقیقت نفس الامری کا کوئی نام رکھ لیتے ہیں،ایسے حقائق کے ساتھ شریعت کا کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ اس لیے ان کو غیر شرعی حقیقت کہہ سکتے ہیں۔ مثلاً حیوان اور ناطق ایک حقیقت ہے ، اس کو انسان کہتے ہیں۔ حیوان مفترس

کوشیر کہتے ہیں، حیوان صاہل کو گھوڑا کہتے ہیں۔ اسی طرح مدرک الکلیات کو ناطق کہنا، حساس نامی اور متحرک بالارادہ جسم کو حیوان کہنا مثلاً جسم اور نما وغیرہ کو کسی نے پیدا نہیں کیا بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں، اب ایسے حقائق کے ناموں اور اصطلاحات کے ساتھ الجھنا صحیح نہیں۔

ماہیت اعتباری

بعض اعتباری ماہیتیں ہیں جن کا ہر فن اور علم کے ماہرین نے اعتبار کیا ہوتا ہے، گویا ان اصطلاحات کی حقیقت اور ناموں کو ماہرین فن وجود بخشتے ہیں مثلاً مختلف علوم وفنون میں مختلف امور کی تعریفات، یہی وجہ ہے کہ ان تعریفات میں اختلاف ہوتا ہے، اس لیے ہر ایک کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ جامع مانع تعریف ذکر کریں، اس قسم کی اصطلاحات میں الجھنا صحیح نہیں۔ ورنہ اس فن اور علم کا افہام اور تفہیم مشکل ہو جائے گا۔

وہمی حقیقت

وہم کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی، صرف سمجھانے کی خاطر مجازاً حقیقت کا ذکر کر دیا گیا ہے، مثلاً لفظ بلا موجود ہے لیکن اس کی کوئی حقیقت نہیں، صرف بعض ڈرپوک لوگوں کی ایک اصطلاح ہے، اس لیے ایسی وہمی باتوں کا انکار صحیح ہے یا بتوں کے صرف نام ہیں لیکن ان کی کوئی حقیقت نہیں اس لیے بتوں کا انکار بھی صحیح ہے۔ان هی الأسماء سمیتموها

اصطلاح کا معنی

تیسیر التحریر کتاب التحریر کی شرح (امیر بادشاہ) میں ھو اتفاق طائفة علی وضع لفظ لمعنی کسی معنی اور مفہوم کے لیے ایک طائفہ (اہل علم) کا کسی لفظ پر اتفاق، فیروز اللغات میں ہے، کسی علمی یا فنی گروہ کا کسی لفظ کے عام معنوں کے علاوہ کوئی خاص مفہوم مقرر کر لینا مرادی معنی ہے۔

علامہ سید جرجانی کی کتاب التعریفات میں ہے الاصطلاح اخراج الشئ عن معنی لغوی الی معنی آخر لبیان المراد" بیان مراد کیلئے ایک لفظ کو معنی لغوی سے نکال کر دوسرے معنی (معنی مرادی) کی طرف منتقل کرنا، فرماتے ہیں عبارۃ عن اتفاق قوم علی تسمیة الشئ باسم ماینتقل عن موضعه الاول ماہرین فن کے اتفاق سے دوسرے معنی (مرادی) کی طرف لفظ کو منتقل کرنا۔

اگر بالفرض کوئی ان اصطلاحات کو تسلیم نہ کرے تو علم اور فن کو سمجھنا اور سمجھانا مشکل ہو جائے گا۔ علم اور فن پر عمل مشکل ہو جائے بلکہ علم وفن غیر مفید بن جائے گا، جتنے علوم وفنون (صرف، نحو،

معانی، منطق، فلسفہ، فقہ، اصول فقہ، حدیث، اصول حدیث، اصول تفسیر، علم الطب اور سائنس وغیرہ) ہیں ان میں اہل فن کی اصطلاحات ہیں۔

اصول فقہ اور فقہ کی اصطلاحات سے بعض لوگوں کو چڑ ہے، خواہ مخواہ انکار کرتے ہیں حالانکہ اصول فقہ تو قرآن وحدیث کو سمجھنے کے لیے ایک بنیادی ذریعہ اور وسیلہ ہے، اصول فقہ کے قواعد فقہ کے لیے بنیاد ہیں، مثلاً کوئی کسی سے کہے کہ اس کنویں کا پانی پیو اور پلاؤ، تو ظاہر بات ہے اس کے لیے ڈول، رسی، گلاس اور چرخہ کی ضرورت ہوگی، جب کہ آج کل بجلی موٹر ہے۔ اب اگر کوئی کہے میں نے تو پانی صرف پینے اور پلانے کا کہا تھا، یہ ڈول، رسی، چرخہ اور پانی کا برتن کیوں استعمال کیا تو ظاہر بات ہے کہ ان اشیاء کے بغیر کنویں کا پانی پینا مشکل ہے، جہاں نصوص کے احکامات بالکل واضح ہوں وہاں تو ان وسائل کی ضرورت نہیں ہوتی لیکن قرآن وحدیث کی محدود اور جامع نصوص سے قیامت تک لامحدود مسائل کا حل تو اصول فقہ، فقہی قواعد اور فقہ کے بغیر ممکن نہیں۔

فقہی احکامات کا وجود

فقہائے کرام اور مجتہدین نے چند فقہی احکامات کا ذکر کیا ہے، کتاب التعریفات للجرجانی میں ہے:

(۱) الفرض:

ماثبت بدليل قطعی لاشبهة فيه ويكفر جاحده ويعذب تاركه جو بات ایسی قطعی اور یقینی دلیل سے ثابت ہو جس میں شبہ نہ ہو اور اس کا منکر کافر ہوتا ہے اور اس کے ترک کرنے والے کو عذاب ہوتا ہے۔ فرماتے ہیں کہ ''ماثبت بدليل قطعی كالكتاب والسنة والاجماع یعنی قطعی دلیلیں قرآن مجید، سنت رسول اور اجماع سے ملتی ہیں۔

(۲) المحرم

ماثبت النهی فيه بلاعارض وحكمه الثواب بالترك لله تعالىٰ والعقاب بالفعل والكفر بالاستحلال فی المتفق جس کی ممانعت اور حرمت بغیر کسی معارض دلیل کے ثابت ہو، اس کے ترک پر ثواب ملتا ہو اور ارتکاب پر سزا اور اس کو حلال سمجھنا بالاتفاق کفر ہے۔

(۳) الواجب

فی اللغة عبارة عن السقوط قال الله تعالىٰ فاذا وجبت جنوبها ای سقطت وهوفی عرف الفقهاء عبارة عماثبت وجوبها بدليل فی شبهة العدم كخبر الواحد

وھومایثاب بفعلہ ویستحق بترکہ عقوبۃ لولاالعذر حتی یضلل جاھدہ ولایکفرہ

لغوی معنی سقوط ہے، آیت میں گرنے کے معنی میں ہے، یعنی قربانی کے جانور کو پہلو پر گرانا، فقہاء کے عرف میں وہ امر ہے جو ایسی دلیل سے ثابت ہو جس میں عدم کا شبہ ہو، جیسے خبر واحد، واجب ادا کرنے میں ثواب ہے اور ترک کرنے پر سزا ہے، واجب کا منکر کافر نہیں البتہ گمراہ ہے۔

(۴) المکرّوہ

ھوماراجح الترک فان کان الی الحرام اقرب تکون کراھۃ تحریمیۃ وان کان الی الحل اقرب تکون تنزیھیۃ ولایعاقب علی فعلہ جس کا ترک راجح ہوتا ہے اگر حرام کے قریب ہو تو مکروہ تحریمی ہے اور اگر حلت کے قریب ہو تو مکروہ تنزیہی ہے، مکروہ کے ارتکاب پر سزا نہیں۔

(۵) الواجب فی العمل

اسم لمالزم علینا بدلیل فیہ شبھۃ کخبرالواحد والقیاس والعام المخصوص البعض والآیۃ المؤلۃ جو ہم پر لازم ہو ایسی دلیل سے جس میں شبہ ہو، جیسے خبر واحد، قیاس عام مخصوص البعض اور مؤل آیات یعنی وہ آیات جن میں تاویل کی گئی ہو۔

(۶) النفل

لغۃ اسم للزیادۃ وفی الشرع اسم لماشرع زیادۃ علی الفرائض والواجبات وھو المسمی بالمندوب والمستحب والتطوع'' لغت میں زیادتی کو کہتے ہیں اور شرع میں جو فرائض اور واجب امور پر زائد ہو، جس کو مندوب، مستحب اور تطوع کہتے ہیں۔

اصطلاحات میں الجھنا صحیح نہیں

جن کو فقہ سے چڑ ہے، ان میں بعض ان اصطلاحات پر اعتراض کرتے ہیں، ان کو سوچنا چاہیے کہ اہل حق کی یہ اصطلاحات فرضی اور وہمی نہیں بلکہ قرآن وحدیث میں ان اصطلاحات کا حقیقی وجود، مفہوم اور معنی موجود ہے۔ پھر اس حقیقت کا فقہائے کرام نے نام بطور اصطلاح رکھ دیا جس طرح مختلف بیماریوں کے جراثیم کے نام اطباء اور اہل فن نے رکھ دیئے ہیں، ان بیماریوں کے نام بتوں کے ناموں کی طرح (بتوں کی کوئی حقیقت نہیں صرف نام ہیں یا بلا اسماً موجود ہے لیکن بلا کی حقیقت فرضی اور وہمی ہے) فرضی اور وہمی نہیں بلکہ ان کی حقیقت موجود ہوتی ہے۔ ان فقہی اور طبی حقائق کو فقہاء اور اطباء وجود نہیں بخشتے بلکہ ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت بالغہ کے تحت پیدا کیا ہے، فن

کے اہل حق ماہرین اس کو دریافت کرتے ہیں ایجاد نہیں کرتے پھر ان حقائق کا نام رکھ دیتے ہیں۔

اہل حق کون ہیں

سید جرجانیؒ فرماتے ہیں :القوم الذین اضافوا انفسھم الی ماھوالحق عند ربھم بالحجج والبراھین یعنی اھل السنه والجماعة اہل حق وہ لوگ ہیں جو اپنے آپ کو اس حق کی طرف منسوب کرتے ہیں جو ان کے رب کی طرف سے دلائل و براہین کے ساتھ ثابت ہو۔

حق کی حقیقت

الشیٔ الحق الثابت حقیقة حق وہ شی ہے جو حقیقۃً ثابت ہوالحق فی اللغة ھوالثابت الذی لایسوغ انکار لغت میں وہ ثابت شی جس کا انکار ممکن نہ ہو۔

الحقیقة ھوالشی الثابت قطعا ویقینا یقال حق الشی اذاثبت وہ شی جو قطعی اور یقینی طور پر ثابت ہو، شی کو حق اس وقت کہتے ہیں جب وہ ثابت ہو جائے۔

حقیقة الشیٔ یعنی شیٔ کی حقیقت کیا ہے "مابه الشیٔ ھوھو کالحیوان الناطق "،جس سے وہ چیز چیز بنے مثلاً انسان کی حقیقت حیوان ناطق یعنی انسان حیوان اور ناطق ہونے کی وجہ سے انسان ہے۔

شرعی حقائق

عقیدہ ،اخلاق اور اعمال کی شکل میں جن امور کے ہم قرآن وحدیث کے مطابق پابند ہیں، وہ شرعی حقائق ہیں، ان حقائق کی پابندی مسلمان پر لازم ہے، ان حقائق کو اللہ تعالیٰ نے لازم کیا ہے، اس لیے حقیقی شارع صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے ،حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی حقیقی شارع نہیں پھر مجتہدین کیسے شارع بن سکتے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ان شرعی حقائق کا وحی کے ذریعہ ظہور ہوا ہے، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ فرماتے ہیں :حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسلام کے بانی نہیں ، اسی طرح مجتہدین بھی شارعین نہیں بلکہ شارحین ہیں، جہاں ضرورت ہوتی ہے وہاں نصوص کی نصوص فہمی کے طریقوں سے تشریح کرتے ہیں، قرآن وحدیث کی محدود نصوص سے لامحدود مسائل کا استنباط فقہاء ومجتہدین کے عظیم کارنامے ہیں۔

خلاصہ

فقہی اصطلاحات کے حقائق اور مفاہیم کا وجود قرآن وحدیث ، اجماع اور قیاس میں شروع

سے موجود ہے، فقہائے کرام اور مجتہدین نے ان شرعی حقائق کے ظہور کے لیے ضابطے بیان کردیئے، مثلاً فرض کی حقیقت یہ ہے اور حرام کی حقیقت یہ ہے، ان حقائق کی تلاش میں باحثین اور محققین کبھی غلطی بھی کرجاتے ہیں، بعض بدبخت اور گمراہ لوگ قصداً ان حقائق کے خلاف من گھڑت حقائق کو شرعی احکامات کا نام دے کر دیگر لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں، گمراہ لوگوں کے مقابلہ میں اہل حق قیامت تک ان شرعی حقائق کو ظاہر کرتے رہیں گے۔

جن مسائل کا اہل حق صحیح شرعی ضابطوں سے استنباط کرتے ہیں وہ بدعت نہیں بلکہ سنت کے زمرے میں آئیں گے، اس لیے کہ ان کا وجود شرعی قرآن وحدیث میں موجود تھا لیکن ظہور بعد میں ہوا۔ بدعت وہ چیز ہوتی ہے جن کا وجود شرعی نہ ہو اس کا ظہور جس دور میں بھی ہو وہ چیز بدعت ہوگی۔

حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ فرماتے ہیں: وجود شرعی اصطلاح اصول فقہ میں اس کو کہتے ہیں جو بدون شارع کے بتلانے اور فرمانے کے معلوم نہ ہوسکے اور حس اور عقل کو اس میں دخل نہ ہو، پس اس شیٔ کا وجود شارع کے ارشاد پر موقوف ہوا، صراحتاً ارشاد ہو یا اشارۃً ودلالۃً، پس کسی نوع ارشاد سے حکم جواز کا ہوگیا، تو وہ شی وجود شرعی میں آگئی، اگرچہ اس کی جنس ابھی خارج میں نہ آئی ہو اور معلوم رہے کہ سب احکام شرعیہ موجود بوجود شرعیہ ہی ہیں کیونکہ حکم حلت اور حرمت کا بدون شارع کے ارشاد کے معلوم نہیں ہوسکتا (براہین قاطعہ :۳۲)

شرعی اصطلاحات

بعض شرعی حقائق کی شرعی اصطلاحات ہیں، یہ ایسی اصطلاحات ہیں جن کا ذکر خود نصوص میں موجود ہے، مثلاً صلوۃ، زکوۃ، صوم اور حج وغیرہ۔ سید جرجانی کتاب التعریفات میں فرماتے ہیں:

(۱) **الصلوٰۃ**

”فی اللغة الدعاوفی الشرع عبارةعن ارکان مخصوصة واذکار معلومة بشرائط محصورة فی اوقات مقدرة“ صلاۃ (نماز) لغت میں دعا کو کہتے ہیں لیکن شرعی اصطلاح میں مقررہ اوقات میں مخصوص ارکان (رکوع، سجدہ وغیرہ) معلوم اذکار (فاتحہ، سورۃ، تسبیح وغیرہ) اور محدود شرائط کے ساتھ ادائیگی کا نام ہے۔ اس عمل کا نام صلاۃ ہے۔

(۲) **الزکوٰۃ**

فی اللغة الزیادة وفی الشرع عبارة عن ایجاب طائفة من المال فی مال

مخصوص لمالك مخصوص زکوۃ لغت میں زیادت کو کہتے ہیں اورشرعی اصطلاح میں مخصوص مالک کے مخصوص مال (مال نامی) کے ایک حصہ (ڈھائی فیصد) کا وجوب۔

(۳) الصوم

فی اللغة مطلق الامساك وفی الشرع عبارة عن امساك مخصوص وهوالامساك عن الاكل والشرب والجماع من الصبح الی المغرب مع النية صوم کالغوی معنی مطلق رکنا ہے اورشرعی اصطلاح میں مخصوص چیزوں سے رکنے اور پرہیز کا نام ہے۔یعنی نیت کے ساتھ طلوع فجر سے لے کرغروب شمس تک کھانے پینے اور جماع سے رکنے اور پرہیز کا نام روزہ ہے۔

(۴) الحج

فی اللغه القصد الی الشئ المعظم وفی الشرع قصد لبيت الله تعالیٰ بصفة مخصوصة فی وقت مخصوص بشرائط مخصوصة لغت میں کسی عظمت والی شی (چیز) کی طرف قصد (زیارت) کرنا۔شرعی اصطلاح میں بیت اللہ کی مخصوص حالت (احرام وغیرہ) مخصوص وقت (اشہرحرم) میں مخصوص شرائط کے ساتھ زیارت کرنا۔

(۵) الزنا

''الوط ء فی قبل خال عن ملك وشبهة ''ایسے فرج میں وطی کرنا جس میں ملک اورشبہ ملک نہ ہو۔

(۶) السرقۃ

فی اللغةاخذالشی من الغير علی وجه الخفيةوفی الشريعة فی حق القطع اخذ مكلف خفية قدر عشرة دراهم مضروبة محرزة بمكان او حافظ بلاشبهه چوری لغت میں کسی کی کوئی چیز خفیہ طریقے سے لینے کو کہتے ہیں، اورشرعی اصطلاح میں ہاتھ کاٹنے کے لیے شرط یہ ہے کہ کوئی مکلّف (بالغ) کسی کا کوئی دس درہم کے برابر محفوظ ایسا مال خفیہ طریقہ سے حاصل کے جس میں کسی قسم کا شبہ نہ ہو۔

یہ وہ چند شرعی اصطلاحات ہیں جن کا نصوص (قرآن وحدیث) میں اوامر ونواہی کی شکل میں تذکرہ موجود ہے، اوامر ونواہی کے مخصوص الفاظ کے لیے فقہاء کرام اور مجتہدین نے تمام نصوص کی روشنی میں ایک ایسا جامع اور مانع (جنس اور فصل کی شکل میں) اجماعی مفہوم ذکر کیا ہے ،جس سے

اِدھر اُدھر ہونا آدمی کوالحاد کی طرف لے جاتا ہے،اگران شرعی اصطلاحات کے اجماعی مفہوم کی رعایت اورلحاظ نہ رکھاجائے تو ان اصطلاحات کے شرعی احکامات (امر ونہی) کااطلاق ان پر ممکن نہ ہوگا، سرے سے حکم لگانا ہی مشکل ہوجائے گا۔ جن ان اصطلاحات کااجماعی مفہوم پایاجائے توشرعی حکم امر یا نہی کی شکل میں لگایاجائے گا۔

خلاصہ

قرآن وحدیث میں اوامر ونواہی (مامور بہ، اورمنہی عنہ)کے صحیح شرعی مفاہیم اورمعانی شارع علیہ السلام اورشارحین (مجتہدین) نے واضح نصوص اوراجتہاد سے بیان کرکے ان کے احکام (فرض، واجب ،حرام اورمکروہ وغیرہ) بھی بتلادیئے لہٰذاان اصطلاحات کونہ ماننا یاان میں الجھنا حقیقت میں شرعی احکامات کے انکار یامزاق کے مترادف ہے۔جس طرح شارع علیہ السلام کااتباع اورشکریہ ضروری ہے ، اسی طرح شارع علیہ السلام کےمخلص خلفاء اورورثاء کااتباع (تقلید) بھی ضروری ہے، بعدوالوں کی تحقیق وتدقیق اگلوں کی تقلیداوراعتماد پرہی موقوف ہے۔

ہم جب بخاری شریف کاحوالہ دیتے ہیں تو یہ امام بخاریؒ پر اعتماد اوراس کی تقلید ہے، حضورصلی اللہ علیہ وسلم تک تمام صحیح ،مستند، قابل اعتماد واسطے قابل تقلید ہیں، ہر واسطہ قابل اعتماد،سنہری زنجیر کی مضبوط کڑی اور سچ ہے کہ قابل اعتماد مضبوط کڑی کونکالنا دین میں رخنے ڈالنا ہے، جس طرح حدیث کے لیے محدثین کاواسطہ ہے،قرآن وتفسیر سیکھنے کیلئے مفسرین کاواسطہ ہے،قرأت سیکھنے کے لیے قراء کاواسطہ ہے، اسی طرح پورے اورفقہ کوسمجھنے اورسیکھنے کیلئے فقہائے کرام کاواسطہ ہے، واسطہ فی النعمہ کاشکریہ قرآن میں مذکور ہے۔ ''ان اشکرلی ولوالدیك'' میرااوروالدین کاشکریہ کرو۔

اولاد کاوجود اور بقاتو اصل میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے لیکن والدین اس ایجاد اورابقاء کاظاہری ذریعہ اورواسطہ ہیں ۔ جب اس مادی واسطہ کاشکریہ ضروری ہے توروحانی اوردینی خدمت کرنے والوں کاشکریہ بھی ضروری ہے من لم یشکر الناس لم یشکر اللّٰہ جولوگوں کاشکریہ ادانہیں کرتا وہ اللہ تعالیٰ کابھی شکریہ ادانہیں کرتا۔

ان واسطوں (فقہاء ،اصولیین، محدثین ،مفسرین اورقرآء) کی تقلید اوراتباع اصل میں شارع علیہ السلام کااتباع ہے۔

ڈاکٹرعبدالستارآزاد

مدیر بیت الحکمت سوات

نامورادیب اسرارطورو کے ساتھ ایک ملاقات

اسرار الرحمان جو علمی دنیا میں ''اسرار دطورو'' کے نام سے پہچانے جاتے ہیں، اسرار طورو نے محلّہ صدیق خیل طورو مردان میں حسنی سادات کے ایک علمی گھرانے میں مولانا محمد عنایت اللہ (۱۹۹۵۔۱۹۱۰) کے ہاں ۱۵ستمبر ۱۹۳۹ء کو آنکھیں کھولیں، ان کے دادا علامہ عبدالجمیل صاحبؒ سوات کے ولی عہد عبدالحق جہان زیب کے آٹھ سال تک اتالیق رہے تھے،اسرار طورو نے اردو اور پشتو ادبیات میں ایم اے کیا اور پشاور یونیورسٹی سے بی۔ایڈ کی ڈگری بھی حاصل کی،۱۹۷۲ء میں مولانا قاضی نورالرحمان کی صاحبزادی سے ان کی نسبت طے ہوئی جس کےبطن سے ان کی ایک صاحبزادی اور تین صاحبزادے پیدا ہوئے، اپریل۱۹۶۳ء میں بحیثیت اسکول استاد ان کی تقرری ہوئی اور گورنمنٹ ہائی اسکول نمبر۲ مردان سے سرکاری ملازمت کا آغاز کر دیا، اس کے علاوہ آپ طورو، گنوڑی دیرہ،ثمر باغ دیرہ اورشمشاد آباد کے ہائی اسکول میں ہیڈ ماسٹر رہیں،۱۴ستمبر ۱۹۹۹ء کو آپ گورنمنٹ ہائی اسکول شرقی ہوتی مردان سے سرکاری ملازمت سے بحیثیتِ پرنسپل ساٹھ سال کی عمر میں سبک دوش ہوئے،اسرارطورو کے ساتھ ملاقات کی سعادت ان کی رہائش گاہ واقع باغ کالونی شمسی روڈ مردان میں ڈاکٹر محمد فہیم کی معیت میں اس وقت حاصل ہوئی جب سید محمد اسماعیل گیلانی کی کتاب ''صاحبِ سوات'' کا دوسرا ایڈیشن کچھ اضافوں اور جدید ترتیب کے ساتھ منظرعام پر آیا۔

ڈاکٹر محمد فہیم اسلامیہ کالج یونیورسٹی میں شعبہ ''جینیاتی علوم'' کے پروفیسر ہیں، انہوں نے ایگریکلچرل یونیورسٹی پشاور سے Plant Pathology میں ماسٹر اور پھر آسٹریلیا سے پی ایچ ڈی کی،وہ خانقاہِ سراجیہ چپریال گھڑی سوات کے متوسلین میں سے ہیں، بزرگوں کے ساتھ ان کی عقیدت قابلِ رشک ہے،ان کا دینی اور مذہبی مطالعہ دیکھ کرہمیں اپنی کم مائیگی کا احساس ضرور ہوجاتا ہے، بزرگوں کے سوانح سے متعلق جب بھی کوئی نئ کتاب شائع ہوتی ہےتو نہ صرف یہ کہ وہ اس کے حصول میں ہمیشہ صفِ اول میں کھڑے نظر آتے ہیں بلکہ ہمیں بھی اس سعادت میں شامل کر لیتے ہیں،ڈاکٹر صاحب

کے حکم پر میں نے اسرار طورو کے صاحبزادے پروفیسر سید راشد علی سے فون پر رابطہ کیا اور ۳؍جون ۲۰۲۳ ہفتے کا دن ملاقات کے لیے طے ہوا۔

ہم طے شدہ پروگرام کے مطابق دوپہر کے ۱۲ بجے ان کے گھر پہنچ گئے، حضرت کے دو صاحبزادوں سید راشد علی طورو اور شاہ سعود طورو نے ہمارا استقبال کیا،تھوڑی دیر کے بعد سفید لباس میں ملبوس، خوبصورت وجیہہ چہرے اور پروقار شخصیت کے مالک ،کاندھوں پر سفید صافہ، میانہ قد، سر پر دیر کی ٹوپی اور گھنی سفید داڑھی والے ایک بزرگ اسرار طورو حجرے میں تشریف لائے، ان کی عمر اس وقت شمسی حساب سے ۸۴ سال ہے، یہ ہماری پہلی ملاقات تھی لیکن حضرت ایسی بے تکلفی سے پیش آئے جیسے برسوں کی شناسائی ہو، ہمیں اجنبیت کا قطعا کوئی احساس نہیں ہوا، بڑے خوش طبع، بناوٹ سے کوسوں دور اور سادگی کے پیکر، مہمان نواز، نفیس اور عمدہ اور شستہ و رواں گفتگو کرنے والے شخصیت ہیں ،مشرقی تمدن کا ایک نمونہ ہیں، پشتو ادب ان کا اوڑھنا بچھونا ہے، پشتو ادب کی آبیاری کرنے کو اپنا فرض سمجھتے ہیں، حافظہ اس وقت بھی اغضب کا ہے، ایسے تسلسل سے بات کرتے ہیں جیسے موتی سلیقے سے پروئے گیے ہوں، وہ پشتو زبان کے نامور ادیب، محقق اور مصنف ہیں، اسلامی علوم وفنون کا مطالعہ وسیع ہے، ان کی کتابیں اور تحقیقی مقالے اہلِ علم سے خراجِ تحسین حاصل کر چکے ہیں، وہ بیسویں صدی کے آخر نصف اور اکیسویں کی پہلی ربع کی جیتی جاگتی تاریخ کی ایک کتاب ہیں، ان کی ادبی عظمت کے متعلق پشتو کے مشہور ادیب اور شاعر اجمل خٹک نے اپنی کتاب'' قیصه زما د ادبی ژوند'' کے حصہ اول میں صفحہ ۲۷۲ پر ''اسرار دطورو'' کے عنوان کے تحت لکھا ہے کہ:

"اسرار زه د هغه وخت نه پیژنم چی لا کمکی هلك و او د خپل پلار سره زما ملاقات ته راغلے و، پلار ئی ماته په خپله مخصوصه مسکا ماته ویل پلارئی خټکه! "دا محمد اسرار الرحمان ستا مرید د؟ ما ورته وویل: "مولانا! زه خو پیری مریدی نه کوم، نو هغه بیا موس شو اووئی ویل چی نه هغسے نه دے شاعر دے شعرونه لیکی،ما د د نه پس اسرار زان ته رانزدی کو تندی می ورته خکل کو او بیا می ورته اوویل: ما ته یو شعر ووایه هغه وی شرمیدو موسکی شو او غلی غونډئی د جیب نه یو کاغذ راوویستو او یو قومی نظم ئی راته واورولو د دی نه پس چی لگ رالوی شو نو مشاعرو ته راتلل او اخبار ته شعرونه او مضمونونه رالیلگلی شروع کړل او ده معیاری

قلم نازك خياله شعر او د ملي جذبے نه ډَ ډ ك قلم خاوند شو، د خاموش طبعه
كم گويه شاعر وو دَ وخت د شعر او ولس د ذوق پوره حق ئے ادا كولو''۔

ان کی مطبوعہ کتابیں درج ذیل ہیں: امام اعظم (۱۹۶۵) زما کتاب بچوں کے لئے لکھی گئی، نظمیں (۱۹۸۸)، د حرمينو سفر (۱۹۹۰)، د قرآن پاك د آيتونو شمير (۲۰۰۳)، ادبی هسی، يو ژوندے تصوير (۲۰۰۴)، د کا بل سفر (۲۰۰۶)، لاله زار د پرهرونو: شاعری (۲۰۱۳)، اسرار سره د ضيا لطفى مركه: ژوند ليكنه (۲۰۱۵)، ختم المرسلینؐ (۲۰۱۶)، نورانی نغمے: نعتیہ کلام (۲۰۲۰)، د طورو د يو عالمِ دين عنايات۔يو سو خاطرے (۲۰۲۰)، اس کے علاوہ مختلف تحقیقی مجلّات میں ان کے بیسیوں تحقیقی مقالے، مضامین اور تبصرے وغیرہ چھپ چکے ہیں۔

انہوں نے ہمیں تحریکِ شیخ الہند کے سپاہی خان عبدالغفار خان (المعروف بہ بادشاہ خان) کے ساتھ ملاقاتوں اور ان کے کئی چشم دید واقعات سنائے (بادشاہ خان پر راقم کی ایک کتاب زیرِ ترتیب ہے اس حوالے اسرار طورو کا انٹرویو کرنے کا ارادہ ہے)، والئی سوات کیساتھ ۱۹۶۴ کے زمانے میں اپنی ملاقاتوں اور ان کی مجلسوں، حسنِ انتظام کا تذکرہ بڑے عمدہ پیرائے میں کیا۔ اجمل خٹک مرحوم کی صحبتوں کو یاد کیا، اپنی ادبی زندگی کے متعلق تفصیلی گفتگو فرمائی، انہوں نے اپنے شعری مجموعے ''لالہ زار د پرہرونو'' سے ہمیں اپنی ایک نظم بھی سنائی، چار گھنٹے پر مشتمل یہ ملاقات ایک یادگار ملاقات رہی، ہمیں ساڑھے چار بجے تک وقت کے گزرنے کا اندازہ نہیں ہوا لیکن وقت اور صحت کسی کا انتظار نہیں کرتے، رخصتی کے وقت انہوں نے ہمیں ''امام اعظم''، ''صاحبِ سوات''، ''د طورو د يو عالمِ دين عنايات، يو سو خاطرے''، : تذکرہ جمیل۔ داستان عزم و ہمت رئیس الحفاظ علامہ محمد عبدالجمیل، ''دعمرے سفر''، جیسی گراں قدر تحائف سے نوازا۔

اب تو جاتے ہیں میکدے سے میر پھر ملیں گے اگر خدا لایا
د شاهانو وركړه لعل او جواهر وى د ادب د خاوندانو د زړه غوخی
كه بادشاه وى كه گدا وى په مرگ ورك شى نه وركيگى چی ليكلے ئى كتاب وى

صاحبِ سوات

یہ ۱۹۵ صفحات پر مشتمل اردو زبان میں حضرت مولانا اخون عبدالغفور (المعروف بہ سیدو بابا) کا تذکرہ ہے، یہ مولانا سید محمد اسماعیل گیلانی کی تصنیف ہے جو فارسی زبان میں لکھی گئی تھی، محمد

ظہور الحق نے اس کو فارسی سے اردو میں ترجمہ کر کے پہلی بار ۱۹۵۳ء میں شائع کرائی تھی، اس وقت یہ کتاب ہاتھوں ہاتھ بک گئی اور ناپید ہوگئی، پہلی اشاعت کے ۴۷ برس بعد میں اس کی اشاعتِ نو کا سہرا پروفیسر ڈاکٹر سید راشد علی کے سر بندھ رہا ہے، سید راشد علی اسرار طورو کے فرزند اور ان کے علوم و معارف کے حقیقی معنوں میں امین اور ترجمان ہیں۔ وہ ایم اے اسلامیات، ایل ایل بی، ایم اے سوشیالوجی (عمرانیات) ہیں، جبکہ عمرانیات میں پی ایچ ڈی بھی کر چکے ہیں۔ تعلیم مکمل کرنے کے بعد مختلف یونیورسٹیوں میں تدریس کے فرائض انجام دے چکے ہیں۔ وہ چار سال تک بطورِ لیکچرار لاء اور سوشیالوجی قرطبہ یونیورسٹی پشاور میں رہیں، ۲۰۰۸ء تا ۲۰۱۵ء کوہاٹ یونیورسٹی آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی میں بحیثیت لیکچرار سوشیالوجی (عمرانیات) کے اپنے فرائض انجام دیئے ہیں۔ ۲۰۱۵ء سے تا حال عبدالولی خان یونیورسٹی مردان میں بحیثیت ایسوسی ایٹ پروفیسر عمرانیات کے تدریس و تحقیق سے وابستہ ہیں۔ ڈاکٹر صاحب عہد حاضر کے ان علمی نابغوں میں شامل ہیں جو بیک وقت ایک بہترین استاد، خوش فکر ادیب، صاحب ادراک نقاد اور محقق انسان ہیں، انہوں نے اس کتاب کی ترتیب نو کی، اس میں مختلف مقامات پر اضافے کیے، جگہ جگہ حواشی لکھ کر کتاب کی افادیت میں خوش گوار اضافہ کر کے دورِ جدید کے تقاضوں سے ہم آہنگ کر دیا ہے۔ کتاب کے آخر میں ''کتابیات'' کے عنوان سے تمام مآخذوں کو تحریر کیا ہے۔ کتاب کے آخر میں چار صفحات پر قبروں کے کتبوں کی رنگین تصاویر ہیں جو پر از معلومات اور کتاب کی خوبصورتی میں ایک شاندار اضافہ ہیں، ڈاکٹر صاحب دنیائے علم و دانش میں جانی پہچانی شخصیت ہیں، یہ کتاب موجودہ شکل میں ان کی محنت، کاوش اور جدوجہد کی مظہر ہے، کتاب میں تمام معلومات مستند ہیں کیوں کہ مصنفِ کتاب مولانا محمد اسماعیل گیلانی مرحوم کو سیدو بابا کی مجلسوں سے خوب استفادے کا موقع ملا اور ان کی زندگی کو بہت قریب سے دیکھا۔

ہمارے اکثر مؤرخین نے سیدو بابا کی شخصیت کو داغدار بنانے کے لیے ان پر مختلف الزامات لگائے ہیں، ان کے نسب کے حوالے سے ہمارے اکثر مورخین مختلف وادیوں میں بھٹکے ہوئے نظر آتے ہیں، ''صاحبِ سوات'' نے سیدو بابا کی شخصیت سے متعلق ان تمام غلط فہمیوں کو دور کر دیا ہے، سیدو بابا کی وفات کے بعد مختلف اہلِ علم و قلم نے اپنی اپنی تحقیق کے مطابق ان کی سیرت، شخصیت اور مجاہدانہ کارناموں پر بیش بہا تحقیقی مقالات اور کتابیں پشتو، اردو اور انگریزی زبانوں میں تحریر کی ہیں اور تا حال کر رہے ہیں۔ زیرِ نظر کتاب بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے، یہ سیدو بابا پر حرفِ آخر کا درجہ نہیں رکھتی لیکن ان کی سیرت اور سوانح کے اس وسیع ذخیرہ میں ایک بیش قیمت اضافہ ضرور ہے جو حسنِ

بیان، تحقیق وجستجو، واقعات کی ترتیب اور معلومات کے اعتبار سے ایک مستند اور بلند پایہ کتاب ہے، کتاب میں سیدو بابا کی شخصیت مجسم ہوکر آنکھوں کے سامنے آجاتی ہے اور آنے والی نسلیں ان کی شخصیت کے آئینے میں اپنی شخصیت کو نکھارنے کا سامان نظر آتی ہے، کتاب اتنے دلچسپ پیرائے میں تحریر کی گئی ہے کہ واقعات کا تسلسل قاری کو ایک ہی نشست میں کتاب پورا ختم کرنے پر مجبور کرتی ہے۔انداز بیان نہایت سادہ اور دلنشین ہے۔کتاب کی ابتدا میں ''صاحب سوات کی بازیافت'' کے عنوان سے پروفیسر محمد طیب اللہ کی تحریر شامل ہے جس میں کتاب کی اشاعت اول وثانی کا تذکرہ بڑے ادبی انداز میں کیا ہے، اس کے بعد اسرار طورو کے قلم سے کتاب کے مصنف مولانا محمد اسماعیل کے سوانحی تذکرہ نے کتاب کی افادیت کو چار چاند لگا دیئے ہیں، صفحہ۳۲ پر مشتاق الرحمان شفق کے قلم سے صاحبِ سوات کے مترجم محمد ظہور الحق طوروی کا تعارف ہے۔

''صاحبِ سوات'' سیرت وسوانح میں ایک گراں بہا اضافہ ہے، اس میں سیدو بابا کے علمی اور الہامی خزانے جمع فرما دیئے گئے ہیں، اس خطے کی تاریخ سے دلچسپی رکھنے والوں کیلئے صاحبِ سوات ایک نعمتِ غیر مترقبہ ہے۔

امامِ اعظم

امام اعظم اسرار طورو کی پہلی تصنیف ہے جو انہوں نے چھبیس سال کی عمر میں ۱۹۶۵ء میں تصنیف کی ہے جس کو اس وقت یونیورسٹی بک ایجنسی نے شائع کیا تھا۔اس کا دوسرا ایڈیشن ۲۰۲۱ء میں بخارا ثانی علمی وادبی مرکز طورو مردان سے چھپا۔امام اعظم پشتو زبان میں ۱۳۶ صفحات پر مشتمل امام ابوحنیفہؒ کی سوانح ہے، یہ کتاب امام ابوحنیفہؒ کے کمالات، ان کے خاندانی، ذاتی حالات وسوانح پر مشتمل ہے، کتاب میں حضرت امام صاحب کی شخصیت اور ان کی علمیت وفقاہت پر محققانہ اور معلومات افزا بحث کی گئی ہے، مصنف پشتو کے ایک بسیار نویس ادیب اور بلند پایہ محقق ہونے کے ساتھ ساتھ اخلاق وکردار کے لحاظ سے بھی ایک غیر معمولی شخصیت اور ایک بڑے علمی خانوادے سے تعلق رکھتے ہیں، موصوف نے جو کچھ لکھا ہے وہ تاریخ میں ان کا نام ہمیشہ یاد رکھیں گی، کتاب مستند تاریخی حوالوں سے مزین اور حسن بیان اور فصاحت وبلاغت کا پرتو ہے۔کتاب کا انتساب مصنف نے اپنے ماموں حضرت مولانا حافظ لطف الرحمان (المعروف بہ ہدہد سلیمانی) کے نام کیا ہے، پشتو کی سوانحی ادب میں ایک قابل قدر اضافہ ہے، کتاب کے آخر میں م ر شفق صاحب کا ایک جامع تبصرہ ہے جو پر از معلومات اور بصیرت افروز ہے، کتاب میں امام صاحب کے نسب سے متعلق مصنف نے بڑی بصیرت افروز بحث کی ہے اور امام اعظمؒ کو افغانی قرار دیا ہے، مصنف کے اس قول کی تائید برعظیم کے مشہور مرخ ومحقق،

ماہرِ ابوالکلامیات، استادِ محترم ڈاکٹر ابوسلمان شاہ جہانپوریؒ کے اس واقعے سے بھی ہوتی ہے جب ایک دن ہم (مولانا قطب الدین عابد اور راقم الحروف) ڈاکٹر صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے، اس وقت کسی کتاب میں ڈاکٹر صاحب کا ایک قلمی خاکہ شائع ہوا تھا، ہم نے ضمناً ڈاکٹر صاحب سے ان کے مسلک سے متعلق استفسار کیا تو ڈاکٹر صاحب مسکرائے اور جواب میں یہ جملہ ارشاد فرمایا:

> ''یہاں جو بھی آ جاتا ہے ہم اس کے پیچھے نماز پڑھ لیتے ہیں، اس سے لوگ یہ استنباط کر لیتے ہیں کہ ابوسلمان ان کے مسلک سے تعلق رکھتا ہے''۔ پھر فرمایا:
> ''میں نے سب سے زیادہ حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی پر لکھا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ مجھے ان سے عقیدت کا رشتہ ہے یعنی ایک ''پٹھان'' کو ''سید'' کے ساتھ عقیدت ہے اور ''سید'' ایک ''پٹھان'' کے مقلد ہیں تو جب سید پٹھان کی تقلید کر رہے ہیں تو ایک ''پٹھان'' پٹھان کی تقلید کیوں کر نہیں کرے گا؟''

ڈاکٹر صاحب کی اس وضاحت سے دو چیزیں واضح ہوتی ہیں، ایک یہ کہ وہ حنفی مسلک کے تھے اور دوسری اس سے اس بات کو بھی تقویت ملتی ہے کہ ڈاکٹر صاحب بھی حضرت امام ابوحنیفہؒ کو افغانی ماننے کے قائل تھے۔

تذکرہ جمیل: داستان عزم و ہمت رئیس الحفاظ علامہ محمد عبدالجمیل

یہ علامہ عبدالجمیل (المعروف بہ سوات باباجی) کا اردو زبان میں ۱۸۴ صفحات پر مشتمل نورانی تذکرہ ہے جس کو پروفیسر محمد طیب اللہ نے مرتب کر کے ۲۰۲۱ء میں شائع کیا ہے، پروفیسر صاحب کا تعلق اخوند خیل طورو مردان کے ایک علمی خاندان سے ہے، اس خاندان کی اس خطے میں بڑی علمی، مذہبی اور تعلیمی خدمات کے ساتھ ساتھ خدمتِ خلق کے حوالے سے بھی بڑی خدمات ہیں۔ خود پروفیسر صاحب بھی اردو اور پشتو زبان کے ایک کہنہ مشق ادیب اور کئی ایک علمی و ادبی کتابوں کے مصنف ہیں، زیرِ نظر کتاب ان کے دادا علامہ عبدالجمیل کا تذکرہ ہے جو اصلا فارسی زبان میں لکھی گئی تھی انہوں نے اس کو اردو میں ترجمہ کیا۔ کتاب مولانا عبدالجمیل کی چھتیس سالہ تعلیمی (تعلیمی اور تدریسی) سفر کے تذکروں سے معمور ہے، اس میں ان کے اساتذہ و شیوخ اور مشہور تلامذہ کا ذکر ہے، مرحوم مولانا لطف اللہ علی گڑھی کے شاگرد تھے جبکہ علامہ انور شاہ کشمیری، مولانا عنایت اللہ، مولانا عبدالحق حقانی، علامہ لطف الرحمان، علامہ حافظ محمد امین الحق اور علامہ حافظ ادریس طوروی جیسے نابغہ عصر علمائے کرام ان کے شاگرد تھے، اس میں ان کتابوں کی فہرست بھی شامل ہے جو انہوں نے صوبہ سرحد (خیبر پختونخوا) کے مختلف علما سے پڑھیں، کتاب میں مولانا لطف اللہ علی گڑھی کے خطوط اور وہ القابات بھی

شامل ہیں جس سے انہوں نے اپنے شاگرد کو وقتاً فوقتاً خطوط میں نوازا ہے، اس کے علاوہ علامہ صاحب نے ان مصائب اور مشکلات کا بھی تذکرہ کیا ہے جو حصولِ علم کے اس سفر میں ان کو پیش آئیں لیکن وہ ان کے سامنے جھکے نہیں بلکہ ان کے سامنے عزم واستقامت کے پہاڑ بن کر ان کا مقابلہ کیا اور اپنے مقصد کو پالیا، کتاب کے صفحہ ۱۷۵ پر طورو کے مشہور صاحبِ دیوان شاعر تاج ملوک خان دلسوز (مرحوم) کا مولانا عبدالجمیل کی وفات پر اردو زبان میں جب کہ صفحہ ۱۷۸ پر ان کی یاد میں اٹھارہ اشعار پر مشتمل پشتو زبان میں مرثیے بھی شامل ہیں، ڈاکٹر اسمائکس نے کہتے ہیں کہ مشہور آدمیوں کی سوانح عمری انسان کی ترقی کا مفید ذریعہ ہے جس طرح کہ سورج کی روشنی پہاڑوں پر چاروں طرف پھیل جاتی ہے اسی طرح ان کی روحانی روشنی آئندہ نسلوں کے لیے اپنی چمک جاری رکھتی ہے جبکہ مولانا حالی کے نزدیک مشاہیر کی سوانح عمری اور تاریخ کے مطالعہ سے زندگی بنانے میں بہت مدد ملتی ہے، حصولِ علم کے مسافروں کو اس کتاب کا ضرور مطالعہ کرنا چاہیے۔

دطورود یو عالمِ دین عنایات

یہ اسرار طورو کی تصنیف ہے جس میں انہوں نے اپنے والد گرامی حضرت مولانا عنایت اللہ کا تذکرہ کیا ہے، یہ پشتو زبان میں ۲۰۰ صفحات پر مشتمل ہے، اکتوبر ۲۰۲۰ میں بخارا ثانی علمی وادبی مرکز طورو مردان نے شائع کیا ہے، مولانا سید محمد عنایت اللہ علامہ سید حافظ محمد عبدالجمیل کے ہاں بروز بدھ یکم فروری ۱۹۱۰ء محلّہ اخون خیل صدیق خیل گاؤں طورو مردان میں پیدا ہوئے، تین بھائیوں میں آپ دوسرے نمبر پر تھے، درسِ نظامی کی تکمیل اپنے والد ماجد سے کی، مولانا سید قطب الدین صاحب غورغوشتوی سے بھی پڑھا، صوبہ سرحد میں جمیعۃ علما ہند کی بنیاد رکھی اور آزادی کی تحریک میں خدائی خدمت گار اور جمیعۃ العلماء ہند کے پلیٹ فارم سے حصہ لیا، دیوبند میں مولانا حسین احمد مدنی نے آپ کو سند عطا فرمائی۔ آخری دم تک خدائی خدمت گار تحریک سے وابستہ رہے اور پشتونوں کے آپس کے جھگڑوں میں مصالحت کی بھرپور کوشش کرتے رہے، جب پاکستان بنا تو آپ کو سیاسی قیدی بنا کر ہری پور جیل ۱۹۴۸ سے ۵۲۔۱۹۵۱ء میں رکھا گیا، آپ نے وہاں قیدیوں کو قرآن وحدیث اور تفسیر پڑھانے کا اہتمام کیا۔

زیر نظر تصنیف ان کے علوم ومعارف، حقائق اور دقایق علمی کے خزانوں سے معمور ہے، وہ طورو کی اہم مذہبی، سیاسی اور سماجی شخصیت تھے جنہوں نے اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوایا، کتاب میں ان کے جیل سے لکھے ہوئے چند خطوط کو بھی جمع کیا گیا ہیں، کتاب کے آخر میں ان کی تحریر کے عکس اور مولانا عبدالجمیل، مولانا حافظ لطف الرحمان، مولانا حافظ محمد امین الحق، مولانا لطف اللہ، محمد امین خوگیانی صاحب، حافظ محمد ادریس، حافظ امانت اللہ صاحب، محمد ظہورالحق صاحب اور مولانا عنایت اللہ کی تصاویر ہیں۔

اسرار طورو نے اپنے والد گرامی کی بارگاہ میں کمال عقیدت و ارادت کا ایک گلدستہ پیش کیا ہے جس میں اپنے والد کی ذاتی سوانح اور حالات، عملی و علمی کمالات، اخلاق و اوصاف کا تذکرہ، ان کی سیاسی جد وجہد اور علاقے میں مختلف تنازعات میں ان کی مصالحت کی کوششوں، خدائی خدمت گاری اور ان کے کارناموں کا تذکرہ بڑے محبوب پیرائے میں کیا ہے، یہ کتاب متنوع جوہر پاروں کا ایک خزینہ ہے۔

دعمرے سفر

یہ اسرار طورو کے سفرِ عمرہ کی روداد ہے، پشتو زبان میں ٦٨ صفحات پر مشتمل یہ سفرنامہ ۲۰۲۳ میں سحر اکیڈمی لاچی کوہاٹ نے شائع کیا ہے جس کا ایک ایک لفظ سے عشق رسول سے معمور ہے، علم و ادب کی چاشنی، شگفتگی اور حلاوت کا مرقع ہے۔

مجموعی تجاویز

کتابوں کو شائع کرنے سے پہلے کتابوں کی ترتیب و تدوین (ایڈیٹنگ) کسی باذوق ماہر سے کروالی جاتی تو بہت اچھا ہوتا، اس سے کتابوں کی ضخامت کافی کم ہوجاتی، ''تذکرِ جمیل'' میں کافی مسائل ہیں کیونکہ فی صفحہ ۱۷ سطریں رکھی گئی ہیں اور دوسری کتاب ''صاحبِ سوات'' میں اٹھارہ سطریں جبکہ بائیس سطریں مناسب ہوتی ہیں فونٹ بھی جلی رکھا گیا ہے، ذیلی عنوانات کے لکھنے میں یکسانیت نہیں ہے کہیں درمیان صفحہ لکھے گئے ہیں تو کہیں صفحہ کے دائیں طرف، اس طرح کی چیزیں کھٹکتی ہیں، کتاب کی عمدگی اور خوب صورتی متاثر ہوتی ہے، یہ باذوق قاری پر گراں گزرتی ہیں۔

تذکرہ جمیل

داستان عزم و ہمت رئیس الحفاظ علامہ محمد عبدالجمیل کے تعلیمی و تدریسی زندگی پر تحقیق کی ضرورت ہے کیوں کہ انہوں نے کافی عرصہ ہندوستان میں مختلف اداروں میں تدریس میں گزارا ہے اور سینکڑوں شاگرد بھی ہوں گے، ان کے تذکرے کا یہ پہلو تشنہ ہے، خیبر پختونخوا کی یونیورسٹیز میں اس پر ڈاکٹریٹ ہونے چاہئیں، اس خاندان کے پاس بزرگوں کے جو مکتوبات ہوں گے وہ اگر منظر عام پر آجائیں تو تاریخ میں محفوظ بھی ہوجائیں گے اور خلق کو اس سے بہت نفع ہوگا بالخصوص پروفیسر سید راشد علی سے یہ توقع کی جاتی ہے۔ اسرار طورو اور ان کے بھائی مشتاق الرحمان شفق اگر اپنی آپ بیتیاں لکھ دیں تو یہ ایک بڑا تاریخی اور ادبی کارنامہ ہوگا۔ اس میں ہم جیسوں کے لئے رہنمائی کے لیے بہت کچھ ہوگا۔ اللہ ہمت اور توفیق دیں۔

صاحبزادہ عبدالحق ثانی

دارالعلوم کے شب و روز

اسلامی نظریاتی کونسل کے چیئرمین اور بین الاقوامی شہرت یافتہ دانشوروں کی دارالعلوم آمد

۷۔اکتوبر ۲۰۲۳ بروز ہفتہ : عالم اسلام اور پاکستان کے ممتاز علمی، ادبی شخصیات جناب ڈاکٹر قبلہ ایاز صاحب (چیئرمین اسلامی نظریاتی کونسل)، عالمی امور کے ماہر، دانشور، ادیب اور پروفیسر ڈاکٹر حسن عباس صاحب جو کہ نیشنل ڈیفنس یونیورسٹی واشنگٹن میں بین الاقوامی تعلقات کے پروفیسر ہیں، آپ افغان امور پر دنیا میں اتھارٹی سمجھے جاتے ہیں، ان کی کتاب "The Returned of the Taliban" بھی عالمی سطح پر مقبول ہوئی ہے، برادرم مولانا محمد اسرار مدنی صاحب (چیئرمین انٹرنیشنل ریسرچ کونسل فار ریلیجیئس افیئرز) ایک وفد کے ہمراہ مدیر ''الحق'' مولانا راشد الحق سمیع صاحب کی دعوت پر دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے اور ان کے دفتر میں تفصیلی ملاقات کی، بعد ازاں آپ نے دارالعلوم کے مختلف شعبہ جات کا تفصیلی دورہ کیا اور ''تخصص فی الدعوۃ والعقیدہ'' کی درسگاہ میں جناب ڈاکٹر حسن عباس صاحب نے ''موجودہ عالمی صورتحال اور عالم اسلام'' کے موضوع پر تقریباً سوا گھنٹہ علمی لیکچر دیا، ان کے بعد جناب قبلہ ایاز صاحب نے بھی سیر حاصل علمی و سیاسی موضوعات پر خطاب فرمایا، اس موقع پر صدر شعبہ تخصصات حضرت مولانا راشد الحق سمیع نے معزز مہمانوں کی آمد پر خیر مقدمی کلمات کہے اور ان کا شکریہ ادا کیا، استاد الحدیث مولانا عرفان الحق صاحب، مولانا خزیمہ سمیع صاحب، مولانا سید حبیب اللہ شاہ صاحب، ڈاکٹر مولانا شوکت اللہ خٹک صاحب، مولانا حبیب اللہ قاسمی صاحب و دیگر حضرات بھی موجود تھے۔مہمانوں نے حضرت مہتمم صاحب مدظلہ سے بھی ملاقات کی، بعد ازاں مہمانوں کیلئے مدیر ''الحق'' کی رہائش گاہ پر ایک پرتکلف ظہرانے کا اہتمام بھی کیا گیا۔

تحریک منہاج القرآن لاہور کے وفد کی دارالعلوم حقانیہ آمد

۱۵۔اکتوبر بروز اتوار کو تحریک منہاج القرآن کے ناظم اعلیٰ اور پاکستان عوامی تحریک کے سیکرٹری جنرل جناب خرم نواز گنڈا پور صاحب ایک وفد کے ہمراہ جامعہ دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے، جامعہ کے نائب مہتمم مولانا حامد الحق صاحب اور مولانا راشد الحق سمیع صاحب نے معزز مہمانوں کا خیر مقدم کیا اور ان سے تفصیلی ملاقات کی۔ وفد نے اپنے ہمراہ نامور اسکالر ڈاکٹر علامہ طاہر القادری صاحب (بانی منہاج القرآن) کی تصنیف کردہ دو عدد انسائیکلوپیڈیاز (موسوعات) جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے شعبہ

تخصصات کیلئے ہدیہ کئے جس میں ایک موسوعة القرآنیه الموضوعیة(قرآنی انسائیکلوپیڈیا) (۸جلد) اور دوسراموسوعة القادری فی العلوم الحدیثی (احادیث انسائیکلو پیڈیا) (۸جلد) تھے، ڈاکٹرمحمد زہیر صدیقی صاحب (پروفیسرعربی منہاج یونیورسٹی لاہور) نے شرکا سے ان دو موسوعوں کا تفصیلی تعارف پیش کیا۔ جناب خرم نواز گنڈا پور صاحب نے جامعات کے مابین ہم آہنگی کے حوالے سے موثر گفتگو کی، بعد ازاں مولانا حامد الحق حقانی نے مہمانوں سے خطاب فرمایا اور مولانا راشد الحق نے ان کی آمد کا شکریہ ادا کیا اور مختلف مسالک اور علمی جامعات کے درمیان حسن تعامل اور علمی سلسلے کو آگے بڑھانے پر زور دیا اور دارالعلوم حقانیہ اورمنہاج القرآن کے طلبہ اوراساتذہ کے درمیان وفود کا تبادلہ اور تحقیقی و تصنیفی پراجیکٹس میں استفادے پر زور دیا۔معزز مہمانوں کے وفد میں چودھری عرفان یوسف،صاحبزادہ پیرمنیب احمد،ڈاکٹرمحمد زہیر صدیقی،مفتی محمد فہیم، جناب سجان اللہ، جناب محمد طارق، علامہ عبدالشکور، جناب ابوعفان، جمشید علی خان، علامہ احمد شہاب جنیدی صاحبان شامل تھے، ملاقات میں جامعہ کے نائب مہتمم برادرم مولانا حامد الحق حقانی، مفتی مختار اللہ حقانی، مولانا لقمان الحق، مولانا اسرار مدنی، مولانا محمد اسلام حقانی، صاحبزادہ عبدالحق ثانی اور مولانا محمد فہد حقانی ودیگر شریک تھے، بعد ازاں مولانا حامد الحق حقانی و مولانا راشد الحق سمیع نے مہمانوں کو دارالعلوم کا وزٹ کرایا اور انہیں جامعہ کے مختلف شعبہ جات شعبہ تخصصات ،دارالحدیث اور مقبرہ حقانیہ بھی دکھایا ،نائب مہتمم جامعہ دارالعلوم حقانیہ مولانا حامد الحق حقانی نے مہمانوں کو اپنی رہائش گاہ پر پرتکلف ظہرانہ دیا۔

شعبہ تخصصات میں معزز مہمانوں کی آمد

۲۲۔اکتوبر بروز اتوار کو شعبہ تخصصات جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں حضرت مولانا میاں ایاز احمد حقانی مدظلہ (امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تحصیل شبقدر چارسدہ) تشریف لائے، تخصص فی التفسیر کے طلبہ کو تصوف کے موضوع پر تفصیلی لیکچر دیا، سوال و جواب کی نشست بھی رہی اور طلبہ کو حضرت مفتی محمد فریدؒ کے ذوق تصوف وتفقہ اور ان کی خشیت الٰہی پر گفتگو فرمائی، آپ کے ہمراہ جامعہ محمدیہ مٹہ مغل خیل کے شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالروف صاحب مدظلہ، مولانا مفتی سید محبّ الرحمٰن باچا، مولانا واجد علی، سابق ایم پی اے مولانا مثمر شاہ صاحب کے صاحب زادے اورصاحبزادہ میاں معاذ اللہ شاہ بھی تشریف لائے۔

جامعہ حقانیہ میں جدید وسیع وعریض خوبصورت گراونڈ اور چمن کی تیاری آخری مراحل میں

مادر علمی جامعہ دارالعلوم حقانیہ میں حضرت والد ماجد مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے شروع کردہ تعمیراتی پروجیکٹس تکمیل کے آخری مراحل کے قریب پہنچ رہے ہیں، جدید ہاسٹل اور دار التدریس کی

تکمیل کے بعد دو ہفتے پہلے اس کے سامنے وسیع وعریض گراونڈ اور چمن پر کام کا آغاز کردیا گیا تھا، اب دو ہفتوں کی محنت کے بعد یہ ایک خوبصورت اور حسین منظر پیش کر رہا ہے، اس کی تکمیل سے جامعہ کے طلبا کو کھیل کود اور ذہنی وجسمانی تفریح کیلئے ایک معیاری، وسیع وعریض، شفاف اور کھلا میدان میسر آجائے گا، اس نئے گرواونڈ اور چمن کی تیاری کے بعد جامعہ دارالعلوم حقانیہ کی خوبصورتی میں مزید اضافہ اور حسن دوبالا ہوجائے گا، ان شا اللہ، اس کی تیاری میں جامعہ حقانیہ کے مخلص خادم حاجی مسعود صاحب کی محنت اور کوششیں قابل قدر اور لائق تحسین ہے، اللہ تعالی جامعہ دارالعلوم حقانیہ کو دن دوگنی رات چوگنی ترقیات نصیب فرمائے آمین۔

حضرت مہتمم مولانا انوارالحق صاحب مدظلہ کی مصروفیات

۱۷۔۱۰ستمبر: جامعہ محمدیہ چکدرہ ضلع دیر کے اساتذہ اور طلباء کرام نے حضرت مہتمم صاحب سے ملاقات کی

۲۳۔ستمبر: ضلع چارسدہ ختم نبوت کے امیر مولانا آیاز صاحب بمعہ وفد علمائے کرام کے دارالعلوم تشریف لائے اور حضرت مہتمم صاحب مدظلہ سے ملاقات کی۔

۲۴۔۲۷ستمبر: ملتان ،کوہاٹ،درہ آدم خیل، دیر بالا، شبقدر،کرک ،ضلع اٹک ،انگلینڈ سے آئے ہوئے مہمانوں کے علاوہ تبلیغی وفد اور مختلف علاقوں سے آئے ہوئے علمائے کرام نے حضرت مہتمم صاحب مدظلہ سے ملاقات کی۔

۲۸ستمبر: تعلیم القرآن ضلع سوات کے مہتمم مولانا محبّ اللہ صاحب، جامعہ شعبہ تخصص فی الفقہ کے متخصصین کی جامعہ آمد ہوئی اور حضرت مہتمم صاحب مدظلہ نے انہیں قیمتی نصائح اور دعائیں دیں۔

۲۹رستمبر: کراچی ،پنجاب، مقیم سعودی عرب کے مہمانوں نے حضرت مہتمم صاحب سے ملاقات کی، جامعہ عربیہ زرگری ٹل کے مہتمم کے برخوردار کے علاوہ ختم نبوت پشاور کے ذمہ داروں نے حضرت مہتمم صاحب سے ملاقات کی۔☆ ۳۰۔ستمبر: مہمند ایجنسی ،اسلام آباد ،لاہور کے فضلائے کرام اور مہمان دارالعلوم تشریف لائے اور حضرت مہتمم صاحب مدظلہ سے ملاقات کی۔☆ یکم اکتوبر: حضرت مہتمم صاحب مدظلہ سے ملاقات کیلئے آئی ہوئی غیرملکی تبلیغی جماعت اور نائیجریا سے آئے ہوئے مہمانوں نے ملاقات کی۔☆ ۳۔۱۵راکتوبر: ضلع چارسدہ، سوات، ٹانک ،لکی مروت، ضلع شانگلہ، ایبٹ آباد، صوابی، مالاکنڈ، بونیر، درہ آدم خیل، نوشہرہ، اسلام آباد اور پنجاب سے آئے ہوئے فضلائے کرام اور معزز مہمانوں نے حضرت مہتمم مولانا انوارالحق صاحب مدظلہ سے ملاقات کی اور اُن

سے دعائیں لیں ۔

۱۶؍اکتوبر: ۲۰۱۴ء کے فضلائے کرام کا وفد دارالعلوم آیا اور حضرت مہتمم صاحب سے ملاقات کی، جامعہ عثمانیہ ضلع پشاور کے مہتمم اور ناظم اعلیٰ صوبائی کے پی وفاق المدارس مولانا حسین احمد صاحب نے حضرت مہتمم صاحب مدظلہ سے ملاقات کی۔☆ ۱۷۔اکتوبر: حضرت مہتمم صاحب مدظلہ سے صوابی ،پشاور اور ملتان کے فضلائے کرام ملاقات کے لئے تشریف لائے اور ان سے دعائیں لیں۔

۱۸؍اکتوبر: جنوبی وزیرستان کے مفتی ریاض صاحب نے حضرت مہتمم صاحب سے ملاقات کی،اس کے علاوہ ضلع کرک کے مہمان بھی تشریف لائے تھے۔☆ ۱۹؍اکتوبر: جامعہ محمدیہ جنوبی وزیرستان کے مہتمم مولانا انور بن قاری لعل محمد صاحب نے حضرت مہتمم صاحب سے ملاقات کی ،ان کے علاوہ قاضی محمد سعد بن قاضی مولانا طیب صاحب اور درہ آدم خیل کے فضلائے کرام نے بھی ملاقات کی۔

۲۱؍اکتوبر: لکی مروت کے علمائے کرام وفضلائے کرام کے علاوہ اسلام آباد سے آئے ہوئے مہمانوں نے حضرت مہتمم صاحب سے ملاقات کی۔

حضرت نائب مہتمم مولانا حامدالحق حقانی صاحب کی مصروفیات

۱۰۔اکتوبر: جمعیت علمائے اسلام کی مرکزی مجلس عاملہ کا اہم اجلاس زیرصدارت حضرت مولانا حامد الحق حقانی صاحب مدظلہ اکوڑہ خٹک میں منعقد ہوا،اجلاس میں ملکی سیاسی صورتحال پر تفصیلی تبادلہ خیال کیا گیا،فلسطینی مسلمانوں پر ہونے والے مظالم پر تشویش کا اظہار کیا گیا،اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ شہید اسلام حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی حیات وخدمات پر امسال بھی دو نومبر۲۰۲۳ء کو''خدمات حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ'' کانفرنس منعقد کی جائے گی۔کانفرنس ان شاء اللہ دن گیارہ بجے جامعہ دارالعلوم حقانیہ میں منعقد کی جائے گی۔

۱۳۔اکتوبر بروز جمعہ کو والدمحترم حضرت مولانا حامد الحق حقانی صاحب مدظلہ امیر جمعیت علمائے اسلام (س) وچیئرمین دفاع پاکستان کونسل و نائب مہتمم جامعہ دارالعلوم حقانیہ نے ''یوم یکجہتی فلسطین و بیت القدس شریف'' کی مناسبت سے اکوڑہ خٹک میں ایک عظیم الشان ''یکجہتی فلسطین مارچ'' کی قیادت کی اور اپنے خطاب میں فلسطینی مسلمانوں پر جاری وحشیانہ ظلم و جبر پر اقوام عالم بالخصوص امت مسلمہ کے نام نہاد حکمرانوں کی خاموشی کو شرمناک اور بزدلانہ فعل قرار دیا۔ان کے اس خطاب کو پاکستان سمیت ہندوستان و بنگلہ دیش کے مسلمانوں میں بھی خوب پذیرائی ملی ،اب تک ان کا یہ خطاب سوشل میڈیا پر

بیس ملین افراد دیکھ چکے ہیں۔☆ ۱۵۔اکتوبر: فیصل آباد کے علمائے کرام کے ایک وفد نے مفتی محمد ضیاء مدنی صاحب (چیئر مین متحدہ علماء پاکستان) کی قیادت میں حضرت نائب مہتمم مدظلہ سے ملاقات کی اور مختلف امور پر تبادلہ خیال کیا۔☆ ۱۷۔اکتوبر: جماعت اسلامی کے زیر اہتمام میریٹ ہوٹل اسلام آباد میں ''قومی فلسطین کانفرنس'' میں بطور مہمان خاص شرکت کی اور خطاب فرمایا۔اجلاس کی میزبانی امیر جماعت اسلامی جناب سراج الحق صاحب نے کی ☆ ۱۸اکتوبر: حضرت والد محترم مدظلہ دو روزہ دورے پر جنوبی پنجاب تشریف لے گئے ، جہاں انہوں نے ملتان میں منعقدہ جمعیت علمائے اسلام جنوبی پنجاب کی صوبائی مجلس شوریٰ کے اہم اجلاس کی صدارت کی اور خطاب فرمایا ☆ ملتان میں خدمات حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کانفرنس کا اہتمام کیا گیا جس سے حضرت مولانا حامد الحق حقانی صاحب مدظلہ کے علاوہ جمعیت کے دیگر رہنماؤں نے خطاب فرمایا،اس دورہ میں مولانا سید یوسف شاہ بھی ہمراہ تھے۔ ۱۹۔اکتوبر: فلسطینی سفارت خانہ اسلام آباد میں فلسطین کے سفیر احمد جواد ربیعی و نائب سفیر نادر ترک سے ملاقات کی، فلسطینی مسلمانوں پر اسرائیلی جارحیت کی شدید مذمت کی اور مظلوم فلسطینی مسلمانوں کے ساتھ اپنی جماعت اور ادارہ جامعہ دارالعلوم حقانیہ کی جانب سے یکجہتی کا اظہار کیا۔

۲۲۔اکتوبر: جامعہ دارالہدیٰ نوشہرہ کے زیر اہتمام منعقدہ اجتماع میں بطور مہمان خصوصی شرکت اور خطاب فرمایا۔

وفیات : ۱۵۔اکتوبر بروز اتوار کو موتمر المصنفین دارالعلوم حقانیہ کے سابق کمپوزر جناب فضل حیٔ آصف صاحب طویل علالت کے بعد انتقال کرگئے۔موصوف نے جامعہ کی تصانیف ،مکتوبات مشاہیر، خطبات مشاہیر، فتاویٰ حقانیہ، دعوات حق وغیرہ کی کمپوزنگ میں جناب بابر حنیف صاحب کی معاونت کی تھی ،آپ کے جنازہ میں عم مکرم مولانا راشد الحق سمیع اور جناب بابر حنیف صاحب کے علاوہ علاقہ کے علمائے کرام نے شرکت کی بعدازاں تعزیت کیلئے مولانا لقمان الحق ،مولانا عرفان الحق ،مولانا اسامہ سمیع ،مولانا خزیمہ سمیع وغیرہ تشریف لے گئے اور وہاں جملہ پسماندگان سے تعزیت کی اور مرحوم کیلئے دعائے مغفرت کی ،حضرت مہتمم صاحب نے دارالحدیث ہال میں بھی مرحوم کیلئے دعا کی۔

☆ معروف اسکن سپلشٹ ڈاکٹر حیدر زمان صاحب گزشتہ دنوں انتقال کر گئے ،آپ دارالعلوم کے علماء وفضلاء کے بہت قدر دان اور مخلص تھے،قارئین ''الحق'' سے دعاؤں کی درخواست ہے۔

اسی طرح ماہنامہ ''الحق'' کے علمی رفیق کار و مضمون نگار جناب حافظ خرم شہزاد صاحب کی گزشتہ دنوں دادی کے انتقال کے بعد والدہ ماجدہ انتقال کرگئیں، ماہنامہ ''الحق'' ان کے صدمے میں برابر کا شریک ہے، اللہ تعالیٰ ان پاکباز خواتین کی مغفرت نصیب فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

مولانا محمد اسلام حقانی
نائب مدیر ماہنامہ ''الحق''

تعارف وتبصرہ کتب

- **مکتوبات مفکر اسلام مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ** مرتب: مولانا سید محمد حمزہ حسنی ندویؒ

ضخامت: ۲۶۲۸ صفحات (۶ جلد) ناشر: مجلس نشریات اسلام ناظم آباد کراچی

خط، کتابت، ترسیل، پیام، پیغام رسانی اور مراسلہ نگاری کا سلسلہ اور اس کے ذرائع و وسائل کی تاریخ اتنی ہی قدیم ہے جتنی خود تحریر کی تاریخ قدیم ہے، قدیم سے یہ سلسلہ بتدریج ترقی اور عروج کی شکلیں اختیار کرتا چلا گیا اور مختلف زبانوں، تہذیبوں اور ثقافتوں میں مختلف شکلیں وصورتیں اختیار کرکے پروان چڑھتا گیا، خط وکتابت کے ذریعے انسانوں کے احوال وکوائف انسانوں تک پہنچتے ہیں، خطوط نگاری ایسا فن ہے جو انسانوں کی فکر، رویہ، آپس کا لین دین، مختلف سیاسی، ادبی، علمی، نظریاتی اور معاشرتی مسائل پر مکتوب نگار اور مکتوب الیہ کے خیالات و احساسات پر مشتمل دستاویزی حوالہ ہوتا ہے جس میں اُس عہد کی معاشرتی زندگی، رہن سہن، رسم و رواج، سیاسی، تہذیبی شکست و ریخت، علمی و ادبی مباحث اور فکری احوال وکوائف نمایاں طور پر موجود ہوتے ہیں، ہر زبان و ادب میں مکتوب نگاری کی خاص اہمیت ہے اور اردو ادب میں بھی مکتوب نگاری باقاعدہ ایک فن اور صنف کی حیثیت رکھتی ہے، زبان و ادب سے ہٹ کر دینی و مذہبی حلقوں میں بھی مکاتبت ومراسلت کی بڑی اہمیت ہے جس کا اندازہ مشاہیر علم و مشائخ تصوف کے خطوط اور مکاتیب کے مجموعوں کی کثرت سے ہوسکتا ہے، تاہنوز اہل علم وقلم کے مکاتیب کے مجموعے منظر عام پر آتے رہتے ہیں اور تاریخ رقم کر جاتے ہیں، ان بزرگوں کے مکتوبات سے ہزاروں اللہ کے بندوں کے دل کی دنیا بدل جاتی ہے اور افرادی و معاشرتی اصلاح میں یہ ایک رہنما اور مشعل راہ کی حیثیت رکھتی ہے، اس سلسلے کی ایک حسین کڑی عصر حاضر کے ایک عظیم مفکر ودانشور حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ کے خطوط و مکاتیب کا مجموعہ بھی ہے، جس کی اب تک چھ جلدیں شائع ہوچکی ہیں۔

زیر تبصرہ کتاب ''مکتوبات مفکر اسلام مولانا ابوالحسن علی ندویؒ'' میں عصر حاضر کے برگزیدہ ہستی مفکر اسلام مولانا علی میاںؒ کے خطوط ہیں جو انہوں نے اپنے بڑوں، بزرگوں، ہم عصروں،

عزیزوں، شاگردوں، رشتہ داروں اور دیگر مختلف علمی شخصیات کے نام متنوع موضوعات پر لکھے، مکتوبات الیہ حضرات میں اہل علم وفضل حضرات شامل ہیں، اس مجموعہ خطوط میں ایک قاری مفکر اسلامؒ کے مختلف مشاہدات اور تجربات اور آپ کی مراسلت کا اعلیٰ ترین نمونہ پائیں گے۔ اس مجموعہ میں مفکر اسلام کے خطوط کا ایک اچھا خاصا ذخیرہ محفوظ ہوگیا ہے، آپ کے خطوط میں دعوتی، اصلاحی اور ادبی مکتوبات بھی ہے اور سیاسی خطوط بھی، علم وتحقیق سے متعلق مکاتیب بھی ہیں اور اپنے خاندان سے وابستہ افراد کوتحریر کی گئی ہدایات بھی، یہ مکتوبات ملت اسلامیہ کی نشاۃ ثانیہ کیلئے سنگ میل ثابت ہوسکتے ہیں، اس کے مطالعے سے مفکر اسلام کی علمی، عملی، تحقیقی، دعوتی، اصلاحی اور تصنیفی کوششوں کا نقشہ بھی سامنے آجاتا ہے اور حضرت کی وہ علمی دعوتی خدمات بھی سامنے آئیں گی جو اَب تک منظر عام پر نہ آسکی تھیں، یہ ایک صاحب علم وعمل شخصیت کے خطوط کا گلدستہ ہے جو صرف گفتار کا نہیں کردار کا بھی غازی ہے، یہ مجموعہ خطوط اپنے موضوعات کے تنوع، ادبی خوبیوں اور علمی و تاریخی معلومات پر مشتمل ایک شاہکار دستاویز کی حیثیت رکھتا ہے جسے ماہنامہ ''رضوان'' لکھنؤ کے سابق مدیر حضرت مولانا سید محمد حمزہ حسنی ندویؒ نے بہترین انداز میں مرتب کیا ہے، آپ کی یہ قابل قدر کاوش لائق صد تحسین ہے، اسی طرح پاکستان میں مفکر اسلامؒ کے علوم ومعارف کی نشرواشاعت میں مجلس نشریات اسلام کراچی کی خدمات بھی لائق تحسین ہیں جنہوں نے مکتوبات مفکر اسلامؒ کی دو جلدیں پہلے شائع کی تھیں اب مزید چار جلدوں کو شائع کرکے اہل علم کے سامنے ایک وقیع علمی ذخیرہ پیش کیا ہے۔

● **رؤیت ہلال کے مسائل: ایک تحقیق** محقق: مولانا مفتی عبدالوہاب چاچڑ

ترجمہ وترتیب: مولانا مفتی کلیم اللہ لغاری سندھی ضخامت: ۱۱۲ صفحات

ناشر: جامع مسجد مسلماناں پنجاب کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی اسکیم۳۳ سپر ہائی وے کراچی 03335043231

مسلمانان برصغیر کیلئے روئت ہلال کا مسئلہ عرصہ سے مختلف فیہ رہا ہے، اس مسئلے پر اہل علم و دانش نے ہر پہلو اور جانب سے علمی وتحقیقی کام کیا ہے، بہت ساری کتابیں، مقالات اور مضامین اس مسئلہ پر منصۂ شہود پر آچکی ہیں اور اب تک اس پر اہل علم وقلم خامہ فرسائی کررہے ہیں۔

زیرتبصرہ رسالہ ''روئت ہلال کے مسائل ایک تحقیق'' بھی اس سلسلے کی ایک کڑی ہے، جس میں مولانا مفتی عبدالوہاب چاچڑ نے اس مسئلہ پر سیر حاصل روشنی ڈالی ہے، یہ موصوف کے ان مضامین کا مجموعہ ہے جو انہوں نے سندھی مجلّہ ماہنامہ ''شریعت''، سکھر میں قسط وار لکھے تھے، اس رسالہ

میں انہوں اس مسئلے پر عمدہ انداز میں معتدل فقہی تحقیق کرتے ہوئے اختلافی مباحث پر سلجھے ہوئے انداز میں سیر حاصل بحث کی ہے، یہ مضامین سندھی زبان میں تھیں تو اس کے حل کرنے کی کوشش کی اور اس کا اردو ترجمہ مولانا کلیم اللہ لغاری نے کر کے اس کو سلیقے سے مرتب کیا اور اہل علم کے سامنے پیش کیا، اس میں انہوں نے دیگر رسائل بھی شامل کئے ہیں جس میں ''جھینگے کی شرعی حیثیت'' ازمولانا شبیر احمد بھٹو، ''جھینگے کے متعلق ایک فارسی رسالے کا اردو ترجمہ'' اس کے علاوہ امام مخدوم محمد ہاشم بن عبدالغفور السندھی کا رسالہ تمام العنایہ فی الفروع بین الصریح والکنایۃ کا تعارف بھی اس مجموعے کا حصہ ہے، اہل علم کے لئے یہ مجموعہ ایک علمی سوغات اور قیمتی تحفے سے کم نہیں۔

● **تصوف اور اہل تصوف سلف وخلف کی نظر میں** تالیف: حافظ محمد موسیٰ بھٹو

ضخامت: ۴۲۱ صفحات ناشر: سندھ نیشنل اکیڈمی ٹرسٹ ۴۰۰بی لطیف آباد حیدرآباد

آج کل امت مسلمہ جن مشکلات اور چیلنجز سے دوچار ہے اس میں کچھ بیرونی اسباب اور عوامل کے ساتھ اندرونی اسباب اور عوامل بھی کارفرما ہیں جیسے کہ خودغرضی، حسد، کینہ، مفاد پرستی، بدنیتی، فساد، انارکی، خواہشاتِ نفسانی کا غلبہ اور باہمی مسلکی، قومی لسانی جماعتی مفاداتی تعصّبات اور یہ سب بیماریاں ایسی ہیں جو اللہ والوں کی صحبت سے دور اور ختم ہوسکتی ہیں، ان سب باطنی بیماریوں کی اصلاح راہ احسان وسلوک (تصوف) سے ہوسکتی ہے، تصوف کا ادارہ اور شعبہ امت مسلمہ ایک اہم ادارہ اور شعبہ ہے جس سے امت کی تاریخ اسلامیت کا روشن باب وابستہ ہے، تصوف کو بعض لوگ اچھی نگاہ سے نہیں دیکھتے لیکن حقیقت یہ ہے کہ تصوف اصلاح افراد اور اصلاح معاشرہ کیلئے موثر ترین ذریعہ ہے، تصوف ایک ایسا موضوع ہے جس پر اہل علم و دانش نے ہر زبان میں مختلف پہلوؤں اور مختلف اسالیب میں بے شمار کتابیں اور مقالات لکھے ہیں، ان اہل علم وفضل میں حافظ محمد موسیٰ بھٹو بھی شامل ہیں جنہوں نے تصوف پر کئی کتابیں اور مضامین لکھے ہیں، اس سلسلہ کی ایک کڑی موصوف کی کتاب ''تصوف اور اہل تصوف سلف وخلف کی نظر میں'' بھی ہے۔

زیرتبصرہ کتاب ''تصوف اور اہل تصوف سلف وخلف کی نظر میں'' کے مرتب نے اس کتاب میں ممتاز فاضل شخصیات اور اہل علم وفکر کی تحریرات کو یکجا کیا جس میں تصوف کے مختلف اصلاحی و روحانی پہلوؤں اور گوشوں پر بحث کی گئی ہے، موصوف نے ان تمام مضامین و مقالات کو نہایت سلیقے سے اس مجموعے میں سمویا ہے، تصوف سے دلچسپی رکھنے والوں اور عامۃ الناس کے لئے یہ مجموعہ مفید اور نافع ہے، اللہ تعالیٰ ان کی اس کاوش کو شرف قبولیت سے نوازے (آمین)

- **احکام المعذورین (معذور اور مریض کے احکام)** مؤلف: مولانا عبدالمجید کوٹھیاوی
تحقیق، تخریج، تعلیق و اضافہ: مولانا مفتی سید محمد انور شاہ ضخامت: ۴۲۰ صفحات

ناشر: Vinco Medical Book Shop Karachi University 03322572867

اسلام ایک دین فطرت اور مکمل ضابطہ حیات ہے جو انسانوں کی تمام ضروریات زندگی کے جملہ پہلوؤں کو مدنظر رکھتے ہیں، ان کے مزاج، طبیعت، حاجت، مشقت، بیماری، کمزوری اور معذوری کا لحاظ کرتے ہوئے احکام صادر فرماتے ہیں تاکہ انسان شریعت کی روشنی میں اعتدال و توازن کے ساتھ خوشگوار اور ایک پرسکون زندگی بسر کر سکے، انسانی زندگی کے ساتھ جڑا ہوا ایک اہم مسئلہ مرض و معذوری کا بھی ہے، شریعت نے معذوروں کی رہنمائی کس انداز میں کی ہے؟ معذوروں کے کیا کیا مسائل ہیں؟ معذور شریعت کے مطابق زندگی کیسے گزاریں؟ شریعت مطہرہ اور فقہ اسلامی نے اس حوالہ سے کوئی مسئلہ تشنہ نہیں رہنے دیا، سب مسائل کا ایک حل شریعت کی روشنی میں پیش کیا ہے البتہ معذوروں کے حوالے سے جملہ مسائل کو یکجا کتابی صورت میں ملنے کی تشنگی محسوس کی جا رہی تھی جس کو حضرت تھانویؒ کے خلیفہ اجل مولانا عبدالمجید کوٹھیاویؒ نے محسوس کرتے ہوئے ان کے دل میں شدت سے یہ داعیہ پیدا ہوا کہ معذوروں کے احکام و مسائل پر مشتمل ایک کتاب مرتب ہونی چاہیے ان کی کوششیں بار آور ثابت ہوئیں اور ایک جامع کتاب مرتب فرمائی۔

زیر تبصرہ کتاب ''احکام المعذورین'' میں مؤلف موصوف نے اپنی فقیہانہ بصیرت، علمی استحضار کے ساتھ نہایت خوش اسلوبی سے معذوروں کے مسائل (طہارت سے لیکر کفن دفن تک) پر سیر حاصل روشنی ڈالی ہے، اس پر مستزاد یہ کہ اس جامع کتاب پر مولانا مفتی سید انور شاہ صاحب (مدرس و مفتی جامعہ بیت السلام کراچی) نے تخریج و تعلیق، حواشی و تعلیقات، عنوانات اور اضافوں کا کام بھی نہایت سلیقے اور اصول تحقیق کے معیار کے مطابق سر انجام دیا جو سونے پر سہاگے کے مترادف ہے، مولانا مفتی سید انور شاہ صاحب فقہ کے میدان میں کمال بصیرت و مہارت رکھتے ہیں، اس کتاب پر آپ کی تعلیقات سے ان کی محنت و عرق ریزی اور فقہی بصیرت کا اندازہ ہوسکتا ہے، تقریباً آٹھ سو کے قریب مسائل (جو معذوروں کے متعلق ہیں) ایک قاری کو یکجا اس کتاب میں پڑھنے کو ملیں گے گویا کہ یہ معذوروں کے مسائل کا ایک انسائیکلوپیڈیا ہے، اپنے موضوع پر یہ ایک جامع کاوش اور ایک فقہی دستاویز کی حیثیت رکھتی ہے جو اہل علم کے لئے ایک علمی فقہی سوغات سے کم نہیں، فقہ اور افتاء سے تعلق رکھنے والے مفتیان کرام اس کاوش سے ضرور استفادہ کریں، اللہ تعالیٰ یہ کتاب مؤلف کیلئے رفع درجات کا وسیلہ اور مدون اور مرتب کیلئے ترقیات کا وسیلہ ثابت فرمائے۔ (آمین)